# اخلاق و آدابِ صوفیہ

پروفیسر ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی

Marfat.com

Marfat.com

# اخلاق وآدابِ صوفیہ

DATA ENTERED

پروفیسر ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی

Marfat.com

# اخلاق و آدابِ صوفیہ

ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی
ممتاز پروفیسر (Distinguished Professor)
جی.سی. یونیورسٹی، لاہور

الوقار پبلی کیشنز
335-K2 Wapda Town, Lahore.

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

ناشر : سید وقار معین

0300-8408750

0321-8408750

042-35189691-92

سال اشاعت: جون 2010ء

طابع : گنج شکر پریس، لاہور

قیمت : /395 روپے

Marfat.com

## فہرست مضامین


| نمبر شمار | مضمون | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| 1 | ابتدائیہ | 7 |
| 2 | اخلاق وآدابِ صوفیہ | 21 |
| 3 | صوفیہ اور حسن خلق | 21 |
| 4 | اخلاقِ صوفیہ اور سنتِ حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم | 36 |
| 5 | صوفیہ اور آداب | 44 |
| 6 | خانقاہ میں صوفیہ کے قیام کے آداب | 54 |
| 7 | صوفیہ کی عظمتِ کردار اور اخلاقی نکتہ آفرینیاں | 62 |
| 8 | صوفیہ اور انسان دوستی | 117 |
| 9 | مآخذ | 127 |
| 10 | اشاریہ | 135 |


Marfat.com

Marfat.com

# ابتدائیہ

تصوف میں توحید کے ساتھ وحدت انسانی یا انسان دوستی کے مطالب بھی بنیادی ہیں، صوفیائے صاف دل نے انسان دوستی کو بہت اہمیت دی ہے، ان کی تعلیمات میں توحید کی تلقین کے ساتھ انسان دوستی کا درس سرفہرست ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انسان دوستی توحید کے تصور کا تلازمہ ہے، سچا توحید پرست انسان وحدت انسانی پر بھی ایمان رکھتا ہے، کیونکہ اس کی نظر میں سارے انسان ماخلقکم ولا بعثکم الّا کنفس واحدہ (سورہ ۳۱، آیت ۲۸) اور خلقکم من نفس واحدۃ (سورہ ۴، آیت ۱) کے مطابق درحقیقت ایک جسمِ واحد کی طرح ہیں ___ سعدی کہتے ہیں:

بنی آدم اعضای یکدیگر اند
کہ در آفرینش ز یک جوھر اند
چو عضوی بدرو آورد روزگار
دگر عضوھا را نماند قرار

جس طرح جسم کے ایک عضو کو اگر درد ہو تو دوسرے اعضا بھی درد محسوس کرتے ہیں، اسی طرح اگر ایک انسان دکھ میں ہو تو دوسرے انسانوں کو بھی اس کا دکھ محسوس کرنا چاہیے، یہی انسانیت ہے، اسی تصور کے نتیجے میں صوفی انسان دوستی کے جذبہ سے سرشار و سرمست ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد گردانتا ہے، دوسروں کی خوشی کو

Marfat.com

اپنی خوشی اس حد تک خیال کرتا ہے کہ نہ صرف اس دنیا میں دوسروں کی راحت کے لیے ایثار و قربانی سے کام لیتا ہے اور ہر نوع کی زحمت برداشت کرنے کو آمادہ رہتا ہے بلکہ آخرت کے حوالے سے بھی دوسروں کے لیے ایثار کرنے اور انہیں راحت پہنچانے کا خواہاں ہوتا ہے۔ بایزیدؒ دعا کیا کرتے تھے ''اے اللہ میرا وجود اتنا بڑا بنا دے کہ دوزخ میں صرف میرا وجود ہی سما سکے' اس میں کسی اور کے سمانے کی گنجائش ہی نہ رہے'' (زرین کوب' عبدالحسین' مقالۂ ادبیات عرفانی ایران وارزش انسانی آن' ص ۱۱۵)۔ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ ایک بار ساری رات دوزخ کے خوف سے نہیں سوئے اور صبح کے وقت میں نے سُنا کہ وہ دعا میں فرما رہے ہیں کہ ''اے اللہ کیا اچھا ہوتا کہ دوزخ میرے وجود سے بھر دی جاتی تا کہ دوسروں کی رہائی ہو جاتی''۔ (سعدی' بوستان' مرتبہ محمد علی ناصح' ص ۲۷۰)

صوفیانہ ادب میں حسن خلق اور انسان دوستی کے مطالب کے پہلو بہ پہلو معاشرے کے نچلے طبقے یا عوام کے مسائل کا شعور اور ان کے دکھوں کا احساس بھی موجود ہے۔ صوفیہ نے عوام کے مسائل خاص طور پر توجہ دی ہے' شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اکابرِ صوفیہ کی اکثریت اسی طبقہ سے تعلق رکھتی تھی' بایزید بسطامیؒ سقا تھے' سری سقطیؒ سقط فروش یعنی پرچون فروش' ابوحفص حدادنیشاپوریؒ لوہار' حمدون قصارؒ دھوبی' جنیدؒ شیشہ گر' خیر نساجؒ جولاہا' ابوالعباس آملیؒ قصاب (قصائی)' ابوحمزہ بغدادیؒ بزاز (پارچہ فروش) ابونصر سراج طوسیؒ مؤلف کتاب اللمع زین ساز اور مشہور صوفی ابوعلی دقاقؒ آرد (آٹا) فروش تھے۔ صوفیہ کی مختلف پیشوں سے وابستگی اس حقیقت کو پیش کرتی ہے کہ

Marfat.com

(۱) بیشتر صوفیہ اپنی روزی خود کماتے تھے' وہ معاشی طور پر دوسروں پر بوجھ نہیں بنتے تھے۔ ان کی نظر میں دولت یا دنیا مطلقاً بُری نہیں تھی۔ اسی حوالے سے نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ ترک دنیا یہ نہیں کہ انسان ننگا پھرے اور لنگوٹ باندھ لے' ترک دنیا یہ ہے کہ کھائے' پہنے' دوسروں کو کھلائے اور پہنائے اور زخمی دلوں پر شفقت اور مستحقین کی مدد کرے اور اپنے دل کو دنیا کی محبت سے خالی رکھے (فوایدالفواد' ص ۲۰۹) ___ صوفیہ دولت و دنیا سے محبت یا دنیا داری کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے اور بعض اوقات دولت اور دنیا کی محبت کے خلاف بات کرتے ہوئے صوفیہ نے مطلق طور پر بھی دولت و دنیا کی بُرائی کی ہے لیکن تصوف بنیادی طور پر دولت اور دنیا کے خلاف نہیں بشرطیکہ دولت اللہ کے لیے' اللہ کے حکم کے مطابق حاصل کی گئی ہو۔ فرمانِ حق ہے وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ یعنی دنیا سے اپنا حصہ فراموش مت کر (یعنی کام اور محنت کر کے دنیا کو حاصل کر) جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے (یعنی تجھے نعمتِ دنیا سے نوازا ہے) تو بھی (اللہ کے بندوں کے ساتھ) احسان کر (خدمتِ خلق کر' دوسروں کے کام آ) اور دنیا میں فساد کا خواہاں نہ ہو (سورہ ۲۸' آیت ۷۷)۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے نعم مال صالح للرجل صالح یعنی نیک آدمی کے لیے نیک مال اللہ کی نعمت ہے (فروزانفر' احادیث مثنوی' ص ۱۱) ___ ابوسعید ابوالخیرؒ نے امام قشیریؒ سے کہا تھا کہ سنا ہے کہ آپ کے پاس اوقاف کا بہت مال ہے۔ امام نے فرمایا یہ مال ہاتھ پر رکھا ہوا ہے دل پر نہیں (اسرار التوحید' ص ۲۹۳) ___

Marfat.com

حضرت بہاء الدین زکریاؒ سے ایک صوفی نے پوچھا تھا کہ دولت کے ساتھ سانپ کا ذکر کیوں آتا ہے؟ کیونکہ کہتے ہیں کہ جہاں زمین میں خزانہ دفن کیا جاتا ہے' اس پر سانپ بیٹھ جاتا ہے' فرمایا دولت بھی سانپ کی طرح زہریلی ہے' پوچھا پھر آپ نے کیوں دولت رکھی ہوئی ہے؟ (کہ حضرت بہاء الدین کافیؒ مالدار تھے) فرمایا ہم نے اس سانپ (دولت) کا زہر نکال دیا ہے۔ (خلاصۃ العارفین' ص ۱۲)

(۲) صوفیہ کی مختلف پیشوں سے وابستگی اس حقیقت کی بھی عکاس ہے کہ بیشتر صوفیہ عوام میں سے تھے' انہیں عوام کے مسائل کا ادراک بھی تھا اور وہ ان مسائل سے سروکار بھی رکھتے تھے۔ صوفیہ نے عوامی مسائل کو اپنے اپنے رنگ میں نمایاں کیا ہے۔ بعض صوفیہ نے اپنی تالیفات' ملفوظات' مکاتیب میں ان پر روشنی ڈالی ہے اور حکمرانوں کو عوام کے مسائل حل کرنے اور معاشرے میں عدل وانصاف قایم کرنے کی تلقین کی ہے۔ صوفیہ نے بڑے بڑے جابر حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق کہہ کر عوام کے حقوق کی ترجمانی کی ہے' ان کے حقوق کے لیے آواز بلند کی ہے' یوں انہوں نے آمرانہ دور میں ایک طور سے حزب اختلاف کا کردار ادا کیا ہے۔ جابر حکمرانوں کے سامنے اہلِ حق صوفیہ کی حق گوئی و بے باکی کی روایت تصوف کی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے ــــــ وقت کے مشہور زاہد و صوفی حضرت طاؤس یمانیؒ کو خلیفہ ہشام نے بلایا' جب وہ دربار میں آئے تو شاہی مسند کے پاس ہی جوتے اتارے اور کہا ہشام السلام علیکم' کیا حال ہے؟ ہشام کو سخت غصہ آیا' اس نے کہا کہ تم نے چار بدتمیزیاں کیں' ایک یہ کہ میری مسند کے پاس جوتے اتارے' دوسرے یہ کہ مجھے میرے نام سے پکارا' تیسرے یہ کہ مجھے امیر

المومنین نہیں کہا' چوتھے یہ کہ میرے ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا۔ حضرت طاوسؒ نے جواب میں فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ تمہارے سامنے جوتے اتارے تو میں تو پانچ بار خدائے رب العزت کے گھر (مسجد) میں اس کے سامنے جوتے اتارتا ہوں' وہ جو سب کا بادشاہ ہے اور احکم الحاکمین ہے وہ تو اس بات پر کبھی غصے نہیں ہوتا اور یہ کہ میں نے تمہیں امیرالمومنین نہیں کہا' تو میں نے اس لیے تمہیں امیرالمومنین نہیں کہا کہ سب لوگ تمہیں امیرالمومنین نہیں مانتے' میں نے سوچا کہ میں جھوٹ بولوں گا اگر میں تمہیں امیرالمومنین کہوں اور یہ بات کہ میں نے تمہیں نام سے پکارا کنیت سے نہیں' تو خداوند تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو نام سے یاد کیا ہے اور کہا ہے یا داؤدؑ یا یحییٰؑ' یا عیسیٰؑ اور اپنے دشمن کو کنیت سے پکارا ہے اور کہا ہے تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ (سورہ ۱۱۱' آیت ۱) اور یہ بات کہ میں نے تمہارے ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا تو میں نے حضرت علیؓ سے سنا ہے کہ کسی کے ہاتھ بوسہ دینا جائز نہیں' البتہ بیوی کے ہاتھ کو محبت سے اور اور اپنے بچوں کے ہاتھ کو شفقت سے بوسہ دینا جائز ہے۔ ہشام کو حضرت طاوسؒ کی باتیں اچھی لگیں' بولا کہ کوئی نصیحت کیجیے' فرمایا کہ میں نے حضرت علیؓ ہی سے سنا ہے کہ دوزخ میں بڑے بڑے سانپ اور بچھو ہیں جو اس امیر کے منتظر ہیں جو اپنی رعایا سے عدل نہیں کرتا' یہ کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلے گئے ___ شقیق بلخیؒ شہر بغداد میں آئے تو ہارون الرشید نے انہیں بلایا' جب شقیق بلخیؒ ہارون الرشید کے پاس پہنچے تو اس نے پوچھا تم ہی شقیق زاہد ہو؟ فرمایا میں شقیق ہوں لیکن زاہد نہیں۔ ہارون الرشید نے کہا کہ مجھے نصیحت کیجیے' آپ نے فرمایا کہ آپ حضرت صدیق اکبرؓ کی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ آپ سے صدق

Marfat.com

چاہتا ہے' آپ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی مسند پر بیٹھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ آپ سے حق و باطل میں فرق چاہتا ہے' آپ حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے مقام پر فروکش ہیں اللہ تعالیٰ آپ سے حیا وکرم چاہتا ہے' آپ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ آپ سے علم وعدل چاہتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دوزخ کا دربان بنایا ہوا ہے اور تین چیزیں تمہیں عطا کی ہیں: دولت' تازیانہ اور شمشیر' مخلوق کو ان تینوں چیزوں کے ذریعے دوزخ سے بچاؤ۔ اہل حاجت کو دولت دو اور شریعت کی خلاف ورزی کرنے والوں کو تازیانوں سے سزا دو اور جو کسی کو قتل کرے تلوار کے ذریعے سے اس سے قصاص لو اور اگر تم یہ نہیں کر سکتے تو دوزخیوں کے سردار تم ہی بنو گے۔ ہارون الرشید نے کہا کہ کچھ اور نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ ہارون الرشید تم ایک چشمے کی طرح سے ہو اور تمہارے عمّال اور حکّام اس سے نکلنے والی نہریں ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ اس طرح عدل سے حکومت کرو کہ اس کا اثر تمہارے حکّام اور عمّال پر بھی پڑے' اگر چشمے کا پانی گندا ہوگا تو چھوٹی نہروں کا پانی بھی گندا ہو جائے گا (تذکرۃ الاولیا' حصہ اول' ص۱۸۲)____ ایک دفعہ ایک مکھی بار بار خلیفہ منصور عباسی کے منہ پر آ بیٹھتی تھی' خلیفہ نے جھنجھلا کر کہا' نہ جانے اللہ نے اس ذلیل مکھی کو کیوں پیدا کیا؟ ایک عالم اور صوفی شیخ ابن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ وہاں موجود تھے انہوں نے فرمایا ''متکبر کا غرور توڑنے کے لیے''____

ایک حاکم وقت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سے نہایت تکبر اور غرور سے گذرا' مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس طور سے (اکڑ کر) چلنا ناپسندیدہ ہے' اس نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کون ہوں؟ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں مجھے معلوم ہے

Marfat.com

تم کون ہو‘ تم پہلے (ولادت سے پہلے) گندگی تھے‘ آخر کار (مرنے کے بعد) گندگی بن جاؤ گے اور درمیانی عرصہ (زندگی) میں گندگی اٹھائے پھرتے ہو ____ سلطان طغرل بابا طاہر ہمدانی کی خدمت میں دست بوسی کے لیے پہنچا‘ بابا طاہر کچھ مجذوبانہ (دیوانگی کی) کیفیت رکھتے تھے‘ انہوں نے فرمایا اے تُرک خلق خدا سے کیسا سلوک کرتے ہو؟ سلطان نے کہا جیسا آپ فرمائیں گے۔ بابا طاہر نے کہا کہ ایسا سلوک کرو جیسا کہ خدا حکم دیتا ہے‘ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالاِحْسَانِ اللہ تعالیٰ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے ____ (سورہ ۱۶‘ آیت ۹۰) سلطان نے کہا کہ میں ایسا ہی کرونگا‘ بابا طاہر نے اپنے پرانے لوٹے کا ٹوٹا ہوا گھیرا جو وہ اتفاق سے ہاتھ میں لیے ہوئے تھے‘ سلطان کی انگلی میں پہنا دیا اور فرمایا: ”جاؤ دنیا کی بادشاہت تمہیں دی‘ عدل کرو“، سلطان اُس گھیرے کو تعویذ کے طور پر اپنے پاس رکھتا تھا۔

کچھ صوفیہ نے چھوٹی چھوٹی حکایات میں عوامی مسائل کو دیوانوں اور مجذوبوں کی زبان میں پیش کیا ہے۔ فریدالدین عطارؒ کی تالیفات میں اس نوع کی حکایات بہت ہیں۔ مثلاً عطارؒ کہتے ہیں کہ ایک دیوانہ صوفی نیشاپور گیا‘ اس نے نیشاپور کے مضافات میں ایک جنگل دیکھا‘ جہاں بہت سی گائیں‘ بکریاں‘ بھیڑیں چر رہی تھیں۔ دیوانے نے پوچھا کہ یہ بھیڑوں و بکریوں کے گلّے کس کے ہیں؟ لوگوں نے کہا عمید نیشاپوری کے۔ پھر اس نے ایک میدان دیکھا جہاں بہت سے گھوڑے تھے‘ اس نے پوچھا‘ کہ یہ گھوڑے کس کے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ گھوڑے عمید نیشاپوری کے ہیں۔ شہر میں آیا تو دیکھا کہ بہت سے غلام زرق برق لباس میں پھر رہے ہیں‘ اس نے پوچھا کہ یہ

Marfat.com

غلام کس کے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عمید نیشا پوری کے ہیں۔ دیوانے نے شہر کے اندر ایک سرائے دیکھی جو نہایت شاندار، آراستہ و پیراستہ تھی۔ دیوانے نے وہاں پر موجود لوگوں سے پوچھا، یہ سرائے کس کی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عمید نیشا پوری کی ہے۔ دیوانے نے اپنے سر سے پرانی پگڑی اُتار کر آسمان کی طرف پھینکتے ہوئے کہا "اے خدا لے یہ پگڑی بھی عمید نیشا پوری کو دے دے جب تو نے سب چیزیں اسی کو دے دی ہیں" ____ یہ چھوٹی سی حکایت درحقیقت معاشرتی ناانصافی کے بارے میں ایک لطیف طنز ہے ____ اسی طرح کہتے ہیں کہ بغداد کے خلیفہ نے ایک محل تعمیر کیا، جب وہ اسے دیکھنے گیا تو اس دور کے مشہور دیوانہ صوفی منش حضرت بہلولؒ بھی وہاں موجود تھے، خلیفہ نے پوچھا، تمہاری نظر میں یہ محل کیسا ہے؟ حضرت بہلولؒ نے ایک کوئلہ لے کر محل کی دیوار پر لکھا:۔ "تو نے خاک کو بلند کیا اور دین پاک کو چھوڑ دیا، اگر تو نے اپنے مال سے کیا ہے تو اسراف سے کام لیا ہے اور اگر دوسروں کے مال سے یہ محل بنایا ہے تو ظلم کیا ہے اور خدا ظالموں کو پسند نہیں کرتا"۔ (مقدمہ ای بر مبانی عرفان و تصوف، ص ۹۲۔ مصیبت نامۂ عطار، ص ۲۵۳۔ تاریخ تصوف اسلامی، ص ۲۳۲۔ ریحانۃ الادب، ص ۲۰۸)

توحید اور انسان دوستی کے مطالب تصوف کو ہر انسان کے لیے اہم اور ہر معاشرے کے لیے مفید بناتے ہیں۔ صوفیہ کے توحیدِ خالص، حسن خلق اور انسان دوستی کے تصورات میں انسان کی آخرت اور دنیا دونوں کی بھلائی ہے، توحیدِ خالص کو اختیار کرنے سے انسان مومن صادق بن جاتا ہے یوں اس کی آخرت سنور جاتی ہے، انسان

دوستی کا رویہ اپنانے سے وہ معاشرے کا اچھا' معتبر اور مفید فرد بن جاتا ہے' یوں اس کی دنیا سنور جاتی ہے۔ ایک درویش کا قول ہے کہ اگر دوزخ سے رہائی چاہتے ہو تو خدمتِ خلق کرو اور اگر جنت حاصل کرنا چاہتے ہو تو عبادتِ حق کرو۔ یہ حقائق تصوف کی عالمگیر اہمیت اور اس کی ضرورت کو آنے والی صدیوں میں بھی ثابت و مسلّم کرتے ہیں ____ ہاں اگرچہ

(۱) یہ بھی ہے کہ رسمی تصوف یا روایتی تصوف (یا جسے عجمی تصوف کہا جاتا ہے) کے بہت سے پہلو مثلاً ترکِ دنیا' خانقاہی نظام' علم و عقل کی مذمت وغیرہ وقت کا ساتھ نہیں دے سکیں گے اور قومی یا ملّی سطح پر یہ دنیا گریز اور مخالفِ عقل رجحانات نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی بستی کے سب ہی لوگ ایسے صوفی بن جائیں جو ترکِ دنیا کر کے جنگلوں یا خانقاہوں میں جا کر رہنے لگیں تو اس بستی کا معاشرتی اور معاشی نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے گا' کون ہے جو کھیتوں' فیکٹریوں' دکانوں اور دفتروں میں کام کرے گا؟ اس نوع کا تصوف دشمنانِ اسلام کے مقاصد کی تکمیل تو کر سکتا ہے لیکن ملتِ اسلام کے لیے معاشی اور معاشرتی طور پر ہی نہیں بلکہ سیاسی طور پر بھی مہلک ہو گا۔

(۲) اسی طرح یہ بھی ہے کہ اگرچہ تصوف میں عقیدہ اور عقیدت کی اہمیت مسلّم ہے کہ صوفی توحید پر پختہ عقیدہ اور اپنے مرشد سے پختہ عقیدت رکھنے کی بنیاد ہی پر بہت حد تک تصوف کے اعلیٰ مدارج پر پہنچتا ہے لیکن عقیدہ اور عقیدت توازنِ فکر یا عقلِ سلیم کے ساتھ نہ ہو تو فرقہ پرستی' تعصبِ مذہبی کے ساتھ گمراہی اور بے راہ روی کی بہت سی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں' جیسے بعض صوفیہ نے عقیدۂ توحید میں توازنِ فکری قائم نہ رکھا

اور وحدت الوجود کے حوالے سے بہت سی ایسی باتیں کہیں جو روح اسلام سے مطابقت نہیں رکھتیں، صوفیہ کی شطحیات بھی ایسی ہی باتوں کا پہلو لیے ہوئے ہیں، اسی طرح عقیدت میں اعتدال اور عمل صالح کا پہلو نہ ہو تو بہت سی مذہبی اور معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں، تصوف میں مرشد یا پیر سے عقیدت کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ عقیدت پیر کی شریعت پر کامل پیروی کی بنیاد پر ہو تو تصوف اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے اور مضبوط و محکم ہے، لیکن اگر پیر سے عقیدت کرامت یا شعبدہ دکھانے کے حوالے سے ہو تو تارِ عنکبوت (مکڑی کے جالے) کی طرح کمزور و کم مایہ ہے اور اسلام سے لگا نہیں کھاتی، اسی حوالے سے بعض مفت خور متولیوں نے صوفیہ کے مزارات کو جھاڑ پھونک اور نذر و نیاز کے اڈوں میں تبدیل کر کے اپنی آمدنی بلکہ لوٹ مار کا ذریعہ بنالیا۔ ایسی عقیدت عوام کی اندھی تقلید بلکہ اندھے پن کی کوکھ سے جنم لیتی ہے اور قوم کو اندھا بنا دیتی ہے، قرآن پاک نے جسے قومٌ عمین (اندھی قوم) (سورہ ۷، آیت ٦٤) کہا ہے، شاید اس قوم سے یہ لوگ بھی مراد ہوں، اس قسم کا تصوف ملتِ اسلام میں بصیرت و فراست، جرأت و جسارت، تقویٰ اور استقامت کے اوصاف پیدا نہیں کر سکتا ــــــ لیکن یہ بھی ہے کہ آنے والے وقت میں اور آنے والی صدیوں میں اگر کوئی مذہب یا مسلک زندہ رہ سکتا ہے، انسانیت کے لیے مفید ہو سکتا ہے اور سارے انسانوں کو قابلِ قبول ہو سکتا ہے تو وہ بھی تصوف خالص یا تصوفِ اسلامی ہی ہے، جس میں وحدت حق اور وحدت انسانی پر کامل ایمان کے ساتھ دین و دنیا کا توازن ہے، دنیا کا حصول دین کی راہ میں رکاوٹ نہیں بشرطیکہ دنیا کا حصول قرآن و سنت کے مطابق اور

Marfat.com

حلال وحرام کی احتیاط کے ساتھ ہو ___ تصوف کے مثبت اثرات کے تحت ہی مشرقی ادب میں فحاشی، خوشامد، بے جا مدح اور قصیدہ گوئی کی روایت کم اور کمزور ہوئی ہے، تصوف نے تعصباتِ مذہبی کو ختم کر کے وحدتِ انسانی کا سبق دیا ہے۔ صوفیائے کرام عقیدہ، زبان یا زمین کی بنیاد پر کسی سے تعصب نہیں رکھتے، کہتے ہیں کہ ایک روز مولانا رومؒ نے وعظ میں فرمایا کہ اسلام میں بہت سے فرقے ہیں اور میں سب سے متفق ہوں، کسی فرقے والے سے میں پرخاش نہیں رکھتا، سب اپنے اپنے رنگ میں خدا کو مانتے ہیں۔ سامعین میں سے ایک شخص نے یہ سن کر کہا پھر تو آپ منافق ہوئے! مولانا نے نہایت نرمی سے جواب دیا کہ میں منافقت میں تم سے بھی متفق ہوں ___ صوفیہ کی نظر میں تمام مخلوقات خداوند تعالیٰ کی دامن ربوبیت میں پل رہی ہیں، خواہ سنّی ہو، شیعہ ہو، ہندو ہو، عیسائی ہو، یہودی ہو، کافر ہو، مشرک ہو، مغرب کا رہنے والا ہو یا مشرق کا، انگریزی بولتا ہو یا اردو یا عربی، صوفیٔ صاف دل سب کو اپنے سینے سے لگا لیتا ہے۔ اپنے حسنِ عمل اور حسن اخلاق سے دین مبین کی روح کی تبلیغ کرتا ہے یعنی احسان وایثار، بھلائی اور برابری کی تلقین کرتا ہے، بدکاروں کو نیکوکاری کی دنیا میں واپس لانے، دکھی انسانوں کو سکھ پہنچانے کی کوشش کرتا ہے، انسانیت کی راہ سے بھٹکے ہوؤں کو شفقت ومحبت سے انسانیت کی راہ دکھاتا ہے اور اچھا اور سچا انسان بنانے میں لگا رہتا ہے ___ گویا پتھر کو ہیرا، مٹی کو سونا، ذرّے کو سورج اور قطرے کو سمندر بنانے کی سعی کرتا ہے ___ ایک صوفی شیخ ابوالعباس نہاوندیؒ کے پاس ایک عیسائی مسلمان کا بھیس بدل کر بطور امتحان آیا، چار مہینے ان کی خدمت میں رہا، شیخ نے اس کے ساتھ بہت اچھا

Marfat.com

سلوک کیا، چار ماہ رہنے کے بعد اس عیسائی نے رخصت ہونے کے لیے شیخ سے اجازت چاہی، شیخ نے آہستہ سے اس کے کان میں کہا کہ یہ جوانمردی نہیں ہے کہ تم آؤ، درویشوں کے ساتھ نان ونمک کھاؤ، ان کی مجلسوں میں بیٹھو اور پھر آخر میں جیسے بیگانے آئے تھے ویسے ہی بیگانے چلے جاؤ! یہ سن کر وہ عیسائی سکتے میں آ گیا۔ شیخ کی ولایت و فراست اور اسلام کی حقانیت کا سچے دل سے اعتراف کر کے مسلمان ہو گیا۔ شیخ کی صحبت میں رہ کر اس نے وہ مقام و مرتبہ پایا کہ ان کی وفات کے بعد شیخ کا خلیفہ بنا (تذکرۃ الاولیا، حصہ دوم، ص ۲۷۰) ___ حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ ایک روز نیشاپور کے قبرستان میں بزرگوں کی قبروں پر فاتحہ پڑھنے گئے، دیکھا کہ وہاں اوباشوں کی ایک جماعت شراب پی رہی ہے اور گانے بجانے میں مصروف ہے۔ آپ کے ساتھی سخت برہم ہوئے اور انہیں مارنے پیٹنے کا ارادہ کیا، شیخ نے انہیں روک دیا اور ان اوباشوں کے پاس جا کر فرمایا ''اے خدا جس طرح اس جہان میں انہیں شادمانی دی ہے اسی طرح آخرت میں بھی انہیں شادمانی عطا فرما۔'' سب اوباش شیخ کا یہ سلوک دیکھ کر تائب ہو گئے (اسرار التوحید، ص ۲۵۰) ___ شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ ایک روز اپنے مخالف ابوالحسن تونیؒ سے ملنے جا رہے تھے، ساتھ کچھ مرید بھی تھے۔ راہ میں شیخ کا ایک اور مخالف ملا اور شیخ کو لعنت و ملامت کرنے لگا۔ شیخ نے فرمایا کہ اے اللہ اس لعنت کے بدلے اس شخص پر رحمت فرما، مریدوں نے پوچھا ایسا آپ کیوں فرما رہے ہیں؟ فرمایا کہ یہ شخص خیال کرتا ہے کہ ہم باطل پر ہیں، یہ شخص اللہ کے لیے اس باطل پر لعنت بھیجتا ہے۔ اس شخص نے جب حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ کی یہ بات سنی تو فوراً ان کے پاؤں پڑ گیا

Marfat.com

اور توبہ کی' آپ نے ساتھیوں سے فرمایا تم نے دیکھا کہ جو اللہ کے لیے لعنت بھیجتا ہے' اس کا کتنا جلدی اور کتنا اچھا اثر ہوتا ہے!

جدید دور کے معاشرتی تقاضوں اور ہنگاموں میں گھرا ہوا انسان عام طور پر خود کو' خدا کو اور انسانیت کو بھلا چکا ہے' سو سکونِ قلب اور طمانیتِ روح سے محروم ہوتا جا رہا ہے' تصوف اس انسان کے کام آ سکتا ہے۔ اس دنیا کے ہنگاموں میں مصروف انسان کو بھی سکون و طمانیتِ قلب کی دولت سے مالا مال کر سکتا ہے ــــــ کسی اہل دل نے اسی حوالے سے یوں کہا ہے کہ ہر شخص کو تھوڑا بہت صوفی ہونا چاہیے (یعنی دنیا داری یا محبت دنیا سے اس کا دل پاک ہو) اور صوفی کو بھی تھوڑا بہت انسان ہونا چاہیے (یعنی وہ دنیا والوں کے کام آتا ہو' معاشی طور پر کسی پر بوجھ نہ بنتا ہو' معاشرے کا مفید فرد ہو) ــــــ ایسا معاشرہ جہاں خدا پرستی' بے تعصبی' انسان دوستی' خدمتِ خلق اور احسان و ایثار کے جذبے کارفرما ہوں گے وہ معاشرہ سچے صوفیہ ہی کا ہو سکتا ہے اور ایسا ہی معاشرہ اکیسویں صدی اور آنے والی صدیوں کی ضرورت ہے' تصوف کے مثبت رجحانات جس معاشرہ میں پھلے پھولیں گے وہ معاشرہ جنتی ہوگا۔ ایک درویش وقت کا کیا خوب قول ہے کہ جس بستی میں خدا کو یاد کیا جاتا ہو' امن و سکون ہو وہ بستی تو جنت ہے ــــــ ایسا ہی رحمتوں بھرا معاشرہ قائم کرنا' اللہ تعالیٰ کو محبوب و پسندیدہ ہے جو رحمٰن و رحیم ہے' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلوب ہے جو رحمۃ للعالمین ہیں اور قرآن کا مقصود ہے جو تمام تر رحمت و شفا ہے کہ قرآن کہتا ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ (سورہ ۱۷' آیت ۸۲)

Marfat.com

(یعنی ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو مومنین کے لیے شفا اور رحمت ہیں)

آخر میں اس حقیقت کا اعتراف میرے لیے ضروری ہے کہ محترم المقام جناب ڈاکٹر خالد آفتاب صاحب، وائس چانسلر جی سی یو کے انسان دوست اور انسانیت آموز خیالات وافکار اور اُن کی تشویق اور ہمت افزائی اس کتاب کی تالیف کی ایک بہت بڑی وجہ ہے، میں اُن کا بے حد ممنون و متشکر ہوں اور اُن کے لیے صمیمیتِ قلب کے ساتھ دعا گو ہوں۔

ظہیر احمد صدیقی

Marfat.com

# اخلاق وآدابِ صوفیہ

## صوفیہ اور حسنِ خلق:

مرتعشؒ فرماتے ہیں کہ تصوف حسنِ خُلق کا نام ہے اور یہ تین قسم کا ہے: ایک حق کے ساتھ کہ صوفی خدا کے احکامات پر بغیر ریا کے عمل کرے، دوسرے خَلق کے ساتھ کہ بڑوں کے ساتھ احترام سے، چھوٹوں سے شفقت سے اور اپنے ہم جنسوں کے ساتھ انصاف سے پیش آئے اور کسی سے نہ کوئی غرض رکھے اور نہ معاوضہ کی توقع، تیسرے اپنے ساتھ حسنِ خلق یہ ہے کہ خواہشِ نفسانی اور ہوائے شیطانی کی پیروی نہ کرے۔ حضرت شبلیؒ کا قول ہے کہ التصوف التعظیم لا مر اللہ و الشفقة علی خلق اللہ یعنی تصوف احکامات حق پر اخلاص سے عمل کرنے اور مخلوقِ خدا پر شفقت کرنے کو کہتے ہیں۔ حضرت ابوالحسن بوشنجہؒ کا قول ہے کہ تصوف کوتاہی امل اور مداومت بر عمل کا نام ہے یعنی امیدیں یا آرزوئیں کم سے کم رکھنا اور ہمیشہ عملِ نیک کرنا۔ حضرت ابومحمد رویمؒ کا قول ہے کہ تصوف کی بنیاد تین خصلتوں پر ہے: فقر و افتقار اختیار کرنا، بذل و ایثار سے کام لینا اور اعتراض و اختیار چھوڑنا۔ آپ ہی کا قول ہے کہ تصوف درحقیقت اعمال حسنہ پر قائم ہونا ہے۔ حضرت محمد بن علی بن حسین بن علیؒ کا قول ہے کہ التصوف خلق لمن زاد علیك فی الخلق زاد علیك فی التصوف یعنی تصوف خوش خوئی اور خوش اخلاقی ہے جو جس قدر زیادہ نیک خو ہوتا ہے وہ اسی قدر زیادہ صوفی ہوتا ہے۔

Marfat.com

نیک خوئی کی دو صورتیں ہیں خدا کے ساتھ اور بندوں کے ساتھ۔ خدا کے ساتھ نیک خوئی یہ ہے کہ اس کے احکامات کی پابندی کی جائے اور بندوں کے ساتھ نیک خوئی یہ ہے کہ صرف خدا کے لیے ان ہی کے ساتھ میل جول قائم رکھا جائے۔ حضرت ابو بکر کتانیؒ کا قول ہے کہ تصوف تمام تر اخلاق ہے جس میں جتنا زیادہ اخلاق ہے وہ اسی قدر صوفی ہے۔ کسی شیخ کا قول ہے کہ صوفی سورج کی طرح مشفق، زمین کی طرح متواضع اور دریا کی طرح فیاض ہوتا ہے۔ وہ سورج، زمین اور دریا کی طرح انسانوں کو فیض رسانی کرتا ہے بغیر کسی معاوضے کے۔ (تصوف اور تصورات صوفیہ، ص ص ۲۲-۲۰)

شیخ ابو محمد جریریؒ سے کسی نے سوال کیا کہ تصوف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تصوف ہر اعلیٰ خلق کو اپنانے اور اخلاقِ رذیلہ کو ترک کر دینے کا نام ہے۔ حضرت ابنِ عطاؒ نے اپنے مریدوں سے پوچھا کہ بندوں کے مراتب کس چیز سے بلند ہوتے ہیں؟ کسی نے جواب دیا صائم الدھر رہنے سے، کسی نے کہا کہ نماز میں مشغول رہنے سے، کسی نے جواب دیا مسلسل مجاہدہ کرنے سے، کسی نے کہا خیرات وصدقات دینے سے، آپ نے فرمایا صرف اسی کو بلند مراتب حاصل ہوتے ہیں جس کے اخلاق عمدہ ہوں۔ مشائخ کا قول ہے۔ التصوف کلہ خلق (یعنی تصوف تمام تر اخلاق ہے) اور حقیقت میں تصوف کا مقصود یہی ہے کہ انسان میں تمام اخلاقِ پسندیدہ موجود اور تمام اخلاق مذموم معدوم ہو جائیں۔ بزرگوں کا قول ہے کہ عوام عبادات اور ریاضات بہت زیادہ کرتے ہیں اور خواص اپنے اخلاق کی اصلاح کرتے ہیں کیونکہ بے خوابی اور بھوک کی سختی برداشت کرنا برے اخلاق میں نفس کی مخالفت کرنے سے آسان ہوتا ہے۔ موید الدین

جنیدؒ کے بقول ایک طالبِ صادق کو وصالِ حقیقی اسی وقت میسر آ سکتا ہے جب وہ ان مندرجہ ذیل دس اصولوں پر عمل کرے:

(۱) صدق (۲) صبر (۳) توکل (۴) رضا وتسلیم (۵) اعتماد بحق اور ان پانچ اصولوں کے ساتھ ان پانچ ظاہری اصولوں کو اختیار کرے۔ (۱) موتِ اسود (سیاہ موت) یعنی بھوک (۲) موتِ ابیض (سفید موت) یعنی جاگنا (۳) موتِ احمر (سرخ موت) یعنی گوشہ نشینی اور خواہشات کا خون کرنا (۴) موتِ اصفر (زرد موت) یعنی خاموشی (۵) موتِ اخضر (سبز موت) یعنی مرقع پوشی اور خرقہ پوشی۔

عزیز الدین نسفیؒ فرماتے ہیں کہ چھوٹا ہو یا بڑا سب کو عزیز رکھو تاکہ چھوٹے اور بڑے تمہیں بھی عزیز رکھیں۔ دوست اور دشمن کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ تاکہ دوست تو زیادہ دوست بنے اور دشمن زیادہ دشمن نہ ہو بلکہ دوست بن جائے' دوسروں کی باتوں کو برداشت کرنا دوسروں کے ساتھ انکسار سے پیش آنا' سب کی عزت کرنا اور سب پر شفقت رکھنا انبیا اور اولیاء کا اخلاق ہے' جیسے وہ یوں فرماتے ہیں کہ "تحمل از ھمہ' تواضع باھمہ' عزت داشت ھمہ وشفقت برھمہ اخلاق انبیا واولیاست" یعنی سب کے ساتھ درگذر سے کام لینا' سب سے عاجزی سے ملنا' سب سے عزت وشفقت سے پیش آنا انبیا اور اولیا کا اخلاق ہے ___ مناہج الطالبین کے مصنف کہتے ہیں کہ خوش خلقی درویشوں کے آداب میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَهُدُوا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا اِلَى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ (سورہ ۲۲' آیت ۲۴) یعنی ان کو اچھی باتوں کی ہدایت ہوگئی تھی اور ان کو اس خدا کے راستے کی ہدایت بھی ہوگئی تھی جو لائق حمد

Marfat.com

ہے۔ اور حدیثِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے ان احسن الحسن الخلق یعنی سب سے بہترین خوبی خوش خلقی ہے۔ صوفیہ کا قول ہے جو اخلاقِ حسنہ میں برتر ہے وہ تصوف میں بھی برتر ہے۔ حسن خلق کی بنیاد دو چیزوں پر ہے کہ

(۱) جو (نیک کام) تم کر سکتے ہو کرو اس میں سستی نہ کرو۔

(۲) اس بات کا خیال رکھو کہ تم سے کسی کو ظاہری یا باطنی طور پر کوئی تکلیف نہ پہنچے اور یہ بات صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو:

(الف) بنی نوع انسان کی نفسیات سے واقف ہو اور انسانوں کی کمزوریوں سے آشنا ہو۔

(ب) اہلِ کرم اور صاحب سخاوت ہو۔

(ج) صاحبِ صبر ہو۔

مشائخ کا قول ہے کہ حُسنِ خلق یہ ہے کہ قضائے حق اور قضائے خلق سے جو کچھ بھی تم پر آن پڑے اسے قبول کرو اور کسی قسم کی تلخی اور پریشانی کا اظہار نہ کرو۔ صوفیہ کا قول ہے کہ حسنِ خلق یہ ہے کہ جو قرآنِ پاک میں خداوند تعالیٰ نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا ہے۔ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (سورہ ۷، آیت ۱۹۹) (یعنی درگذر سے کام لو، نیکی کی تلقین کرو اور جاہلوں سے کنارہ کشی کرلو۔ (عوارف المعارف ص ۲۳، تذکرۃ الاولیا حصہ دوم ص ص ۵۷ و ۱۶۵، مناہج الطالبین ص ص ۱۱۰-۱۱۴، نفحۃ الروح وتحفۃ الفتوح، الانسان الکامل، کشف المحجوب، رسالۂ قشیریہ، الاصول العشرہ)

صوفیائے صاف دل کہتے ہیں کہ بندۂ حق اللہ تعالیٰ کی پیروی میں مومن ہو یا کافر

سب پر شفیق ہوتا ہے۔

بندۂ عشق از خدا گیرد طریق
می شود برکافر و مومن شفیق

اہل حق کی نظر میں تصوف یا طریقت عبادت و ریاضت نہیں بلکہ خدمت خلق ہے۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ ودلق نیست

بلکہ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ جو برائی چاہو کرلو لیکن مردم آزاری نہ کرو۔

می بخور، مصحف بسوز، آتش اندر کعبہ زن
ساکن بتخانہ باش و مردم آزاری مکن

○○○

مباش در پی آزار و ہرچہ خواہی کن
کہ در طریقت ماغیر ازین گناہی نیست

یعنی جو چاہے کرو لیکن دوسروں کو آزار نہ پہنچاؤ، کہ ہمارے مذہب میں اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔

حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ سے کسی نے کہا کہ فلاں شخص ہوا میں اڑتا ہے۔ فرمایا کہ مکھی اور چیلیں بھی ہوا میں اڑتی ہیں، کسی نے کہا کہ فلاں شخص ایک لمحہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچ جاتا ہے، شیخؒ نے کہا کہ شیطان بھی ایک لمحہ میں مشرق سے مغرب میں پہنچ جاتا ہے، ایسی باتوں کی کوئی قیمت نہیں، مردود ہے یعنی سچا صوفی وہ ہے جو خلق خدا کے درمیان زندگی گذارے، انکے ساتھ لین دین کرے، معاملات کرے، میل جول رکھے لیکن ایک لمحہ کے لیے خدا سے غافل نہ رہے۔

Marfat.com

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں صوفیہ کا ایک اہم خلق تحمل اور مدارات ہے جس کی بدولت وہ دوسروں کی دی ہوئی اذیت کو برداشت کرتے ہیں، رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحمل کا یہ عالم تھا کہ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی خادم کو برا کہا اور نہ کبھی کسی خادم کو جھڑکا ــــــ تحمل سے یعنی دوسروں کی اذیت برداشت کرنے سے نفس کا جوہر کھلتا ہے، کہتے ہیں کہ ہر شے کا ایک جوہر ہے اور انسان کا جوہر عقل ہے اور عقل کا جوہر صبر و تحمل ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ مومن وہ ہے جو لوگوں کے ساتھ رہن سہن رکھتا ہو اور ان کی اذیت پر صبر کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تم بہترین طریقے پر مدافعت کرو تا کہ وہ شخص جس کے ساتھ تمہاری عداوت ہے وہ تمہارا گہرا دوست بن جائے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَن... (سورہ ۴۱، آیت ۳۴) صوفی کو چاہیے کہ جاہلوں یا کمینوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور صبر جمیل کے ساتھ پیش آئے، ان پر رحمت کی نظر سے دیکھے اور شکر خدا کرے کہ وہ خود ایسا نہیں جیسے یہ جاہل ہیں۔ اگر کہیں ایسے بدتمیز سے مقابلہ ہو جائے تو تحمل سے کام لے اور خاموش رہے کہ نبیوں نے بھی ایسے مواقع پر یہی کہا تھا کہ "یاقومِ لیس بی ضلالته ــــــ یاقوم لیس بی سفاهة ولکنّی رسولٌ من رب العٰلمین" (یعنی میں گمراہ یا بُرا نہیں ہوں میں تو اللہ کا نبی ہوں) (سورہ ۷، آیات ۶۱، ۶۷) قرآن ایسے مواقع کے لیے کہتا ہے کہ وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا (سورہ ۲۵، آیت ۶۳) یا ایک اور جگہ یوں فرمایا سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِیْنَ (سورہ ۲۸، آیت ۵۵) یعنی جب کوئی جاہل مخاطب ہو تو کہو السلام، ہم تم کو سلام کرتے ہیں ہم بے سمجھ لوگوں سے الجھنا نہیں چاہتے ــــــ یا ایک

Marfat.com

آیت میں فرمان حق ہے وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (سورہ ۳، آیت ۱۸۶) یعنی اگر کوئی دل آزاری کرے تو تم صبر اور پرہیزگاری اختیار کرو یہ عظیم کام ہے۔ شاہ بن شجاعؒ فرماتے ہیں کہ جو خلق خدا کو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے اسکی دشمنی دراز ہو جاتی ہے اور جو خلق خدا کو حق کی نظر سے دیکھتا ہے وہ خلقِ خدا کو معذور سمجھتا ہے اور انکی بدتمیزی پر دھیان نہیں دیتا۔

حضرت سفیان ثوریؒ کا قول ہے کہ جو تمہارے ساتھ برائی کرے اس کا بدلہ بھلائی سے دو اسی کا نام احسان ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات جنت میں بہت اونچے اور شاندار محل دیکھے، میں نے جبرائیل امینؑ سے پوچھا کہ یہ کن لوگوں کے لیے ہیں؟ جبرائیلؑ نے کہا یہ ان لوگوں کے لیے ہیں جو غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ ایک عورت نے مالک بن دینارؒ کو "اے ریاکار" کہہ کر پکارا۔ مالک بن دینارؒ نے فرمایا کہ بہت خوب دنیا والے میرا نام بھول گئے تھے، تو نے دوبارہ بتا دیا۔ ایک شخص نے حضرت شعبیؒ کو گالی دی، آپ نے فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور اگر تم جھوٹے ہو تو خدا تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا قول ہے کہ اگر انسان غیبت ہی کرنا چاہے تو اپنے والدین کی غیبت کرے تاکہ اولاد کی نیکیاں والدین کے اعمال نامے میں درج ہو جائیں۔ لوگوں نے حضرت یحییٰ معاذؒ سے کہا کہ کچھ لوگ آپ کی غیبت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا اگر خدا مجھے بخش دے گا تو ان لوگوں کی غیبت سے مجھے کوئی نقصان نہیں

Marfat.com

ہوگا اور اگر میں بخشا نہیں جاؤنگا تو جو کچھ لوگ کہہ رہے ہیں میں اس کے لائق ہوں۔
کچھ لوگوں نے خواجہ حسن بصریؒ سے کہا کہ فلاں شخص آپ کی غیبت کر رہا ہے تو آپ نے بطور تحفہ تازہ کھجوریں بھیجتے ہوئے پیغام دیا کہ سنا ہے کہ تم نے اپنی نیکیاں میرے اعمال نامے میں درج کرادی ہیں' میں اس کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کر سکتا۔ حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ تین آدمیوں کی غیبت کرنا جائز ہے: اول لالچی کی' دوم فاسق کی' سوم بادشاہِ ظالم کی۔ حضرت حسن بصریؒ ہی کا قول ہے کہ جو شخص تم سے دوسروں کے عیب بیان کرتا ہے وہ یقیناً دوسروں سے تمہاری برائی بھی کرتا ہوگا۔ (تذکرۃ الاولیا حصہ اول ص ۱۳۲ حصہ دوم ص ص ۱۲۰' ۱۷۲' ۱۷۷' عوارف المعارف ص ۱۱۲' اسرار التوحید ص ۲۱۵' آداب المریدین ص ص ۱۱۰-۱۰۵' مکتوبات امام ربانی)

احسان پر شکر ادا کرنا بھی صوفیہ کا ایک خلق ہے اگر چہ صوفیہ نہ دوسروں سے امداد کے خواہش مند ہوتے ہیں اور نہ دوسروں سے امید رکھتے ہیں کہ یہ بات توحید کے منافی اور توکل کے خلاف ہے۔ وہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی میں ایسا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ پر انسانوں میں سے کسی کے احسانات اور حقوقِ صحبت ابوبکر بن قحافہؓ سے زیادہ نہیں۔ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فرمان ہے کہ ابوبکرؓ کے مال سے زیادہ مجھے کسی کے مال سے نفع نہیں پہنچا۔ بقول حضرت شہاب الدین سہروردیؒ صوفیہ نعمتوں پر اپنے منعم حقیقی کا شکر ادا کرتے ہیں اور ساتھ ہی وہ اپنے محسن کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو اس نعمت کا واسطہ بنتا ہے اور اس کے لیے دعا بھی کرتے ہیں کہ جو انسانوں کا شکر ادا نہیں

Marfat.com

کرتا وہ اپنے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ سب سے پہلے صوفی ماں باپ کا شکر ادا کرتا ہے' پھر استاد کا کہ اس نے علم سے بہرہ ور کیا پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ انہوں نے دین وشریعت کی نعمت عطا کی' پھر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اسکی ظاہری اور باطنی نعمتوں پر' پہلے شاکر ہوتا ہے پھر شکور ہو کر حامد بنتا ہے اور آخر میں حماد بن جاتا ہے کہ حماد خدا کی حمد بغیر کسی غرض کے اور بغیر کسی عوض کے کرتا ہے۔

صوفیہ کے پاکیزہ اخلاق میں سے ایک خلق یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کی حاجت روائی کے لیے مال ہی خرچ نہیں کرتے بلکہ اپنا اثر و رسوخ بھی کام میں لاتے ہیں۔ حضرت زید بن اسلمؒ سے منقول ہے کہ ایک اللہ کے نبی بادشاہ کی رکاب کے ساتھ ساتھ رہتے تھے تا کہ وہ خلقِ خدا کی حاجتیں پوری کرائیں۔ صوفیائے کرام کہتے ہیں کہ صاحبانِ جاہ سے میل جول رکھنا اور دوسروں کے کام کے لیے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرنا ان لوگوں کا کام ہے جنہوں نے اپنی ذات کو فنا کر دیا اور پھر فنا کے بعد بقا کو پالیا' ان کے سارے کام اللہ کے لیے ہوتے ہیں۔ ابو نجیب سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ ابن عطاؒ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مرتبہ یا عہدہ پر متمکن ہوتے ہوئے مومنانہ کام کرے یعنی دوسروں کے کام سنوارے' اس کا یہ عمل اس پُر خلوص عبادت سے بہتر ہے جو وہ اپنی بخشش کے لیے کرے۔ شیخ سہل بن عبداللہ تستریؒ کا قول ہے کہ انسان اس وقت تک ریاست کا مستحق نہیں ہوتا جب تک اس کے اندر یہ تین خصلتیں پیدا نہ ہو جائیں: وہ خود لوگوں کی جہالت سے قطع نظر کرے اور ان کو اپنی جہالت سے محفوظ رکھے' لوگوں کے پاس جو مال و متاع ہے ان کے پاس رہنے دے اور جو مال اس کے پاس

Marfat.com

ہے وہ دوسروں پر خرچ کرے اور دوسروں کے مال سے توقع نہ رکھے' اس سلسلہ میں مویدالدین جندیؒ نے اپنی کتاب نفحۃ الروح وتحفۃ الفتوح میں اور نجم الدین رازیؒ نے مرصاد العباد میں تفصیلی بحث کی ہے جو مختصراً یوں ہے کہ دولت اگر حلال طریقے سے کمائی جائے اور راہ خدا میں صرف کی جائے تو تمام تر خیر و برکت ہے اور اگر حکومت عدل و انصاف سے کی جائے اور ظلم وستم مٹایا جائے تو تمام تر عبادت ہے۔ ایسے حاکم کے لیے صرف فرض عبادات کا ادا کرنا ضروری ہے کہ اس کا ہر وہ عمل جو عدل وانصاف اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہے وہ خود عام عبادات سے افضل واعلیٰ ہے۔ صوفیہ کی نظر میں ایسی ریاست زہد اور صدق وسلوک کے خلاف نہیں بلکہ یہ ریاست ایسی ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی بھلائی کے لیے قائم کیا ـــــ دولت یا حکومت کا ہونا تصوف اسلامی کی روایات کے منافی نہیں' تصوف میں دنیا بری نہیں دنیاداری بری ہے' دولت بری نہیں دولت کی محبت بری ہے' دولت کی محبت میں خدا سے غفلت بری ہے۔ اس لیے صوفیہ نے صاحب دولت اور صاحب حکومت کے لیے بھی تصوف کا لائحہ عمل مقرر کیا ہے' صوفیہ کہتے ہیں کہ صاحب دولت وحکومت کے لیے لازم ہے کہ وہ سنت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی کے ساتھ دولت کمائے اور حکومت چلائے اور اگر حکمرانوں سے ملے تو ان کو عدل و انصاف کرنے اور ظلم سے باز رہنے کی تلقین کرے ـــــ صوفیہ کی نظر میں اولیائے کامل کے دل سے جو چیز سب سے آخر میں نکلتی ہے وہ حبِ جاہ ہے۔

صوفیہ کہتے ہیں کہ درویش کو چاہیے کہ اگر کوئی تعریف کرے تو مغرور نہ ہو اور اگر

کوئی حقیقت کے خلاف اسکی تعریف کرے تو اسے پسند نہ کرے کہ قرآن میں خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں وَّيُحِبُّونَ اَن يُحْمَدُواْ بِمَا لَمْ يَفْعَلُواْ (سورہ ۳، آیت ۱۸۸) یعنی کفار و منافقین پسند کرتے ہیں کہ اس نیک کام پر ان کی تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کیا ہوتا ___ ایسے موقع پر یہ دعا کرے کہ اے اللہ جیسا کہ یہ خیال کرتے ہیں اسے میرے لیے خیر بنا دے اور مجھے معاف فرما دے اور جو وہ کہتے ہیں اس پر میرا مواخذہ نہ کر۔ کسی منافق نے حضرت علیؓ کی تعریف کی، آپ نے فرمایا کہ میں اس سے کمتر ہوں جو تم زبان سے کہتے ہو اور اس سے بہتر ہوں جو تم میرے بارے میں اپنے دل میں خیال رکھتے ہو۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ مصیبت پر نوحہ نہ کرے اور نہ نالہ و فریاد کرے البتہ آنسو بہانا جائز ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحب زادے حضرت ابراہیمؓ کی وفات پر آنسو بہائے تھے کہ یہ فطری تقاضا تھا۔ جنیدؒ کا قول ہے کہ مصیبت عارفین کے لیے چراغ ہے، مریدوں کے لیے بیداری ہے اور غافلوں کے لیے ہلاکت کا سبب ہے۔ حضرت جعفر صادقؓ مصیبت پر فرماتے تھے "اللهم اجعله ادباً ولا تجعله غضباً" یعنی اے اللہ اس مصیبت کو میرے لیے ادب بنا دے غضب نہ بنا۔ مصیبت آزمائش کے لیے بھی ہوتی ہے، تادیب کے لیے بھی، سزا کے طور پر بھی اور کسی بڑے انعام کا مقدمہ بھی ہوتی ہے، ایک صوفی بیمار ہو گئے اور اپنی بیماری کا حال طبیب سے بیان کر رہے تھے لوگوں نے کہا کہ کیا یہ (خدا کی) شکایت نہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں تو خداوند قادر کی قدرت کے بارے میں بتلا رہا ہوں ___ حضرت شقیق بلخیؒ اور ابراہیم ادہمؒ بیمار ہو گئے۔ حاکم وقت نے ایک عیسائی طبیب بھیجا،

Marfat.com

اس نے حضرت شقیق بلخیؒ سے بیماری کی کیفیت پوچھی، فرمایا کہ عاقل شخص دشمن کے سامنے دوست کا شکوہ نہیں کرتا۔ اس طبیب نے حضرت ابراہیم ادہمؒ سے حال پوچھا، انہوں نے اپنی بیماری کی تفصیل پوری طرح بتائی، طبیب نے کہا کہ شقیق بلخیؒ نے تو اپنی تکلیف کا اظہار میرے سامنے نہیں کیا تھا آپ نے کیوں کیا؟ فرمایا اس لیے تا کہ تم جان جاؤ کہ جو (خدا) اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے وہ اپنے دشمنوں کے ساتھ کیا نہیں کرسکتا۔

صوفیہ کہتے ہیں کسی بدذات شخص سے، جس سے شر پہنچنے کا اندیشہ ہو، کشادہ روئی سے ملنا اپنی سلامتی کے لیے ہوتا ہے یہ نفاق یا ریا نہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے اجازت مانگی تا کہ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو، میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بڑا بدذات ہے، اور اسے آنے کی اجازت دے دی۔ جب وہ اندر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بڑی نرمی سے باتیں کیں۔ مجھے حیرت ہوئی۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدترین انسان وہ ہے جس کے شر سے بچنے کے لیے لوگ اس کی عزت کریں، ان من شر الناس من اکرمه الناس اتقاء فحشه۔ (تذکرۃ الاولیا حصہ اول ص ۲۷۴ حصہ دوم ص ۴۱، نفحۃ الروح وتحفۃ الفتوح ص ۱۶۱، مرصاد العباد ص ۲۳۲، آداب المریدین ص ص ۱۰۹-۱۹۴، سلک السلوک ص ۹۹ نیز عوارف المعارف)

صوفیہ کا ایک اخلاقی وصف یہ بھی ہے کہ وہ باہمی مودّت اور محبت رکھتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن دوسروں سے محبت کرتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اس سے محبت کرتے ہیں مگر اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو نہ دوسروں سے محبت کرتا ہے اور نہ دوسرے اس سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر لوگ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگیں اور محبت کے اسباب کو ترک نہ کریں تو پھر ان کو انصاف و عدالت کی ضرورت باقی نہ رہے' حضرت ابو ادریس خولانیؒ نے حضرت معاذؓ سے فرمایا کہ میں تم سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا کہ تمہیں بشارت ہو کہ میں نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن عرش کے چاروں طرف ایسے لوگوں کے لیے کرسیاں بچھائی جائیں گی جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح تاباں ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہونگے جو آپس میں اللہ کے لیے محبت کرتے تھے۔

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ یاد رکھو' باہمی محبت و مودت میں مسلمانوں کی مثال بدن کی سی ہے' جب بدن کا ایک حصہ بیمار ہوتا ہے تو تمام اعضا تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں ___ انسان اچھے لوگوں سے مل کر اچھائی حاصل کرتا ہے۔ صوفیہ کی نظر میں ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔ جب صوفی اپنے بھائی کی ذات میں غور و فکر کرتا ہے تو اس کے اقوال و اعمال و احوال کے آئینے میں تجلیات الٰہی کے بہت سے پوشیدہ رموز جلوہ افگن پاتا ہے۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابو حفص حدادؒ جب بغداد پہنچے اور حضرت جنید بغدادیؒ کے مہمان بنے' حضرت جنید بغدادیؒ نے پوچھا کہ ہمارے لیے کیا تحفہ لائے ہو؟ فرمایا کہ یہ تحفہ لایا ہوں کہ اگر کوئی شخص تمہارا قصوروار ہو تو اس کو اپنا

Marfat.com

ہی قصور تصور کرو اور اگر نفس اس پر مطمئن نہ ہو تو جبر کر کے نفس سے اس کا قصور معاف کراؤ۔

حضرت جنید بغدادیؒ صائم الدہر تھے لیکن دوستوں کی آمد پر نفلی روزہ نہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ بھائیوں کی موافقت روزے کے برابر ہے۔ حضرت شبلیؒ کے ہاں حضرت ابو حفص حدادؒ چار ماہ مہمان رہے اور ہر روز مختلف طریقوں سے حضرت شبلیؒ نے آپ کی ضیافت کا اہتمام کیا، رخصت ہوتے وقت حضرت ابو حفص حدادؒ نے حضرت شبلیؒ سے کہا کہ جب کبھی آپ نیشاپور آئیں گے تو اس وقت میں آپ کو آدابِ میزبانی سے آگاہ کروں گا کیونکہ مہمان کے لیے تکلف کرنا اچھا نہیں بلکہ ایسا سلوک کیا جانا چاہیے کہ مہمان کے آنے سے پریشانی نہ ہو اور جانے سے مسرّت نہ ہو۔ ایک بار حضرت شبلیؒ نیشاپور پہنچے، آپ کے ساتھ انتالیس ساتھی تھے۔ ابو حفص حدادؒ نے اپنے گھر میں اکتالیس شمعیں جلائیں اور جب حضرت شبلیؒ نے پوچھا کہ یہ بے جا تکلف کیوں کر رہے ہو؟ تو فرمایا اگر تمہارے نزدیک یہ تکلفات میں داخل ہے تو تمام شمعوں کو بجھا دو، چنانچہ کوشش کے باوجود ایک کے علاوہ کوئی شمع نہ بجھ سکی۔ آپ نے فرمایا کیونکہ مہمان خدا کا بھیجا ہوا ہوتا ہے اس لیے میں نے خدا کی رضا کے واسطے ہر مہمان کے نام پر ایک شمع روشن کی تھی اور ایک شمع اپنے نام پر جلائی تھی چنانچہ میرے نام کی شمع تو اس لیے بجھ گئی کہ وہ خدا کی رضا کے لیے نہیں تھی، باقی چالیس شمعیں جو خدا کے نام پر روشن کی گئی تھیں وہ نہیں بجھ سکیں، میں نے جو کچھ کیا ہے وہ صرف رضائے الٰہی کے لیے کیا ہے اس لیے اس کو تکلف نہیں کہا جا سکتا۔

صوفیائے کرام سنتِ رسول صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری طرح پیروی کرتے تھے، حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ہی میں صوفیہ لوگوں سے خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے ملتے تھے اور مزاح بھی کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی صحابی کو غمگین دیکھتے تھے تو اسے مزاح سے شادمان کردیتے تھے، حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ہاں میں مزاح کرتا ہوں مگر حق بات کہتا ہوں، ایک بار ایک شخص نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ مجھے اونٹ پر بٹھا دیجیے، حضور سرورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں تو تم کو اونٹنی کے بچے پر سوار کراؤں گا، اس پر اس شخص نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو اونٹ کی سواری کی درخواست کی ہے اور آپ مجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کرا رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اونٹ بھی تو اونٹنی ہی کا بچہ ہوتا ہے۔ حضرت سعید ابن العاصؓ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ مزاح میں افراط سے بچو کہ اس سے رعب زائل ہوجاتا ہے اور احمق اور بیوقوف لوگ مزاح سے تم پر دلیر ہوجائیں گے اور مزاح کو بالکل ترک کرنا بھی مناسب نہیں کہ اس سے دوستوں اور ساتھیوں میں بیزاری اور دوری پیدا ہوتی ہے۔ حضرت شیخ بوعلی دقاقؒ کے زمانے میں ایک شخص ابوالحسن برنودیؒ جو عاقلِ مجنون تھا آپ کی خدمت میں آیا۔ حضرت بوعلی دقاقؒ نے نئی اور خوبصورت قبا پہنی ہوئی تھی اور ابوالحسن برنودیؒ نے پرانی اور پھٹی ہوئی گندی سی پوستین پہنی ہوئی تھی، استاد نے ہنستے ہوئے کہا کہ ابوالحسن یہ پوستین کتنے میں خریدی؟ ابوالحسنؒ نے ایک نعرہ مارا اور کہا اے بوعلی خود بینی مت کر یہ پوستین تمام دنیا دے کر خریدی ہے اور جنت کے بدلے بھی نہیں بیچتا۔ استاد بوعلی دقاقؒ نے

سر جھکا دیا اور رونے لگے۔ پھر کسی سے مزاح نہیں کیا___ صوفیہ کی گفتگو میں مزاح کم ہوتا ہے لیکن نکتہ آفرینی اور دانائی کی باتیں عام طور پر ہوتی ہیں۔ اسی لیے شاید کہا جاتا ہے کہ لفظ صوفی یونانی لفظ سوفوس یا سوف سے مشتق ہے جس کے معنی دانائی کے ہیں، کچھ بھی ہو صوفیائے کرام نے اپنے ملفوظات یا اقوال میں عرفانی مطالب کے ساتھ ساتھ بڑے فکر انگیز، نصیحت آمیز اور اخلاق آموز نکات نہایت دلکش انداز میں بیان کیے ہیں جو ہمارے صوفیانہ ادب کا ایک اہم حصہ ہیں۔ (تذکرۃ الاولیا حصہ اول ص ص ۴۳-۳۶، ۶۲، ۱۲۷، ۱۳۵، ۲۹۰، ۲۹۱، حصہ دوم ص ص ۱۶۵-۱۶۱، ۴۷-۴۵، ۴۔ نفحۃ الروح وتحفۃ الفتوح، ص ص ۱۶۳-۱۶۱۔ آداب المریدین ص ۱۸۱)

## اخلاقِ صوفیہ اور سنتِ حضرت رسولِ پاکؐ:

صوفیہ کہتے ہیں کہ اچھے اخلاق بغیر تزکیۂ نفس کے پیدا نہیں ہوتے اور تزکیۂ نفس اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی پیروی کی جائے اور یہ سنت کی پیروی خلوص دل سے ہو اسے ہی طریقت کہا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے "وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" (سورہ ۶۸، آیت ۴) (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلیٰ اخلاق پر فائز ہیں)۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ادبنی ربی فا حسن تادیبی، یعنی میرے رب نے میری بہترین تربیت کی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اُنھوں نے فرمایا کان خُلقه قرآن (آپ کا خلق قرآن پاک ہے) یعنی آپ قرآن کریم کے احکام پر کلی طور پر عمل فرماتے تھے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے انما بعثت لا تمم مکارم الاخلاق (میں اسی واسطے مبعوث کیا گیا ہوں کہ اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کروں) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ دس سال سے زیادہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی، کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا؟ یا یہ کام اچھی طرح کیوں نہیں کیا؟ جب میں کام اچھا کرتا تو دعا دیتے اور جب کام میں کوئی برائی دیکھتے تو فرماتے۔ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَراً مَّقْدُوراً (سورہ ۳۳، آیت ۳۸ــــ یعنی اللہ کا حکم تجویز کیا ہوا (پہلے سے) ہوتا ہے)۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی کو خوش خو نہیں دیکھا، گھر کے کام کاج میں خادمین کی مدد کرتے تھے، کبھی کسی کو بُرا نہیں کہتے تھے اور نہ زبان سے کوئی نازیبا جملہ بولتے تھے۔ سلام کرنے میں پہل کرتے تھے، ہمیشہ مسلمانوں کے عیب چھپاتے تھے، کبھی کسی سائل کے سوال کو رد نہیں کرتے تھے، کبھی کسی پر غصے نہیں ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریم طبع، خوش خو، لوگوں سے موافقت کرنے والے، متواضع، رقیق القلب، قانع تھے، کم کھاتے تھے اور کم سوتے تھے۔ (عوارف المعارف، ص ص ۱۰۷-۱۰۶، صوفی نامہ، ص ۲۳۴)

حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو نصیحت فرمائی تھی جو مکارم اخلاق کی جامع ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے معاذؓ میں تم کو ہدایت کرتا ہوں کہ تم:

(۱) خوفِ خدا کرو (۲) سچ بولو (۳) ایفائے عہد کرو (۴) امانت ادا کرو (۵) خیانت کو ترک کردو (۶) ہمسایوں کی خبر گیری کرو (۷) یتیموں پر رحم کھاؤ (۸)

Marfat.com

گفتگو میں نرمی اختیار کرو (۹) سلام میں پہل کرو (۱۰) حسنِ عمل پیدا کرو (۱۱) امیدوں کو کوتاہ کرو (۱۲) ایمان پر قائم رہو (۱۳) قرآن میں غور کرو (۱۴) آخرت سے محبت رکھو (۱۵) حسابِ آخرت کے خیال سے گریہ وزاری کرو (۱۶) تواضع اختیار کرو (۱۷) کسی کو گالی نہ دو اور سچ بولنے والے کو نہ جھٹلاؤ (۱۸) گنہگار کی اطاعت اور امام عالم کی نافرمانی نہ کرو اور زمین پر فساد برپا نہ کرو (۱۹) زمین پر گزرتے وقت اللہ سے ڈرو (۲۰) ہر گناہ سے توبہ کرو' اگر وہ پوشیدہ کیا ہے تو پوشیدہ طور پر توبہ کرو' اگر وہ اعلانیہ کیا ہے تو توبہ بھی اعلانیہ کرو۔

حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے جو حضرت معاذؓ نے بیان فرمائی ہے کہ اسلام مکارم اخلاق اور محاسنِ آداب کا نام ہے۔ حضرت ابودرداؓ سے روایت ہے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میزانِ عمل میں رکھی جانے والی چیزوں میں حسن عمل سے زیادہ کوئی چیز گراں بار نہیں ہوگی' اعلیٰ اخلاق سے انسان وہ اعلیٰ مراتب حاصل کرتا ہے جو بہت زیادہ نماز و روزہ سے بھی حاصل نہیں ہوتے ــــــ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اے فرزند اگر تم سے یہ ہو سکے کہ تمہارے صبح شام اس طرح گزریں کہ تمہارے دل میں کسی کے خلاف میل اور کدورت نہ ہو تو ایسی زندگی بسر کرو' پھر ارشاد فرمایا' اے بیٹے یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا گویا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے اس طرح زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوہریرہؓ کو وصیت فرمائی کہ:

Marfat.com

(۱) کن ورعاً تکن اعبدالناس، یعنی پرہیزگار بنو تاکہ عابد ترین انسان بنو (۲) کن قنعاً تکن اغنیا الناس۔ قناعت اختیار کرو تاکہ خوشحال ترین انسان بنو (۳) احب للناس ما تحب لنفسک تکن مسلماً یعنی دوسروں کے لیے وہی پسند کرو جو تم اپنی ذات کے لیے پسند کرتے ہو تاکہ سچے مسلمان بنو (۴) واحسن جوار من جاورک تکن مومناً یعنی اپنے ہمسایہ سے نیک سلوک کرو تاکہ تم مومن بنو (۵) واقل الضحک فان کثرۃ الضحک دمیت القلب یعنی بہت مت ہنسو کہ زیادہ ہنسی قلب کو مردہ کر دیتی ہے۔ (عوارف المعارف، ص ۱۰۸۔ صوفی نامہ ص ۲۴۰)

حضرت شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ یہ صوفیہ کرام ہی ہیں جنہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کیا ــــــ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کا قول ہے کہ علما کہتے ہیں کہ ہم وارثان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں حالانکہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث صوفیہ ہیں، حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی صفات ہم میں سے بعض صوفیہ رکھتے ہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے درویشی اختیار کی صوفیہ نے بھی درویشی اختیار کی۔ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سخی تھے، خلقِ خدا کے ساتھ نیک سلوک کرتے تھے، امانت دار تھے، بادیدار تھے، یہ تمام صفات صوفیہ میں بھی کسی حد تک ہوتی ہیں۔ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم قافلہ سالار تھے ان کے پیچھے صحابہ اور ان کے بعد صوفیہ ہیں ــــ حضرت شیخ ابوعلی دقاقؒ کا قول ہے کہ ایاك نعبد سے مراد شریعتِ محمدیہ کی پیروی کرنا ہے اور ایاك نستعین سے مراد طریقت و حقیقت کو پانا ہے۔ صوفیہ

Marfat.com

کہتے ہیں ''شریعت گفتِ انبیاء ست و طریقت کردِ انبیاست و حقیقت دیدِ انبیاست''۔ یعنی شریعت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کا نام ہے' طریقت افعال کا اور حقیقت احوال کا نام ہے ـــــ ایک حدیث رسول پاک بھی ہے کہ الشریعت اقوالی' الطریقت افعالی' الحقیقت احوالی' المعرفت اسراری (یعنی شریعت میرے اقوال ہیں' طریقت افعال ہیں' حقیقت احوال ہیں اور معرفت میرے اسرار ہیں) ـــــ اسے یوں بھی کہا جاتا ہے کہ شریعت میں جو میرا ہے وہ میرا ہے اور جو تمہارا ہے وہ تمہارا ہے۔ طریقت میں جو تمہارا ہے وہ تمہارا ہے اور جو میرا ہے وہ بھی تمہارا ہے۔ حقیقت میں کوئی نہ میرا ہے نہ تیرا ہے' میر تیر ہے ہی نہیں۔ نہ میں ہوں' نہ تو ہے' گویا سب کچھ خدائے وحدہ لاشریک لہ' ہے ـــــ یوں بھی کہا جاتا ہے:

**شریعت:** علوم اسلامی حاصل کرنا اور ان پر عمل کرنا ہے۔

**طریقت:** عبادات کی روح کو قائم کرنا ہے۔

**حقیقت:** خودی کو مٹانا' خود کو دوسروں سے کمتر جاننا ہے۔

**معرفت:** ہر قسم کا فرق مٹانا' صرف حق کو دیکھنا۔

اسے صوفیہ یوں بھی کہتے ہیں کہ شریعت اتباع ہے' طریقت انقطاع ہے' حقیقت اطلاع ہے اور معرفت متاع ہے' اور یوں بھی کہا جاتا ہے کہ شریعت بندگی ہے' طریقت ترک خودی ہے' حقیقت وصال ہے' اور معرفت کمال ہے اور یوں بھی تعبیر کی جاتی ہے کہ شریعت حق کی فرماں برداری ہے' طریقت غیر سے بیزاری ہے' حقیقت دوست سے برخورداری ہے اور معرفت اپنے سے ہوشیاری ہے اور اس طرح بھی تفسیر کی جاتی

Marfat.com

ہے کہ شریعت عنا (مشقت) ہے' طریقت فنا ہے' حقیقت بقا ہے اور معرفت غنا (دولتمندی' بے نیازی) ہے اور اس طور بھی کہتے ہیں کہ شریعت اقوال وافعال' طریقت احوال واخلاق' حقیقت صفات وذات اور معرفت علم ویقین کی ایک صورت ہے۔ جو شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال پر ایمان لاتا ہے وہ اہلِ شریعت میں سے ہے اور جو سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتا ہے وہ اہلِ طریقت میں سے ہے اور جو شخص اُن حقائق کو دیکھتا ہے جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے تھے وہ اہلِ حقیقت میں سے ہے۔ حضرت بوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ انسان کے مرتبے تین ہیں۔ سوال' دعا اور ثنا۔ سوال اس کے لیے جو دنیا کو طلب کرتا ہے۔ دعا اس کے لیے کہ جو آخرت کو طلب کرتا ہے۔ ثنا اس کے لیے جو مولا سے محبت رکھتا ہے۔ سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ردِ شریعت الحاد ہے اور ردِ طریقت شرک ہے' لاالہ الااللہ حقیقت ہے اور محمد رسول اللہ شریعت ہے' ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا یعنی دونوں کی اہمیت مسلّم ہے۔ (تذکرۃ الاولیا' حصہ دوم' ص ۱۶۴' عوارف المعارف' ص ۱۰۶' کشف المحجوب' ص ۲۰۲)

حضرت شیخ ابو اسحاق شہریار کازرونی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ہمیشہ شرعی علوم کے حصول میں مشغول رہو کہ اہل طریقت کو ہر حال میں حصولِ علم ناگزیر ہے۔ پھر علم حاصل کرنے کے بعد ریاکاری سے بچو اور جو کچھ علم حاصل کیا ہے اس کو عمل میں لاؤ۔ حضرت ابو القاسم نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تصوف سے مراد ہے کتاب وسنت پر عمل کرنا' خواہشات اور بدعت کو چھوڑ دینا' بزرگوں کی عزت کرنا' مخلوق کا عذر قبول کرنا یعنی

Marfat.com

درگذر سے کام لینا۔ ایک عارف حق کا قول ہے' کل طریقة تخالف شریعة فهی کفر۔ جو بھی طریقہ شریعت کے خلاف ہے وہ کفر ہے' و کل حقیقة لایشهده الکتاب والسُنت فهی الحادو زندقه یعنی جس حقیقت پر کتاب وسنت گواہ نہیں وہ الحادو زندیقیت ہے (تذکرۃ الاولیا' حصہ دوم' ص ص ۲۵۳ اور ۲۶۵)۔

حضرت ابوبکر بن طاہرؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ حقیقت کیا ہے؟ آپؒ نے فرمایا کہ وہ تمام تر علم ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ علم کیا ہے؟ آپؒ نے جواب دیا کہ وہ تمام تر حقیقت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ ''طریقت وحقیقت کہ صوفیہ بہ آں ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند در تکمیل جز و ثالث کہ اخلاص است'' طریقت وحقیقت جن سے صوفیہ ممتاز ہوئے ہیں' دونوں ہی خادم شریعت ہیں تاکہ یہ تیسرے جزو کی تکمیل کریں جو اخلاص ہے ___ کہتے ہیں کہ شیخ ابوالقاسم قشیریؒ شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ کی مجلس میں اس خیال سے آئے کہ ان سے شریعت وطریقت کے باب میں سوال کریں تاکہ دیکھیں وہ کیا جواب دیتے ہیں؟ اس سے پہلے کہ شیخ امام قشیریؒ سوال کرتے ابوسعید ابوالخیرؒ نے مجلس میں لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے شریعت وطریقت کے باب میں یہ دو شعر کہے ہیں جو شریعت وطریقت کے علوم کو نہایت جامعیت کے ساتھ پیش کرتے ہیں:

از دوست پیام آمد کا راستہ کن کار    این است شریعت
مہر دل پیش آر و فضول از رہ بردار    این است طریقت

Marfat.com

یعنی دوست کے طرف سے یہ پیغام آیا کہ اپنے اعمال کو درست کرلو، بس یہ شریعت ہے۔ دلی محبت اور اخلاص لے کر آؤ، فضول باتوں کو ترک کرو، یہ طریقت ہے۔ حضرت جنیدؒ کا قول ہے کہ اہل طریقت وہ ہے جس کے ایک ہاتھ میں قرآن ہو اور ایک ہاتھ میں سنت، تاکہ ان دونوں چراغوں کی روشنی میں شبہات اور بدعات کی گھاٹیوں اور تاریکیوں سے بچا رہے، جنیدؒ ہی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کا ایک مرید جو تین سال سے ان کی خدمت میں تھا اس نے ایک دن کہا کہ مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے، جنیدؒ نے پوچھا کہ کیوں جا رہے ہو؟ اس نے کہا کہ میں تو آپکو ولی سمجھ کر آپ کی خدمت میں آیا تھا، لیکن تین سال ہو گئے مجھے تو آپ کی کوئی کرامت نظر نہیں آئی؟ فرمایا کہ ان تین سال میں میرا کوئی عمل قرآن وسنت کے خلاف نظر آیا؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا اس سے بڑی اور کیا کرامت ہوگی؟ صوفیائے کرام شریعت کو تصوف کا لازمی حصہ سمجھتے ہیں، حضرت بایزیدؒ کسی بزرگ سے ملنے گئے۔ جب آپ ان کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ان بزرگ نے قبلہ کی جانب رخ کر کے تھوکا، یہ دیکھ کر آپ ملاقات کیے بغیر واپس آ گئے اور فرمایا اگر وہ بزرگ طریقت کے درجوں کو جانتے تو شریعت کے منافی کام نہ کرتے۔ مناقب العارفین میں ہے کہ ایک روز حضرت مولانا رومؒ اپنے اصحاب کو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی تبلیغ کر رہے تھے ضمناً آپ نے فرمایا کہ ایک بار اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبرؓ کی سربراہی میں جہاد کے لیے گئے ہوئے تھے اور ایک قلعہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور اس کو فتح کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن وہ قلعہ فتح نہیں ہوتا تھا، حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے ساتھیوں سے

فرمایا کہ اپنی عبادت پر نظر کرو کہیں ایسا تو نہیں کہ فرائض وسنت کی کوئی چھوٹی سی بات تم سے چھوٹ گئی ہو جس کے ترک کرنے سے اس فتح میں تاخیر ہو رہی ہے' تمام صحابہ نے اپنے احوال پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ مغرب کی نماز میں مسواک نہیں کی تھی' اگلے روز اس سنت کو جاری کیا اور صبح کی نماز باجماعت ادا کر کے جنگ کے لیے روانہ ہوئے' اشراق کے وقت تک قلعہ کو فتح کر لیا' حضرت مولانا رومیؒ نے فرمایا کہ جتنی تم میں طاقت ہے اور استطاعت ہے سنتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری طرح متابعت اور مطاوعت کرو تا کہ نفسِ امارہ کے قلعے پر فتح پا کر' وساوسِ نفسانی اور ہواجسِ شیطانی پر غلبہ پاؤ اور دل کے شہر کو آباد کرو۔ ایک روز حضرت خواجہ نفیس الدین سیواسیؒ حضرت مولانا رومؒ کو وضو کرا رہے تھے' اتفاق سے بازوئے مبارک پر پانی صحیح نہ ڈل سکا' آپ نے فرمایا کہ پانی ڈالو تا کہ سنتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ رہ جائے' بقول مصنف مناقب العارفین آپ نے تمام زندگی شریعت کی پیروی کی۔ (تذکرۃ الاولیا حصہ اول ص ۳۰ حصہ دوم ص ۸' مناقب العارفین ص ص ۱۹۹-۱۹۵' مجدد الف ثانی مکتوبات دفتر اول مکتوب ۳۶' اسرار التوحید ص ۸۸)

## صوفیہ اور آداب:

صوفیہ کی نظر میں ادب کی بڑی اہمیت ہے ابو حفص حدادؒ کا قول ہے کہ تصوف تمام تر ادب ہے ہر وقت کا ایک ادب ہے' ہر حال کا ادب ہے اور ہر مقام کے لیے ایک ادب ہے' جس نے آداب پر عمل کیا وہ مرد ہے' جس نے ایسا نہیں کیا وہ مردود ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شرف الانسان بالعلم و الادب و لا بالمال و لا بالنسب

Marfat.com

یعنی انسان کی عظمت و بزرگی علم وادب سے ہے' دولت اور نسب سے نہیں۔ ایک صوفی کا قول ہے "من لا ادب له لا شریعت لا" یعنی جو باادب نہیں وہ شریعت پر بھی عامل نہیں اور یہ بھی کسی کا قول ہے کہ "ادب الخدمت اعزمن الخدمت" یعنی آداب خدمت کو ملحوظ رکھنا خدمت سے برتر ہے ___ ادب کے معانی دعوت کرنا' ہر چیز کی حد کا خیال رکھنا ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ ادب کا لفظ داءب سے بنا ہے' جس کے معنی عادت اور کوشش کے ہیں ___ حضرت ابونصر سراجؒ فرماتے ہیں کہ ادب کی تین قسمیں ہیں:

(۱) دنیادار کی نظر میں ادب سے مراد نظم ونسق میں مہارت اور فصاحت و بلاغت کے کمال کا حصول ہے۔

(۲) دیندار کے نزدیک حدود اللہ کی حفاظت کرنا' خواہشاتِ نفسانی کو چھوڑنا اور تادیبِ نفس کرنا ہے۔

(۳) خواص کے نزدیک ادب سے مراد دل کی صفائی' وعدوں کو پورا کرنا اور وقت کی حفاظت کرنا ہے۔

انبیأ بارگاہِ خداوندی میں آداب کا بڑا لحاظ رکھتے تھے۔ قرآنِ پاک میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ ادب کا ذکر یوں ہے: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (سورہ ۵۳' آیت ۱۷) یعنی نہ آپ کی نگاہ بہکی' نہ حدِ ادب سے آپ نے تجاوز کیا۔ شیخ ابوعلی دقاقؒ نے حضرت ایوبؑ کے اس قول کی جو قرآنِ پاک میں اس طرح آیا ہے' وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (سورہ ۲۱' آیت ۸۳)' یوں تشریح کی کہ حضرت ایوبؑ نے یہ نہیں کہا کہ تو مجھ پر رحم فرما بلکہ آدابِ کلام کو ملحوظ

Marfat.com

رکھتے ہوئے یہ فرمایا کہ تو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے' اسی طرح اس موقع پر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے ان کے دعویٰ الوہیت کے بارے میں استفسار فرمایا تو اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا: ان اِن کُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ (سورہ ۵' آیت ۱۱۶) یعنی حضرت عیسیٰؑ نے آداب کلام ملحوظ رکھتے ہوئے یہ کہا اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی تو تجھے اس کا علم ہوتا' یہ نہیں کہا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی' جس طرح انبیاؑ بارگاہِ خداوندی کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہیں' اسی طرح صوفیہ اور مقربینِ بارگاہ بھی آداب کا خیال رکھتے ہیں۔ حضرت ابونصر سرّاجؒ فرماتے ہیں کہ صوفیہ کے آداب یہ ہیں کہ ان کے دل پاکیزہ ہوتے ہیں' اسرار کی نگہداشت کرتے ہیں' ایفائے عہد کے پابند ہوتے ہیں' وقت کے محافظ ہوتے ہیں' وسوسوں پر توجہ نہیں دیتے' پوشیدہ اور ظاہر دونوں حالتوں میں یکساں رہتے ہیں یعنی ان کا ظاہر و باطن ایک جیسا ہوتا ہے۔ شیخ ابنِ مبارکؒ کا قول ہے کہ عارف کے لیے ادب اسی طرح ضروری ہے جس طرح سالک کے لیے توبہ ___ حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں:

یاد رکھو دنیا اور دین کے تمام امور کی زیب و زینت آداب سے وابستہ ہے۔ کافر' مسلمان' ملحد' موحد' سنی اور بدعتی سب ہی اس پر متفق ہیں کہ معاملات میں حسنِ ادب سب سے اچھی بات ہے۔ دنیا میں کوئی رسم بھی ادب پر عمل کیے بغیر قائم نہیں رہتی۔ آداب سے مراد عوام میں حفظِ مروت ہے' دین میں حفظِ سنت ہے اور محبت میں حفظِ حرمت ہے ___ شیخ ابو مسلم فارس بن غالب الفارسیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں شیخ ابوسعید بن ابی الخیرؒ کی خدمت میں گیا تا کہ ان کی زیارت کروں۔ میں نے دیکھا کہ

Marfat.com

ایک تخت پر تکیے لگے ہوئے ہیں اور وہ اس تخت پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے لیٹے ہوئے ہیں' وہ مصری ریشم کی قبا پہنے ہوئے تھے اور میں نے موٹے جھوٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے جو جھول کی طرح تھے۔ محنت سے میرا جسم ٹوٹا ہوا تھا اور مجاہدے سے چہرہ زرد تھا۔ ابوسعید ابوالخیرؒ کو اس حالت میں دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ یہ شخص ولی اللہ اور صوفی نہیں' میں بھی درویش وہ بھی درویش' میں ایسی زحمتوں میں اور وہ ایسی راحتوں میں۔ ابوسعید ابوالخیرؒ کو فوراً میرے دل کا حال معلوم ہو گیا اور انہوں نے میرے غرور کو دیکھ لیا۔ مجھ سے کہا کہ اے ابومسلم کس کتاب میں پڑھا ہے کہ درویش خود بین ہوتا ہے! اے درویش چونکہ ہم نے صرف حق کو دیکھا تو حکم ہوا کہ ہم تم کو صرف تخت پر ہی بٹھائیں گے اور تم نے خود کو دیکھا یعنی خود بینی کی تو فرمایا کہ ہم تجھے ماتحت ہی رکھیں گے۔ ہمارے حصہ میں مشاہدہ آیا' تمہارے حصے میں مجاہدہ اور یہ دونوں تصوف کے مقامات ہیں' حق تعالیٰ دونوں سے پاک ہے اور درویش مقامات سے فانی اور احوال سے آزاد ہوتا ہے۔ شیخ ابومسلمؒ نے کہا کہ یہ سن کر میرے ہوش اڑ گئے۔ دنیا میری نظروں میں تاریک ہو گئی' جب کچھ ہوش آیا تو معذرت کی اور انہوں نے میری معذرت قبول کر لی ــــــ صوفیہ کہتے ہیں کہ تصوف تمام تر ادب ہے' ہر وقت کا ایک ادب ہے' ہر موقع کا ایک ادب ہے' ہر مقام کا ایک ادب ہے۔ باادب انسان بڑا انسان ہوتا ہے اور بے ادب مردود ہوتا ہے۔ صوفیہ کا قول ہے کہ جو ادب سے دور ہے وہ ہر نیکی سے دور ہے' ادب نفس یہ ہے کہ اسے نیکی میں مصروف رکھو اور اسے شر سے دور رکھو۔ بزرگان دین کا قول ہے کہ ادب فقیروں کی عظمت ہے اور امیروں کی زینت ہے۔ ادب کے حوالے

Marfat.com

سے عوام کے تین طبقے ہیں: ایک اہل دنیا' دوم اہل دین اور سوم خاص اہل دین۔ اہل دنیا کے نزدیک ادب سے مراد ہے کہ کلام میں فصاحت و بلاغت ہو' علم کو پڑھا جائے اور بادشاہوں کے قصے اور اشعار عرب یاد کیے جائیں۔ اہل دین کے نزدیک ادب سے مراد یہ ہے کہ ریاضت نفس کرے اور حدود اللہ کا خیال رکھے اور خواص اہل دین کا ادب یہ ہے کہ دین کی حفاظت کی جائے اور اسے ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی صحیح رکھا جائے۔ مریدوں کی فضیلت علم سے ہے' متوسطین کی ادب سے اور عارفین کی ہمت سے۔ صوفیہ کے نزدیک ہمت یہ ہے کہ تم اپنے نفس کو حصول معنی پر آمادہ کرو اور ہر مرد کی قیمت اس کی ہمت کے برابر ہے ____ حضرت علی ہجویریؒ کی نظر میں ادب کی تین قسمیں ہیں:

ادب توحید یعنی انسان خلوت و جلوت میں بے ادب نہ ہونے پائے۔ اعمال میں ایسا رویہ اختیار کرے جیسے بادشاہوں کے حضور کیا جاتا ہے۔ ادیب کمندی ہمیشہ کھڑے رہتے تھے بیٹھتے نہیں تھے سوائے تشہد کے۔ حضرت علی ہجویریؒ نے ان سے سبب پوچھا تو فرمایا کہ ابھی وہ مقام نصیب نہیں ہوا کہ مشاہدۂ حق میں بیٹھ سکوں' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج میں دونوں عالم کو نظر انداز کیا کہ قرآن شاہد ہے۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (سورہ ۵۳' آیت ۱۷) یعنی نہ آپ کی نظر بہکی اور نہ حد سے بڑھی ___ ادب کی دوسری قسم اپنی ذات سے متعلق ہے یعنی ہمیشہ صداقت پر کاربند رہے اور کوئی ایسی بات نہ کرے جو نامناسب ہو ___ ادب کی تیسری قسم یہ ہے کہ سفر و حضر میں مخلوق خدا کے ساتھ حسن معاملت سے پیش آئے اور پیروی سنت کو نظر میں رکھے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے ادب کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ادب ظاہر و باطن کی آراستگی اور تہذیب کا نام ہے‘ جب کسی بندے کا ظاہر و باطن ادب سے آراستہ ہو جاتا ہے تو وہ صوفی بن جاتا ہے ___ کہا جاتا ہے کہ چور بھی اسے ہی اپنا گورو بناتے ہیں جو اپنے پیشے کے آداب سے خوب واقف ہو۔ حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ نے دیکھا کہ ایک شخص کو کچھ لوگ پکڑ کر لے جا رہے ہیں‘ انہوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جوئے بازوں کا سردار ہے‘ شیخ نے اس شخص سے پوچھا کہ تم جوئے بازوں کے سردار کیسے بنے؟ اس نے کہا کہ میں راست باز‘ پاک باز ہوں‘ یعنی کبھی ساتھیوں سے دھوکہ نہیں کیا اور جوئے میں کبھی بے ایمانی نہیں کی‘ فرمایا کہ راست باز‘ و پاک باز و امیر باش (یعنی کسی کو دھوکا نہ دو‘ بے ایمانی نہ کرو اور امیر بنے رہو)۔ (کتاب اللمع فی التصوف‘ ص ص ۲۲۶-۲۲۳۔ کشف المحجوب‘ ص ص ۳۱۸-۳۱۷۔ عوارف المعارف ص ۱۲۰۔ اسرار التوحید‘ ص ۲۳۲‘ آداب المریدین‘ ص ۷۰)

حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے فرزند کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ دینے سے بہتر ہے‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا کہ ایک باپ اپنے بیٹے کو ادب سے بہتر اور کوئی تحفہ نہیں دے سکتا نیز حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بیٹے کا باپ پر حق ہے کہ وہ اس کا اچھا نام رکھے‘ اس کی اچھی طرح پرورش کرے اور اس کی اچھی تربیت کرے۔

حضرت ابوعثمان حیریؒ کا قول ہے کہ خدا سے ملو تو حسن ادب سے ملو یعنی ذکرِ خدا

Marfat.com

کرو، تو حسنِ ادب سے کرو اور ہمیشہ (دل سے) ذکر حق کرتے رہو۔ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملو تو حسن ادب سے ملو یعنی ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرو اور سنت وشریعت کی پیروی پوری طرح کرو، اولیاء سے ملو تو ان کی عزت کرو اور خدمت کرو، بھائیوں سے ملو تو خندہ پیشانی سے ملو، جاہلوں (بدتمیزوں) سے ملو تو انھیں دعا دو اور ان کے ساتھ شفقت سے پیش آؤ۔ (تذکرۃ الأولیا، حصہ دوم، ص ۵۰)

عزالدین کاشانیؒ ''مصباح الہدایت و مفتاح الکفایت'' میں فرماتے ہیں کہ مصاحبت یعنی میل جول باعث سعادت بھی ہے اور باعث شقاوت بھی۔ ان کی نظر میں اچھے میل جول کے بیس آداب ہیں:

(۱) نیت نیک ہو، (۲) دوست نیک ہو، (۳) ظاہر و باطن ایک ہو، (۴) من و تو کا فرق نہ ہو، (۵) ترک تکلف، (۶) درگذر، (۷) عیب پوشی، (۸) تحمل و مدارات، (۹) نصیحت، (۱۰) قبول نصیحت، (۱۱) ایثار، (۱۲) انصاف، (۱۳) وفائے عہد، (۱۴) احترام فاضل و کریم، (۱۵) حق ادا کرنا، (۱۶) شفقت، (۱۷) اعتدال و توازن، (۱۸) ملنے کی تمنا ہو، (۱۹) دور ہو جائے تو غمزدہ ہو، (۲۰) دوری ہو تو احسن طریقے سے ہو۔ ایک شخص کی بیوی سے کوئی نازیبا حرکت سرزد ہوگئی، خاموشی سے اسے طلاق دے دی، کسی نے اس کے بارہ میں استفسار کیا، کہا کہ اب وہ میری بیوی نہیں، وہ اچھی عورت ہے، میں اس کا ذکر اچھائی سے ہی کروں گا۔ (مصباح الہدایت و مفتاح الکفایت، ص ۲۳۳)

حضرت یوسف بن حسینؒ کا قول ہے کہ ادب سے علم کا فہم حاصل ہوتا ہے اور علم کے ذریعے سے عمل درست ہوتا ہے اور عمل کے ذریعے سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور

Marfat.com

حکمت کے ذریعے سے زہد وترکِ دنیا حاصل ہوتی ہے۔ زہد سے آخرت کا شوق پیدا ہوتا ہے اور آخرت کے شوق سے قربتِ خداوندی حاصل ہوتی ہے' کہتے ہیں کہ جب ابو حفص حدادؒ عراق میں پہنچے تو شیخ جنیدؒ ان کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ابو حفص حدادؒ کے مریدین ادب سے سیدھے کھڑے ہیں' یہ دیکھ کر حضرت جنیدؒ نے فرمایا اے ابو حفص حدادؒ تم نے اپنے اصحاب کو ایسا باادب بنایا ہے جیسے بادشاہوں کے دربار میں لوگ باادب ہوتے ہیں' یہ سن کر انھوں نے جواب دیا حقیقت میں ظاہری ادب باطنی ادب کا عنوان ہے۔ شیخ ابوالحسن نوریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بندے کے لیے کوئی ایسا مقام یا روحانی حالت ایسی نہیں جو آدابِ شریعت کو ساقط کردے۔

شیخ ابوعلی دقاقؒ کا قول ہے کہ بندہ اپنی بندگی کے ذریعے جنت میں داخل ہوگا اور بندگی میں ادب اختیار کرکے خدا تک پہنچتا ہے۔ شیخ جلال بصریؒ کا قول ہے کہ توحید ایمان کے لیے ضروری ہے اور ایمان شریعت کے لیے ضروری ہے اور شریعت کے لیے ادب ضروری ہے۔ پس جہاں ادب نہیں وہاں نہ شریعت ہے نہ ایمان ہے نہ توحید۔ شیخ سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات درود کے پڑھنے میں مصروف تھا اور میں نے اپنے پاؤں محراب کی طرف پھیلائے ہوئے تھے' غیب سے آواز آئی کہ جس طرح تم بیٹھے ہو کیا اس طرح بادشاہوں کے سامنے بیٹھتے ہیں؟ پس میں نے اپنے پاؤں سمیٹ لیے۔ شیخ جنیدؒ فرماتے ہیں کہ وہ اس واقعہ کے ساٹھ سال بعد تک زندہ رہے لیکن اس مدت میں انھوں نے کبھی پاؤں نہیں پھیلائے ـــــ ایک روز حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ کے پاس ایک سیّدزادے سلام کے لیے آئے اور شیخ کے پہلو میں بیٹھ گئے' اتنے میں

Marfat.com

ایک عارف و عالم ابوالعباس شقانیؒ تشریف لے آئے' شیخ نے انہیں سید زادے سے برتر جگہ پر بٹھایا' سید زادے کو یہ بات ناگوار گذری' شیخ نے فراست سے جان لیا' فرمایا اے سید زادے ہم تمہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دوست رکھتے ہیں اور ان عالم کو اللہ کے لیے دوست رکھتے ہیں ___ حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ کی مجلس میں ایک روز ایک سردار شیخ ابوعبداللہؒ کچھ بے باکی سے سرداروں کی طرح بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا' شیخ نے اس کی بڑی تعظیم کی اور خاطر مدارات کی' اس نے شیخ کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہشت عطا فرمائے' شیخ نے کہا' نہیں نہیں ہمیں بہشت پسند نہیں' ہم بہشت میں جانا پسند نہیں کرتے وہاں چند درویش' فقیر اور ضعیف لوگ ہونگے ہمیں تو دوزخ چاہیے کہ جس میں جمشید' نمرود' فرعون' اور یہ خواجہ (سردار) شیخ ابوعبداللہؒ کی طرف اشارہ کر کے کہا وہاں ہونگے ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی وہیں ہوں۔ شیخ عبداللہ کو احساس ہوا کہ ان سے ترک ادب سرزد ہوا ہے' انہوں نے توبہ کی' پھر کبھی شیخ مجلس میں اس انداز سے نہیں بیٹھے ___ ایک صوفی کا قول ہے کہ ادب کو ظاہر و باطن میں اختیار کرو اور جس نے باطن میں بے ادبی کی اسے باطن میں سزا بھگتنا ہوگی۔ کسی شخص نے حضرت سری سقطیؒ سے صبر کے بارے میں دریافت کیا' آپ صبر پر گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک بچھو نے آپ کے پاؤں میں ڈنک مار لیا۔ لوگوں نے کہا کہ اس کو مار کر ہٹا دیجئے۔ آپ نے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں جس موضوع پر گفتگو کر رہا ہوں یعنی صبر پر پھر اسی کے خلاف کام کروں۔

محققین کی نظر میں ایک صوفی کے آداب یہ ہیں کہ وہ:

Marfat.com

(۱) ہمیشہ با وضو رہے اور جب بھی وضو کرے دو رکعت نماز شکر وضو ادا کرے۔ (۲) ہمیشہ مصلیٰ ساتھ رکھے۔ جہاں کہیں پہنچے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے پھر بیٹھے۔ (۳) دن رات کے تمام اوقات کو تقسیم کر کے ایک حصہ عبادت کے لیے' ایک حصہ کمانے اور کھانے کے لیے اور ایک حصہ سونے کے لیے وقف کرے۔ (۴) نماز تہجد ادا کرے یعنی نصف شب کو تہجد کی بارہ رکعتیں پڑھے اور اس کے بعد وتر کی تین رکعتیں ادا کرے۔ (۵) صبح کے وظیفے سورج نکلنے تک پڑھے۔ (۶) جب سورج نکل آئے تو دو رکعت نماز اشراق ادا کرے' وہیں بیٹھا رہے اور وظائف پڑھتا رہے اور جب سورج خوب چڑھ آئے تو نمازِ چاشت کی بارہ رکعتیں ادا کرے' اس کے بعد جس کام میں چاہے مشغول ہو جائے۔ فجر کی نماز سے لیکر چاشت کی نماز ادا کرنے تک اسے چاہیے کہ کسی سے بات نہ کرے کہ یہ وقت بہت قیمتی ہے' اسی میں فتوحات ملتی ہیں۔ (۷) مغرب کی نماز کے بعد اور عشاء کی نماز سے پہلے نمازِ اوابین کی بارہ رکعتیں ادا کرے۔

سالک کے آداب یہ ہیں کہ وہ جب درویشوں کی صحبت میں جائے تو کم بولے' جب تک اس سے نہ پوچھیں جواب نہ دے اور اگر کوئی ایسی بات پوچھیں جو وہ نہ جانتا ہو تو بلاتکلف کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔ (عوارف المعارف' ص ص ۱۲۷-۱۲۱۔ اسرار التوحید' ص ۲۲۴ و ۲۳۱۔ آداب المریدین' ص ص ۱۱۳-۱۱۲۔ نیز الانسان الکامل و کشف المحجوب)

## خانقاہ میں صوفیہ کے قیام کے آداب:

صوفی جب خانقاہ میں پہنچے تو سب کو سلام کرے' دوسروں سے بغل گیر ہو اور ہاتھ کو بوسہ دے۔ عصر سے پہلے خانقاہ میں داخل ہو۔ اپنا سامان خادم خانقاہ کے حوالے کرے' وہ جہاں یہ سامان رکھے اسی جگہ قیام کرے' پھر دو رکعت ادا کرے۔ اس کے بعد جو کھانا خادمِ خانقاہ لائے اسے کھائے' کسی سے غیر ضروری بات نہ کرے' تین دن تک خانقاہ سے باہر نہ جائے' البتہ ضرورت ہو تو اور بات ہے۔ تین دن کے بعد جہاں چاہے جائے' پھر بھی خانقاہ کے منتظم کی اجازت سے جائے۔ جب تک خانقاہ میں رہے جو چیز مانگے خادم سے مانگے' کوئی چیز نہ بازار سے کھائے اور نہ کسی کی دعوت کو قبول کرے ___ جب خانقاہ میں صوفی داخل ہو تو پہلے دایاں قدم اندر رکھے' باہر آئے تو بایاں قدم پہلے باہر رکھے۔ خانقاہ میں بلند آواز میں بات نہ کرے ___ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ صوفیہ کی زندگی میں خانقاہ کی بڑی اہمیت ہے' ان کی روحانی تربیت خانقاہ میں ہوتی ہے ___ خانقاہ کا لفظ خانگاہ کا معرّب ہے اور لفظ خانگاہ خانہ اور گاہ کا مرکب ہے۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ خانگاہ دراصل خوان اور گاہ کا مرکب ہے' خوان اُس سینی کو کہتے ہیں جس میں اشیائے خوردنی رکھی جاتی ہیں۔ یوں خانگاہ کے معنی اس جگہ کے ہوئے جہاں درویشوں کے کھانے پینے کا انتظام ہوتا ہو۔ معجم البلدان میں یاقوت حموی کے مطابق لفظِ خانقاہ کلمۂ خانق کا مونث ہے جو بیت المقدس میں کرّامیوں کی عبادت گاہ تھی۔ خانگاہ یا خانقاہ کے معانی میں رباط' زاویہ' صومعہ' تکیہ اور دُوَیرہ (بحوالۂ مقدمۂ رسالۂ قشیریہ اور لغت نامۂ دھخدا دویرہ' دار یا دارہ کا مصغر ہے

Marfat.com

جس کے معنی حلقہ کے ہیں) الفاظ بھی صوفیہ استعمال کرتے تھے ___ طبقات الصوفیہ میں عبداللہ انصاریؒ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلی خانقاہ رملہ (فلسطین) میں ایک عیسائی بادشاہ نے سن ۱۵۰ ہجری میں بنائی تھی، قدیم ترین خانقاہیں بصرہ اور عبادان میں بھی تعمیر ہوئی تھیں_ خانقاہ میں رہنے والے تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں: (۱) اہل خدمت (۲) اہل خلوت (۳) اہل صحبت

۱۔ اہل خدمت وہ لوگ ہیں جو خانقاہ میں نئے نئے آئے ہوں یہ لوگ صوفیہ کی خدمت کے ذریعہ سے ان میں مقبولیت پیدا کرتے ہیں۔

۲۔ اہل خلوت وہ لوگ ہیں جو لوگوں سے قطع تعلق کر کے ایک کونہ میں ذکر حق کرتے ہیں۔

۳۔ اہل صحبت وہ لوگ ہیں جو عرفان میں کامل ہوتے ہیں یعنی عارفان کامل باہم مل کر رہتے ہیں نہ ان میں کوئی مرید ہوتا ہے نہ پیر۔ سب برابر ہوتے ہیں، ایک دوسرے کی خدمت کرتے ہیں، ایک دوسرے کی صحبت سے استفادہ کرتے ہیں۔

خانقاہ صوفیہ کے قیام و طعام اور روحانی تربیت کے لیے بنائی جاتی ہے۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ روئے زمین پر سب سے پہلی خانقاہ خانۂ کعبہ ہے جو حضرت آدمؑ نے بنائی تھی۔ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں خانۂ کعبہ منہدم ہو گیا، حضرت ابراہیمؑ نے اسے تعمیر کیا جو آج تک موجود ہے۔ یوں گویا خانقاہ کی تاسیس کی تاریخ بڑی قدیم ہے، خانقاہ کو مسجد نبوی کے صفہ (چبوترہ) سے مناسبت اور مشابہت بھی ہے، مسجد نبوی میں صفہ ایک جگہ تھی جہاں ایسے صحابہ جن کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا وہ قیام کرتے تھے اور حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کے کھانے پینے کا اہتمام فرماتے تھے ___ یوں خانقاہ یا خانگاہ بے

Marfat.com

سہارا صوفیوں کی قیام گاہ ہوتی تھی ___ خانقاہ میں رہنے والوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے کے حال سے باخبر رہیں۔ پریشانی اور مشکلات میں ایک دوسرے کی مدد کریں۔ بزرگوں کو چاہیے کہ چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے پیش آئیں، ان کو نصیحت کریں، خانقاہ میں رہنے والوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے کے عیوب پر پردہ ڈالیں اور اچھائیوں کو اجاگر کریں، چھوٹوں کو چاہیے کہ وہ بڑوں کا احترام کریں اور اگر کوئی مشکل (روحانی یا دنیاوی) پیش آئے تو بزرگوں سے اس کا حل پوچھیں۔

صوفیہ کو چاہیے کہ دعوت میں تکلف نہ کریں، درویشوں کی دعوت کو رد نہ کریں اور دنیا دار کی دعوت کو قبول نہ کریں، صوفی کو چاہیے کہ دسترخوان پر باادب بیٹھے۔ بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرے۔ جب تک بزرگ کھانا شروع نہ کریں اس وقت تک خود بھی کھانا شروع نہ کرے۔ اپنی پلیٹ یا پیالے سے کھائے، کھانا ہاتھ سے کھانا چاہیے اور نظر صرف اپنے لقمہ پر رکھنی چاہیے۔ چھوٹے چھوٹے لقمے لے، اچھی طرح چبائے، اگر ایک ہی پلیٹ میں ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھا رہا ہو تو اپنی جانب سے کھائے۔ اگر ہاتھ سے کوئی چیز گر جائے تو اسے بائیں ہاتھ سے اٹھا کر دسترخوان کے کونے پر رکھے۔ جب سب کھانا ختم کریں تو سب کے ساتھ صوفی بھی کھانا بند کرے۔ کھانا شروع کرنے سے پہلے صوفی کو چاہیے کہ ہاتھ دھوئے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ اور منہ دونوں دھوئے۔

صوفی کو چاہیے کہ چالیس سال کی عمر تک ہرگز بغیر ریاضت کے نہ رہے۔ چالیس سال کے بعد سخت مجاہدہ نہ کرے، ساٹھ سال کے بعد بالکل مجاہدہ نہ کرے۔ ساٹھ سال

Marfat.com

کے بعد اہلِ دل کی صحبت میں زندگی گزارے۔ خلوت میں بیٹھے تو لازم ہے کہ قبلہ رو دوزانو بیٹھے اور یہ تصور کرے کہ خداوند تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سامنے موجود ہیں' خلوت میں ہمیشہ باوضو رہے' روزہ سے ہو' کم کھائے' کم بولے' کم سوئے' نفی خواطر کرے اور مسلسل ذکر حق میں مصروف رہے۔ سالک کے لیے ذکر اس طرح ہے جس طرح بچے کے لیے دودھ۔ ذکر سے پہلے وضو کرے اور نمازِ شکر ادا کرے' پھر قبلہ رو بیٹھے' دوزانو بیٹھے یا چوکڑی مار کر بیٹھے اور ذکر کرتے وقت آنکھیں بند کرے۔ پہلے چند سال ذکر بلند کرے' پھر جب دل میں ذکر گھر کر جائے تو پھر آہستہ سے الا اللہ کہتے ہوئے بائیں طرف دل پر ضرب لگائے۔

اگر کسی درویش سے کسی کی دل آزاری ہو جائے تو جس کا دل آزردہ ہوا ہے اسے چاہیے کہ وہ بات دل میں نہ رکھے اور درویشوں کی موجودگی میں دل آزردہ کرنے والے درویش سے نہایت نرمی سے اس بات کا ذکر کرے جس سے اس کا دل آزردہ ہوا ہے۔ اگر وہ درویش واضح جواب دے اور دوسرے درویش بھی اس جواب کو قبول کر لیں تو وہ بھی قبول کر کے اپنا دل صاف کر لے۔ اگر واضح جواب نہ دے یا اس کے پاس واضح جواب نہ ہو تو وہ معذرت چاہے اور وہ یوں کہ جوتوں کی جگہ پر جا کر کھڑا ہو جائے اور ہاتھ باندھ لے یہاں تک کہ وہ درویش بھی اٹھے جس کی دل آزاری ہوئی تھی اور اس کی رہنمائی میں دوسرے درویش بھی اٹھیں اور ایک دوسرے سے بغل گیر ہو جائیں اور پھر اشیا خوردنی لائی جائیں اور اگر خانقاہ میں کوئی کھانے کی چیز موجود نہ ہو تو پانی پیا جائے اور اگر قوال موجود ہوں تو قوالی کی جائے۔ یہ ساری باتیں خانقاہ کے

Marfat.com

سربراہ یعنی مرشد کی رہنمائی میں ہونی چاہیں۔ مرشد کی عدم موجودگی میں شکایت نہیں کرنی چاہیے' اس سے معاملات بگڑ جاتے ہیں۔

صوفیہ اس آیت وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا (سورہ ۲۵' آیت ۶۳) کے مطابق زمین پر عجز وانکسار سے چلتے ہیں لیکن حد سے زیادہ تواضع کا اظہار بھی تکبر ہی کی ایک صورت ہے ___ صوفی کو چاہیے کہ وہ آہستہ چلے لیکن اتنا آہستہ بھی نہ چلے کہ اس کی رفتار اہل غرور کی رفتار معلوم ہو۔ ہر قدم زمین پر پورا رکھے اور چال ایسی ہو کہ اگر کوئی پوچھے کہاں جا رہے ہو؟ تو وہ بلا تکلف کہہ سکے "اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ" (سورہ ۳۷' آیت ۹۹) (یعنی ابراہیمؑ نے کہا کہ میں تو اپنے رب کی طرف چلا جاتا ہوں وہ مجھ کو اچھی جگہ پہنچا ہی دے گا) صحیح قدم صحیح قلبی کیفیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ صوفی ہر قدم اللہ کی راہ میں اللہ کے لیے اٹھائے۔ اپنے کپڑے سمیٹ کر نہ چلے سوائے اس جگہ کے جہاں گندگی لگنے کا خطرہ ہو۔ نظریں جھکا کر چلے' ساتھیوں کے ساتھ جا رہا ہو تو آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے' راہ میں کسی سے بات کرنے کے لیے نہ رکے' یہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ بات کر رہا ہو اور ساتھی اس کا انتظار کریں۔ صوفی کو چاہیے کہ وہ اپنے ہر سونے یعنی نیند یا خواب کی ابتدا کو اپنی عمر کا آخری وقت سمجھے' گناہوں سے توبہ کرے' وضو کر کے دائیں ہاتھ پر قبلہ رو ہو کر سوئے اور اس عہد کے ساتھ سوئے کہ بیدار ہو کر مرتکب معاصی نہیں ہوگا۔ صوفی جب بات کرے تو اچھی اور سچی بات کرے' فرمان حق ہے کہ اس سے زیادہ اچھی کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف دعوت دے اور نیک عمل کرے (وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ

دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحاً) (سورہ ۴۱' آیت ۳۳) حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نیک بات کہنا اور درگذر کرنا (ہزار درجہ) بہتر ہے ایسی خیرات (دینے) سے جس کے بعد آزار پہنچایا جائے (قول'' معروف) (سورہ ۲' آیت ۲۶۳)۔ فرمان رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ میں اپنی امت کے بارے میں جس چیز سے سب سے زیادہ ڈرتا ہوں وہ زبان ہے (اخوف ما اخاف علیٰ امتی اللسان) کچھ صوفیہ کلام کو خاموشی سے بہتر کہتے ہیں اور کچھ خاموشی کو کلام سے افضل سمجھتے ہیں۔ جیسا موقع ہو ویسا ہی کرنا چاہیے' کبھی خاموش رہنا بہتر ہوتا ہے اور کبھی بولنا' بقول حضرت علی ہجویریؒ کلام دو قسم کا ہوتا ہے' ایک کلام کی بنیاد حق پر ہوتی ہے اور ایک غفلت پر مبنی ہوتا ہے۔ کلام یا خاموشی کے وقت ہر شخص کو جائزہ لینا چاہیے' اگر کلام کی بنیاد حق پر ہے تو کلام خاموشی سے بہتر ہے ورنہ خاموشی کلام سے بہتر ہے۔ اسی حوالے سے کسی بزرگ نے یہ فرمایا کہ جب سچے صوفیہ خاموش ہوتے ہیں تو ان کا سکوت سونا ہوتا ہے اور جب بولتے ہیں تو ان کا کلام سونا بنانے کا نسخہ اکسیر ہوتا ہے۔ بولنے کے آداب یہ ہیں کہ سوائے سچی اور حق بات کے کوئی بات زبان سے نہ نکالے اور خاموشی کے آداب یہ ہیں کہ باطل پر خاموش نہ رہے۔ حضرت ابو علی دقاقؒ کا قول ہے کہ جو شخص حق گوئی سے خاموش رہے وہ گونگا شیطان ہے۔ مرید کو چاہیے کہ رہنماؤں کے کلام میں دخل اندازی نہ کرے اور اپنی زبان کو جھوٹ اور غیبت کے لیے استعمال نہ کرے' دل دکھانے والی بات نہ کرے' درویشوں کو ان کا نام لے کر نہ پکارے یعنی ادب سے پکارے۔ صوفیہ کی نظر میں دوستی کی بنیاد باطنی اتفاق پر بھی ہے اور عقیدے کے اتحاد پر بھی اور اس اتفاق و

اتحاد میں میر تیر نہیں ہوتا' یعنی ایک دوسرے میں تکلف نہیں ہوتا۔ صوفی بڑوں سے عزت سے' ہمسروں سے محبت سے اور چھوٹوں سے شفقت سے ملتا ہے۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ اس ہم نشین کو' جس سے تمہیں دین میں فائدہ ملتا ہو' اپنا آقا جانو اور اس ہم نشین کو' جسے تم سے فائدہ پہنچ رہا ہو' اسے عزت سے ملو اور اس ہم نشین سے' جس سے نہ تمہیں (دینی) فائدہ ملتا ہو' نہ اس کو تم سے (دینی) فائدہ ملتا ہو' اس سے کنارہ کشی اختیار کرلو ــــــ اسی حوالے سے ابونجیب سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ لوگ تین قسم کے ہیں: کچھ انسان غذا کی طرح ہیں' جن سے میل جول رکھنا ناگزیر ہوتا ہے' کچھ دوا کی طرح ہیں جن سے ملنے کی کبھی کبھی ضرورت پڑتی ہے اور کچھ بیماری کی طرح ہوتے ہیں جن سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم میں بہترین شخص وہ ہے کہ جس سے تمہیں خیر کی امید ہو اور اس کے شر سے تم محفوظ ہو' بدترین شخص وہ ہے کہ جس سے تمہیں خیر کی امید نہ ہو اور اس کے شر سے تم محفوظ بھی نہ ہو۔

صوفی کو چاہیے کہ دوستوں کے ساتھ میل جول میں تکلف سے دور رہے' ابی العباس بن عطاؒ کا قول ہے کہ اہل ادب یعنی دوستوں کے ساتھ ترک ادب ہی ادب ہے۔ جنیدؒ کا قول ہے کہ جب دوستی پکی ہوگئی تو شرط ادب ختم ہوگئی۔ صوفیہ کہتے ہین کہ جب کسی سے ملو تو اس کے دین یا عقیدے کے بجائے اس کی عقل و دانائی پر نظر رکھو' چونکہ دین یا عقیدہ تو خاص اس کے لیے ہے' البتہ عقل اس کے لیے بھی مفید ہے اور تمہارے لیے بھی ــــــ حدیث رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ تین چیزیں مسلمان بھائی کے دل میں دوستی کو محکم کرتی ہیں: اول یہ کہ اگر سر راہ ملے تو سلام کرو' دوسرے یہ کہ مجلس

Marfat.com

میں اسے کشادہ جگہ دو' تیسرے یہ کہ تم اسے اس نام سے پکارو جو اسے زیادہ پسند ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ المرء علیٰ دین خلیلہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ نیک دوست ہوں گے تو انسان بھی نیک کہلائے گا اور ان کی صحبت سے نیک ہو جائے گا۔ حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم گرگانیؒ سے پوچھا کہ ہم نشینی کی شرط (ہم نشینی کا ادب) کیا ہے؟ فرمایا کہ تو اپنے حصہ کا طالب نہ ہو ___ بقول حضرت ابونجیب سہروردیؒ تمام اعضا کے لیے آداب ہیں' زبان کا ادب یہ ہے کہ ہمیشہ ذکر خدا کرے' دوستوں اور بھائیوں کو نیکی کے ساتھ یاد کرے' ان کے لیے دعائے خیر کرے' غیبت نہ کرے' گالی نہ دے' غیر ضروری بات زبان سے نہ نکالے ___ دل کا ادب یہ ہے کہ پسندیدہ خیالات کی حفاظت کرنا اور برے خیالات سے دل کو بچانا' خدا کی نعمتوں پر تفکر کرنا' دل کو کینہ' حسد اور خیانت سے پاک رکھنا' حکم حق ہے کہ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (سورہ ١٧' آیت ٣٦) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے الا انّ فی الجسد لمضغۃ' اذاصلحت صلح بصلاحھا سائر الجسد واذافسدت فسد سائر الجسدالاوھی القلب' یعنی یاد رکھو آدمی کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ صحیح ہو تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے' یاد رکھو وہ دل ہے ___ حضرت سری سقطیؒ کا قول ہے کہ دل تین ہیں: ایک دل پہاڑ کی طرح ہے جو ثابت وساکن رہتا ہے کوئی اسے ہلا نہیں سکتا' ایک دل درخت کی طرح ہے کہ اسکی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں البتہ ہوا سے دائیں جانب یا بائیں جانب

Marfat.com

جھکتا رہتا ہے اور ایک دل مرغ کے پر کی طرح ہے کہ ذرا سا ہوا کا جھونکا برداشت نہیں کرسکتا اور اڑتا پھرتا ہے ___ یعنی خواہشات نفسانی کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا ___ ہاتھ کا ادب یہ ہے کہ دوستوں اور بھائیوں کی مدد کرے، پاؤں کا ادب یہ ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کے لیے سفر کرے اور زمین پر غرور سے نہ چلے ___ الغرض صوفی کو چاہیے کہ تمام آداب میں کمال حاصل کر کے ایک کھرا، اچھا اور سچا انسان بن جائے۔ (تذکرۃ الاولیا حصہ دوم ص ۱۶۵۔ آداب المریدین، ص ص ۱۲۲-۱۰۰۔ محسن کیانی، تاریخ خانقاہ در ایران، ص ص ۱۶۸-۱۴۴۔ عوارف المعارف۔ کشف المحجوب۔ صوفی نامہ۔ الانسان الکامل۔ مصباح الہدایت)۔

صوفیہ کی عظمتِ کردار اور اخلاقی نکتہ آفرینیاں:

حضرت حسن بصریؒ نے دیکھا کہ ایک شخص مستی کے عالم میں کیچڑ کے اندر لڑکھڑاتا ہوا جا رہا ہے، انہوں نے کہا قدم سنبھال کر رکھو کہیں گر نہ پڑنا۔ اس مست نے جواب میں کہا کہ آپ اپنے قدم مضبوط رکھیں کیونکہ اگر میں گر گیا تو تنہا گروں گا لیکن آپ کے ساتھ پوری قوم گرے گی کہ آپ امام وقت ہیں۔ ایک مرتبہ ایک لڑکا چراغ ہاتھ میں لیے جا رہا تھا حضرت حسن بصریؒ نے پوچھا کہ روشنی کہاں سے لے کر آیا؟ اس نے چراغ گل کرتے ہوئے کہا، پہلے آپ یہ بتائیں کہ روشنی کہاں چلی گئی، اس کے بعد میں آپ کی بات کا جواب دوں گا کہ روشنی کہاں سے آتی ہے۔ حضرت حسن بصریؒ ہفتے میں ایک بار مجلس میں وعظ کیا کرتے تھے اور اگر حضرت رابعہ بصریؒ مجلس میں نہیں ہوتی تھیں تو وعظ نہیں فرماتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کے وعظ میں بڑے بڑے بزرگ

حاضر ہوتے ہیں اور آپ پھر بھی ایک چادر پوش بوڑھی عورت کے نہ ہونے سے وعظ کیوں ترک کر دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ شربت جو ہاتھی کے لیے تیار کیا گیا ہو' چیونٹی کے سینے میں کیسے سما سکتا ہے۔ کسی شخص نے آپ سے سوال کیا تھا کہ مسلمانی کیا ہے اور مسلمان کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مسلمانی کتابوں میں ہے اور مسلمان قبروں میں ہیں۔ آپ ہی کا قول ہے کہ خوابیدہ دلوں کو بیدار کیا جا سکتا ہے لیکن مردہ دلوں کو بیدار کرنا ممکن نہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے خلیفہ بننے کے بعد حضرت حسن بصریؒ کو خط لکھا کہ مجھے مختصر سی نصیحت کیجئے تا کہ میں یاد رکھ سکوں' حضرت حسن بصریؒ نے خط کی پشت پر لکھ دیا کہ اے امیر المومنین اگر خدا آپ کے ساتھ ہے تو پھر خوف کس سے اور اگر خدا آپ کے ساتھ نہیں تو امید کس سے؟ ایک بار حضرت حسن بصریؒ نے حضرت رابعہ بصریؒ سے پوچھا کہ آپ نے تصوف کے مقامات کیسے پائے؟ فرمایا اس طرح سے کہ جو کچھ پایا تھا اسی میں گم کر دیا۔ حضرت حسن بصریؒ نے حضرت رابعہ بصریؒ سے پوچھا کہ اورا چون دانی (تم ذاتِ حق کو کیسے جانتی ہو؟) فرمایا ''یا حسن چون تو دانی' ما بیچون دانیم یعنی تم ذات حق کو ''چون'' (مثال) سے اور ہم اسے بیچون (بے مثل) جانتے ہیں۔ حضرت بلالؓ اور حضرت بوذرؓ میں کچھ تلخی ہو گئی۔ حضرت بوذرؓ نے حضرت بلالؓ کو طعنہ دیا کہ تم کالے حبشی ہو' حضرت بلالؓ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے بوذرؓ! مجھے معلوم نہیں تھا کہ اب بھی تمہارے دل میں دورِ جاہلیت کا کچھ غرور باقی ہے' حضرت بوذرؓ نے اپنا چہرہ زمین پر رکھ دیا اور قسم کھائی کہ جب تک بلالؓ میرے چہرے پر اپنا پاؤں نہیں رکھیں گے

اور میرے چہرے کو زمین پر نہیں ملیں گے میں اپنا چہرہ زمین سے نہیں اٹھاؤں گا۔ جب تک حضرت بلالؓ نے ایسا نہ کیا حضرت بوذرؓ نے اپنا سر زمین سے نہیں اٹھایا۔ (رسالہ قشیریہ' ص ۲۲۱)

حضرت مالک بن دینارؒ کا قول ہے کہ خداوند تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کو دو ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو جبرائیلؑ اور میکائیلؑ کو بھی عطا نہیں ہوئیں ایک فَاذْكُرُونِیْ اَذْكُرْكُمْ (تم مجھے یاد کرو کہ میں تمہیں یاد کرونگا) (سورہ ۲' آیت ۱۵۲)' دوسری اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو قبول کروں گا) (سورہ ۴۰' آیت ۶۰)۔ کسی نے حضرت محمد واسعؒ سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کا حال کیا پوچھتے ہو جس کی عمر گھٹ رہی ہو اور گناہ بڑھ رہے ہوں۔

ایک شخص نے حضرت ذوالنون مصریؒ سے پوچھا کہ کس کے ساتھ میل جول کریں؟ فرمایا اس کے ساتھ جس میں تو من درمیان میں نہ ہو یعنی میر تیر نہ ہو۔ ایک شخص نے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے' فرمایا کہ خدا کے دوست بنو اپنے نفس کی دشمنی میں' نفس کے دوست مت بنو خدا کی دشمنی میں اور کسی کو حقیر مت سمجھو خواہ مشرک ہی کیوں نہ ہو' نہ جانے اس کی عاقبت تم سے بہتر ہو۔ کہتے ہیں حضرت بایزید بسطامیؒ کو سات مرتبہ بسطام سے نکالا گیا کیونکہ ان کی باتیں عوام کے ذہنوں سے بلند تر تھیں۔ ایک بار آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ تم مجھے شہر بدر کیوں کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا اس لیے کہ تم سب سے بُرے انسان ہو' آپ نے فرمایا جس شہر کا سب سے بُرا انسان بایزید بسطامیؒ ہو وہ شہر سب سے اچھا ہے۔

Marfat.com

عبداللہ انصاریؒ فرماتے ہیں: گل بن خار مت بن' یار بن اغیار مت بن' مار بد (برا سانپ) یارِ بد سے بہتر ہے۔ اپنے اوقات شریف پر نظر ڈالیے کہ کیسے گذر رہے ہیں۔ بچپن میں پستی ہے' جوانی میں مستی ہے' بڑھاپے میں سُستی ہے' پس حق پرستی یعنی پرستشِ حق کب کرو گے؟___ اے عزیز تصوف کیا ہے؟ کام کرنا مزدوری نہ مانگنا' تکلیف سہنا کسی سے نہ کہنا' عارف کے لیے دنیا باعث عار ہے' اس کے نزدیک آخرت خوار ہے' عارف کو اِس سے یا اُس سے کیا کام___ زاہد طالب بہشت ہے' عارف طالب دوست ہے اور صوفی خود ھمہ اوست ہے___ اے عزیز اس راہ میں مرد بن' پُر دَرد بن' کارخام نہ کر' کوئے ہوس میں مقام نہ کر' خلقِ خدا میں دل نہ لگا کہ بدحال ہو جائے گا' خدا میں دل لگا تو خوش حال ہو جائے گا___ اگر پانی پر چلتے ہو تو تم تو خس (تنکا) ہو' اگر ہوا میں اڑتے ہو تو تم تو مگس (مکھی) ہو' دوسروں کی دلداری کرو تاکہ تم سب کے دلدار بنو___ جو شخص یہ دس خصلتیں اختیار کرے وہ دونوں جہان میں سردار بنے۔ خدا کے ساتھ صدق سے' مخلوق کے ساتھ انصاف سے' اپنے نفس کے ساتھ قہر سے' درویشوں کے ساتھ لطف سے' بڑوں کے ساتھ خدمت سے' چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے' دوستوں کے ساتھ نصیحت سے' دشمنوں کے ساتھ بردباری سے' عالموں کے ساتھ عاجزی سے اور جاہلوں کے ساتھ خاموشی سے پیش آئے___ توحید یہ ہے کہ خدا کو یگانہ جانو نہ یہ ہے کہ اسے یگانہ کہو___ توحید یہ نہیں کہ اسے زبان پر رکھو' توحید یہ ہے کہ اسے جان کے درمیان رکھو___ اس طرح زندگی گزارو کہ لائق ثنا بنو۔ ایسی زندگی مت گزارو کہ مستحق بددعا بنو___ راہ حق میں اگر مرد روحانی اور بندۂ رحمانی

ہوتو وہ ترک خلایق اور ترک علایق کرسکتا ہے ____ مرید کا کام جستجو ہے اور مراد (مرشد) کا کام گفتگو ہے۔ مرید ریاضت کرتا ہے اور مراد عنایت کرتا ہے ____ اے اللہ! جو تیری راہ میں قتل ہو اس سے خون نہیں نکلتا اور تیری راہ میں جل جائے اس سے دھواں نہیں اٹھتا ____ جب منصور حلاج کو قید خانے میں لے گئے تو اٹھارہ روز وہ قید خانے میں رہے، شبلیؒ ان کے پاس گئے اور پوچھا محبت کیا ہے؟ کہا کل آنا تاکہ بتاؤں۔ اگلے روز حسین منصور حلاج کو پھانسی گھاٹ کے پاس لے گئے۔ شبلیؒ آئے اور کہا میں نے جو پوچھا تھا تو اس کا جواب تو دے دو۔ منصور نے کہا اولھا حبل و آخرھا قتل یعنی آغاز قید ہے اور انجام قتل ہے ____ راست گوئی کرو، عیب جوئی مت کرو، جہاندیدہ بزرگوں کا احترام کرو اور علم کے حاصل کرنے سے عار مت کرو ____ اے اللہ! وہ دل دے جو طاعت میں اضافہ کرے اور وہ طاعت دے کہ بہشت کی طرف راہنمائی کرے، وہ علم عطا فرما جس میں آتشِ ہوا نہ ہو اور وہ عمل دے کہ جس مین آبِ ریا نہ ہو۔ (عبداللہ انصاری، رسائل خواجہ عبداللہ انصاری، تصحیح سلطان حسین تابندہ گنابادی، تہران، ص ص ۱۷۸-۱۷۲)

منہاج العابدین میں ہے کہ انسانی جسم میں دل بادشاہ کی طرح تمام اعضا پر حکمران ہے۔ تمام اعضا اس کے حکم کے ماتحت ہیں، جب بادشاہ یعنی دل پاک ہوگا تو رعایا یعنی تمام اعضا بھی صحیح کام کریں گے۔ فرمانِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ تمہارے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ ٹھیک ہے تو سارا جسم ٹھیک ہے اگر وہ فاسد ہو جائے تو سارا جسم فاسد ہو جائے گا اور وہ قلب ہے ____ دل ایک خزانہ ہے

Marfat.com

جس میں عقل و بصیرت و معرفت کے موتی موجود ہیں' ایسے خزانے کی حفاظت کرنا اور اسے چوروں اور ڈاکوؤں سے بچانا ازبس ضروری ہے' دل کی اہمیت تمام دوسرے اعضا کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے کیونکہ:

۱۔ دشمن ہمیشہ دل کے پیچھے لگا ہوا ہے' دل الہام اور وسوسہ کا مقام ہے۔ ہمیشہ فرشتہ اور شیطان اسے دعوت دیتے رہتے ہیں۔

۲۔ دل کی دنیا میں عقل بھی ہے اور ہوس بھی اور دونوں کے لشکر آپس میں جنگ کرتے رہتے ہیں۔ ملکِ دل کو ہوس کے لشکروں سے بچانا لازمی ہے۔

۳۔ دل کی بیماریاں بہت ہیں۔ مختلف خیالات و خواطر تیروں اور بارش کی طرح اس پر برستے رہتے ہیں اور تمہیں اتنی قدرت نہیں کہ ان کا تدارک کر سکو۔ دل آنکھ کی طرح نہیں کہ آنکھ بند کی اور آنکھ کی آفات سے رہائی پائی اور زبان کی طرح بھی نہیں کہ زبان منہ میں بند کی اور اس کی برائی سے بچ گئے۔ دل کو خواطر و خیالات سے بچانا دشوار ہے۔ (منہاج العابدین' ۱۶۰-۱۰۰)

یحییٰ منیریؒ فرماتے ہیں کہ اے بھائی ٹوٹی ہوئی چیز کی کوئی قیمت نہیں ہوتی' سوائے دل کے' یہ جتنا ٹوٹا ہوا ہو' چور چور ہو' اتنی ہی اس کی قیمت ہے۔ (شرف الدین یحییٰ منیری' مکتوبات جوابی' نولکشور کانپور' ۱۹۱۰' ص ۱۲)

حضرت یوسف ہمدانیؒ ''رتبہ الحیات'' میں فرماتے ہیں کہ:

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گذرے جو سخت غصہ میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کا علاج یہ

Marfat.com

ہے کہ یہ کہے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ اہل غفلت میں شیطان غصے کی آگ بھڑکاتا ہے اور اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ انسان غصہ کرنے پر مستحق ملامت نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مذکورہ شخص کو غصہ کرنے پر ملامت نہیں کی۔ اعوذ باللہ پڑھ کر غصہ کا علاج کرنا واجب ہے اور جو شخص اس طرح غصے کو اپنے سے دفع نہیں کرتا وہ شریعت میں ملامت کے قابل ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی کو غصہ ٹھنڈا کرنا یوں سکھایا کہ اگر تم کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور اگر بیٹھے ہو تو پہلو سے لیٹ جاؤ اور اگر لیٹے ہو تو وضو کر لو یا غسل کر لو کہ غصہ آگ ہے اور آگ کو پانی بجھا دیتا ہے۔

سلطان المشائخ کا قول ہے کہ دنیا صورت اور معانی دونوں لحاظ سے ہے: ایک وہ جو ظاہری اور باطنی طور پر دنیا ہے' وہ ضرورت سے زیادہ سامان اور گناہ گاری ہے۔ دوسری وہ جو ظاہری اور معنوی طور پر دنیا نہیں وہ پر خلوص عبادت ہے۔ تیسری جو ظاہری طور پر دنیا نہیں ہے لیکن معنوی طور پر دنیا ہے وہ ریا کاری کی عبادت ہے اور چوتھی جو بظاہر دنیا ہے لیکن حقیقت میں دنیا نہیں' وہ اپنے گھر والوں کے حقوق ادا کرنے میں کوشش کرنا ہے۔ (سیر الاولیا' ص ص ۴۵۴-۴۵۳)

رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانیؒ فرماتے ہیں کہ لوگ عجیب اعتقاد رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ درویش وہ ہوتا ہے جو گدا اور محتاج ہو' لوگ نہیں سمجھتے کہ خداوند تعالیٰ نے کسی مرشد کو مخلوق کا محتاج نہیں رکھا۔ شیخ مجد الدین بغدادیؒ کی خانقاہ کے دستر خوان کا خرچ ہر سال دو لاکھ دینار تھا۔ (نفحات الانس' ص ص ۳۵۵-۳۳۳)

Marfat.com

ایک روز حضرت شیخ سمنائیؒ درویشوں کے ساتھ روئی سے بنولے نکال رہے تھے۔ آپؒ نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بیکار نہیں بیٹھے اور نہ بیکار لوگوں کو پسند کرتے تھے۔ تبلیغ دین کے بعد اور امور دنیا کے بعد گھر میں جھاڑو دیتے تھے' اپنے جوتے گانٹھتے تھے' بازار سے ضروریات زندگی لاتے تھے' اپنے ہمسایوں سے پوچھتے تھے کہ تمہارا کوئی کام ہے جو میں کر دوں' اگر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کام کرتے' مقصد یہ ہے کہ انسان کو کبھی بیکار نہیں رہنا چاہیے اگر وہ دین کا کام نہیں کرتا' کم از کم دنیا کے کام کرے۔ (چہل مجلس)

رکن الدین علاؤالدولہؒ نے فرمایا کہ زمین اور مزارع کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے پیدا کیا' اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ زمینیں آباد ہوں اور مخلوق خدا کو فائدہ پہنچے' اگر لوگ یہ جان لیں کہ دنیا کا بنانا جو اپنی آمدنی اور فائدے کے لیے ہو اسراف کے لیے نہ ہو کتنے ثواب کا موجب ہے تو کبھی بھی دنیا کے بنانے کو نہ چھوڑیں اور اگر یہ جان لیں کہ زمین کو بے کار چھوڑنے سے کیا گناہ حاصل ہوتا ہے تو زمین کو کبھی بھی بیکار نہ چھوڑیں۔ اگر کوئی شخص زمین رکھتا ہے اور اس زمین سے ہر سال ایک ہزار من غلہ حاصل ہوتا ہے اور مالک کی کوتاہی سے نو سو من حاصل ہو تو گویا اس کی کوتاہی سے سو من غلہ خلق خدا کے حلق سے دور ہو گیا' اللہ تعالیٰ اس کی اس کوتاہی پر اس سے باز پرس کریں گے۔ اگر کوئی شخص کاہلی سے اپنی زمین پر کام نہیں کرتا اور اسے ترک دنیا اور زہد کا نام دیتا ہے تو یہ شیطان کی پیروی کے علاوہ کچھ نہیں' بیکار آدمی سب سے برا ہے آخرت کے حوالے سے بھی اور دنیا کے حوالے سے بھی۔ (عبدالرحمٰن جامی' نفحات الانس من حضرات القدس' ص ص

(۳۳۳-۳۵۵)

احمد جام نامقیؒ سراج السائرین میں آسایشِ خلق اور ہوس پرستی کے فرق کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اگر تم کوئی پیشہ نہیں رکھتے، بیلچہ ہاتھ میں پکڑو یا درانتی ہاتھ میں لو یا اینٹیں تھاپو یا لکڑیاں کاٹو مختصر یہ کہ بہت سے کام ہیں جو طاقتور کے لیے بھی ہیں اور کمزور کے لیے بھی، مسلمانوں پر بوجھ ڈالنا اور شب و روز مسلمانوں کے دسترخوان پر روٹیاں توڑنا اور ان کے لیے باعث زحمت بننا ہرگز مناسب نہیں۔

تم نکمّے کیوں بنتے ہو، محنت کیوں نہیں کرتے! دوسرے درویشوں کے لیے روزی کیوں نہیں مہیا کرتے اور ان کی خدمت کو اللہ کے لیے کیوں نہیں پسند کرتے اور انہیں اپنا ممنون کرم کیوں نہیں بناتے! اگر ایسا کرو گے پھر تو میں سمجھوں گا کہ تم سچ کہہ رہے ہو اور آسائش خلق کے لیے کام کر رہے ہو۔ جو آدمی اپنی کمائی کا ایک پیسہ بھی کسی فقیر کو دیتا ہے اس کا ثواب اسے سات سو گنا ملتا ہے اور جو لوگوں سے مانگتا ہے وہ قیامت کے دن پیش ہوگا اس کا منہ چھلا ہوا ہوگا اور اس سے پیپ بہہ رہی ہوگی کہ یہ وہ آدمی ہے جس نے لوگوں سے مانگ کر گزارہ کیا۔ اگر تم دونوں جہاں کی آسائش چاہتے ہو تو ایسے کام کرو جو خدا کے فرمان اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہوں تاکہ تم دونوں جہان میں آسائش پاؤ، جو شخص یہ چاہتا ہے کہ عزیزِ دو جہان بنے اسے خلقِ خدا پر بالکل ظلم نہیں کرنا چاہیے، لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا چاہیے اور جو چیز دوسروں کے پاس ہے اس کا لالچ نہیں کرنا چاہیے تاکہ تم دونوں جہان میں باعزت بنو، تمہیں چاہیے کہ تم لوگوں کے ساتھ خوش طبعی اور خوش خلقی کے ساتھ میل جول کرو۔ تمہیں اس

Marfat.com

طرح زندگی گزارنی چاہیے کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام مخلوق تمہیں دوست رکھے اور ان کی دوستی یوں حاصل ہو سکتی ہے کہ مخلوق خدا سے تم کچھ نہ مانگو اور ان پر بوجھ نہ بنو بلکہ ان کا بوجھ تم برداشت کرو سب تمہارے دوست ہو جائیں گے خواہ وہ تمہارے دشمن ہی کیوں نہ ہوں۔ (سراج السائرین)

جندیؒ "نفحۃ الروح وتحفۃ الفتوح" میں فرماتے ہیں کہ اپنی املاک و دولت کے مجموعہ کے تین حصے کرو' ایک املاک وعمارات کی مرمت وغیرہ کے لیے اور نقصانات پورا کرنے کے لیے اور ملازموں کی تنخواہ کے لیے۔ دوسرے حصے کے پھر دو حصے کرو' ایک حصہ ذخیرہ کے طور پر رکھو' اپنے بال بچوں کے لیے اور عزیز و اقارب کے لیے جو ان کی ایک سال کی ضرورت کے لیے کافی ہو اور اسے قطعاً خرچ نہ کرو' دوسرے حصے کو بال بچوں اور عزیز و اقاب کے حالیہ اخراجات میں خرچ کرو۔ تیسرے حصہ کو تین حصوں میں تقسیم کرو' ایک حصہ اللہ کے لیے مستحقین فقرا کو بطور زکوٰۃ و صدقہ دیا جائے' دوسرے حصے کو ایک سال کے لیے صرف ذاتی اخراجات کے لیے صرف میں لاؤ' تیسرے حصے کو ایک سال کے لیے ملازمین' دوستوں' علما و مشائخ پر صرف کرو۔ (نفحۃ لاروح وتحفۃ الفتوح' ص ص ۱۶۴-۱۶۲)

غیبت اور نصیحت کے فرق کو بیان کرتے ہوئے احمد جام نامقیؒ فرماتے ہیں:

نصیحت تمام اچھے اعمال میں سب سے اول ہے اور اسی طرح غیبت تمام برائیوں کی بنیاد ہے۔ دونوں بظاہر ایک دوسرے سے مشابہ ہیں۔ ایک تمام تر نیک بختی ہے اور دوسری تمام تر شقاوت۔ ہر حاسد جو یہ چاہتا ہے کہ کسی کی نعمتوں کو نقصان پہنچائے تو وہ

Marfat.com

ناصح کے روپ میں آتا ہے اور چغل خوری پیشہ اختیار کرتا ہے تا کہ اپنے مقصد کو پالے' جس طرح ابلیس ملعون نے حضرت آدم صفی اللہ سے سلوک کیا' اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

وَقَاسَمَهُمَا اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ (سورہ ۷' آیت ۲۱)

ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کے پاس' ناصح کے بھیس میں آیا تھا تا کہ آدم علیہ السلام کو اپنی جھوٹی قسموں سے بہشت کی نعمتوں سے محروم کر کے اس سرائے غرور (دھوکے کے گھر یعنی دنیا) میں پہنچا دے اور جنت سے نکلوا کر زمین کے قید خانے میں ڈلوا دے۔

تمام حاسد اور چغل خور ایسا ہی کرتے ہیں کہ وہ اپنے کام میں ہوشیار اور استاد ہوتے ہیں۔ بہشتی مرد مومن' سادہ دل اور بغیر کھوٹ کے ہوتا ہے۔ اس میں کسی قسم کا اُلٹ پھیر نہیں ہوتا وہ سب کو اپنے جیسا جانتا ہے' اسے نہیں معلوم ہوتا کہ بدکار' مکار' بغض رکھنے والا حاسد کیا کر رہا ہے اور کس طرح اسے فریب دے رہا ہے۔ سچا مسلمان حاسد کے کہنے پر چل پڑتا ہے سوائے اس شخص کے جسے اللہ تعالیٰ بچائے۔ (سراج السائرین' ص ص ۱۱۲-۲)

اردشیر العبادی ''صوفی نامہ'' میں فرماتے ہیں:

حقد و حسد ابلیس کی صفت ہے جب اس نے آدم علیہ السلام کی دولت دیکھی تو اس نے حسد کیا۔ حسد کا وبال خود اس پر پڑ گیا۔ آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی پر حسد کیا اور اسے دل میں رکھا' وہ حقد یا کینہ بن گیا۔ حاسد اور کینہ باز دونوں کا ٹھکانہ

دوزخ کی آگ ہے۔ حسد دل کی بیماری ہے اور حقد روح کا عذاب ہے ___ یاد رکھو! لوگوں کے ساتھ مکروحیلے کے ساتھ زندگی گزارنے سے علم ودانائی کے ساتھ زندگی گزارنا بہتر ہے' کبھی بھی کوئی شخص تنہا زندہ نہیں رہ سکتا کہ دنیا کے بادشاہ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت ودانائی سے اس طرح نظام عالم قائم کیا ہے کہ سارے انسان ایک دوسرے کا کام کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے معاون ہیں اور اگر غور کرو تو یہ ہے کہ سب نے اپنا ہی کام کیا ہے' چونکہ سب ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ بغیر ایک دوسرے کے تعاون اور مدد کے معاشی معاملات سدھر نہیں سکتے اور یہ حقیقت زندگی سے وابستہ ہے اور زندگی گزارنے کے کئی مراتب ہیں' یا وہ شرعی ضرورت ہے جیسے اہل وعیال کے ساتھ زندگی گزارنا یا مروت کا تقاضا ہے جیسے ملازمین اور رعایا کے ساتھ زندگی گزارنا یا گوشہ نشینی اور خلوت گزینی یعنی تنہا زندگی گزارنا یا بزرگوں سے استفادہ کرنے کے لیے ان کے ساتھ زندگی گزارنا یا اپنے ہم جنسوں کے ساتھ میل جول کے لیے زندگی گزارنا یا اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ محبت والفت کے لیے زندگی گزارنا ___ جو شخص اپنی ذات میں مہذب اور مؤدب ہو وہ جہاں بھی جائے گا اجنبی نہیں ہوگا بلکہ سب اس سے دوستی کے طالب ہوں گے جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیؓ نے فرمایا کہ اگر بال کا ایک سرا میرے ہاتھ میں ہو اور دوسرا دنیا والوں کے ہاتھ میں ہو تو وہ بال کبھی بھی نہیں ٹوٹے گا چونکہ جب وہ کھنچیں گے میں اسے ڈھیلا کر دوں گا ___ لوگوں کے ساتھ زندگی گزارنے کے آداب یہ ہیں کہ سب سے پہلے تم اپنی زبان اور ہاتھ سے کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ تاکہ غیبت' جھوٹ' عیب جوئی اور دوسروں کی برائی کرنا جیسے گناہوں سے بچے

Marfat.com

رہو کیونکہ ایسی برائیاں زندگی کی بربادی کا سبب بنتی ہیں۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے ''المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ'' (یعنی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور جس کی زبان سے تمام مسلمان محفوظ رہیں)، ہر صورت میں دوسروں پر اپنے حقوق کی نسبت اپنے اوپر دوسروں کے حقوق کا خیال رکھو اور مسلمانوں کے مال میں لالچ نہ کرو۔ (صوفی نامہ، ص ص ۲۴۰-۲۲۳)

ابوعبداللہ مختار الہرویؒ کا قول ہے کہ روٹی اس طرح سے کھاؤ کہ تم نے اس کو کھایا، نہ کہ تمہیں اس نے کھایا، اگر تم کھانے کو کھاؤ گے تو وہ تمام تر نور بن جائے گا اور اگر کھانا تمہیں کھائے گا تو وہ دھواں بن جائے گا۔ کپڑے اس طرح پہنو کہ جس سے رعونت کا اظہار نہ ہو بلکہ برائیوں کو ختم کرنے کا ذریعہ بنیں۔

ابونجیب سہروردی ''آداب المریدین'' میں فرماتے ہیں:

بزرگوں نے کہا ہے کہ کھانا دوستوں کے ساتھ بے تکلفی سے، بیگانوں کے ساتھ ادب سے اور درویشوں کے ساتھ ایثار سے کھانا چاہیے ــــــ مشائخ کا قول ہے کہ جو شخص کسی کی دعوت کرتا ہے اس پر تین چیزیں واجب ہیں اور مہمان پر بھی تین چیزیں واجب ہیں۔ میزبان پر جو تین چیزیں واجب ہیں وہ یہ ہیں:

مہمان کو حلال کھانا کھلائے، اس کے لیے نماز کے اوقات کا خیال رکھے اور جیسا کھانا وہ کھلا سکنے کے قابل ہو اس سے دریغ نہ کرے۔

مہمان پر یہ تین چیزیں واجب ہیں:

جہاں اسے بٹھایا جائے وہ بیٹھے، جو اس کے سامنے کھانے کے لیے پیش کیا جائے

Marfat.com

اسے خوشی سے قبول کرے اور جب تک میزبان سے اجازت نہ لے باہر نہ جائے ___ یاد رکھو! اجر وثواب فضل خداوندی ہے اور سزا وعذاب اس کا انصاف ہے۔ جس شخص سے خدا راضی ہو جاتا ہے اسے اہل بہشت کے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور جس سے خدا ناراض ہو جاتا ہے اسے اہل دوزخ کے اعمال کرنے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ قضائے حق پر رضا اور بلا پر صبر اور نعمتوں پر شکر ہر مسلمان پر واجب ہے ___ تصوف کی ابتدا علم سے ہوتی ہے' اس کے درمیان میں عمل ہے اور آخر میں عطائے خداوندی ہے کیونکہ علم سے مراد کی پہچان ہوتی ہے' عمل سے مدد طلب کی جاتی ہے اور عطائے خداوندی کمال مطلوب تک پہنچاتی ہے۔ اہل تصوف کے تین طبقے ہیں: ایک مرد طالب ہے' دوسرا متوسط سالک ہے اور تیسرا منتہی واصل باللہ ہے۔ مرید صاحب وقت ہے' متوسط صاحب حال ہے اور منتہی صاحب نفس ہے ___ مرید اپنی مراد کی طلب میں سفر کرتا ہے اور متوسط سے منازل آداب طے کرنے کی توقع کی جاتی ہے کیونکہ متوسط صاحب تلوین ہے اس کے احوال بدلتے رہتے ہیں' اس کے حال میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور منتہی واصل باللہ ہوتا ہے' وہ تمام مقامات سے گذر چکا ہوتا ہے اور وہ تمکین کے مقام پر ہوتا ہے' اس کے احوال متغیر نہیں ہوتے' اس پر خوف کا اثر نہیں ہوتا جیسا کہ زلیخا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں صاحب تمکین تھی۔ یوسف علیہ السلام کے دیدار سے وہ متاثر نہ ہوئی جس طرح مصر کی دوسری عورتیں حضرت یوسف کے دیدار سے متاثر ہوئی تھیں اور انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے ___ پس مرید کا کام مجاہدہ ہے' تلخیوں کو سہنا اور نفس کی لذتوں سے دور

Marfat.com

رہنا۔ متوسط کا مقام اپنی مراد کی طلب میں بیٹھنا اور تمام احوال میں صدق و اخلاص کا خیال رکھنا اور مقامات میں ادب کا لحاظ رکھنا ہے۔ منتہی کا مقام صحو ہے یعنی با ہوش و با تمکین رہنا اور خدا کے احکامات کی تعمیل کرنا۔ وہ سختی و آسانی میں عطا و بلا اور جفا و وفا کے احوال میں یکساں رہتا ہے۔ اس کا کھانا بھی بھوکا رہنے کے برابر ہوتا ہے' اس کی نیند بھی بیداری کی طرح ہوتی ہے' وہ لذت نفس سے فانی اور حقیقت حق میں باقی ہوتا ہے' بظاہر وہ مخلوق کے ساتھ لیکن بباطن حق کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ تمام احوال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احوال سے نقل کیے گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مذہب کا ایک ظاہری پہلو ہے اور ایک باطنی پہلو ہے' اس کا ظاہر یہ ہے کہ مخلوق کے ساتھ ادب کا لحاظ رکھا جائے اور باطن یہ ہے کہ حق کے ساتھ احوال و مقامات میں فرد ہو ___ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا قول ہے کہ مومن کے لیے مناسب ہے کہ وہ زندگی کو چار وقتوں میں تقسیم کرے: ایک وقت میں اپنے خدا سے مناجات کرے' ایک وقت میں اپنے نفس کا احتساب کرے اور ایک وقت میں ایسے علما کی خدمت میں جائے جو اسے خدا کے احکامات سے آشنا کریں اور اسے نصیحت کریں اور ایک وقت میں حلال لذتوں سے نفس کو مناسب حد تک بہرہ اندوز کرے ___ جنیدؒ کا قول ہے کہ بلا (آفت) چراغِ عارفان ہے' بیداریِ مریدان ہے اور ہلاکتِ غافلان ہے ___ حضرت جعفر صادق علیہ السلام کو جب کسی مصیبت کا سامنا ہوتا تو فرماتے تھے کہ **اللھم اجعله ادبا و لا تجعله غضبا۔**

یعنی اے اللہ! اسے میرے لیے ادب بنا دے' غضب مت بنا اس لیے کہ آفت و

Marfat.com

مصیبت آزمائش کے لیے بھی ہوتی ہے' سزا اور عذاب کے لیے بھی اور خود بھی اختیار کی جاتی ہے۔

صوفیہ کہتے ہیں کہ سب سے افضل سفر سفرِ جہاد ہے' اس کے بعد سفرِ حج' اس کے بعد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کے لیے جانا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسافر تین قسم کے ہیں: ایک حاجی' دوم غازی' سوم عمرہ کرنے والے ___ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ تین جگہوں پر سفر کرو: مسجد حرام' مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسجد بیت المقدس۔ اس کے بعد طلب علم میں اور مشائخ اور بزرگوں کی زیارت کے لیے سفر کرنا چاہیے ___ ابو یعقوب طوسیؒ فرماتے ہیں کہ مسافر کو سفر میں چار چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے: ایک علم جو اس کی حفاظت کرتا ہے' دوم پرہیز گاری جو اس کو برائیوں سے روکتی ہے' تیسرے خوش خوئی جو اس کی حفاظت کرتی ہے اور چوتھے یقین جو اس کو بلند مقام عطا کرتا ہے۔ (ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی' آداب المریدین' ص ص ۱۷۴-۶۷)

ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ میں نے تین سفر کیے اور تین علم لے کر آیا: میں پہلے سفر میں وہ علم لایا جسے عوام اور خواص دونوں نے قبول کیا۔ دوسرے سفر میں وہ علم لایا جو خواص نے قبول کیا اور عوام نے رد کر دیا۔ تیسرے سفر میں وہ علم لایا کہ جسے نہ خواص نے قبول کیا اور نہ عوام نے ___ شیخ الاسلام عبداللہ انصاریؒ فرماتے ہیں کہ اول علم توبہ کا علم تھا جسے عوام اور خواص دونوں نے قبول کیا' دوسرا علم معاملات اور محبت کا تھا جسے خواص نے قبول کیا اور عوام نے رد کر دیا' تیسرا علم حقیقت کا علم تھا جو مخلوق کی عقل اور علم

Marfat.com

سے برتر تھا۔

حسام الدین ''انیس العاشقین'' میں فرماتے ہیں کہ مسافر تین قسم کے ہیں: ایک وہ جو دنیا کی طرف سفر کرتا ہے' اس کا سرمایہ دنیا ہوتی ہے اور نفع معصیت و ندامت۔ دوسرا مسافر وہ جو عقبیٰ کی طرف سفر کرتا ہے' اس کا سرمایہ عبادت ہوتی ہے' اس کا نفع جنت ہوتی ہے۔ تیسرا مسافر وہ ہوتا ہے جو حق کی جانب سفر کرتا ہے' اس کا سرمایہ محبت ہوتی ہے اور اس کا نفع دیدارِ حق ہوتا ہے۔ (انیس العاشقین' ص ص ۲۰-۷)

ایک ہندی فقیر نیشاپوری سردار کے ساتھ جا رہا تھا' اس فقیر کے پاس جوتا نہیں تھا اور ننگے پاؤں سفر کر رہا تھا' نیشاپوری کو اس پر رحم آیا اور اس نے جوتا اسے بخش دیا' ہندوستانی فقیر نے اس سردار کو دعا دی اور اپنے سفر کو جاری رکھا' نیشاپوری دم بدم اسے حکم دے رہا تھا کہ اس طرح چلو اور یوں قدم رکھو' پاؤں کو پتھر پر آہستہ رکھو' کانٹوں سے بچ کر چلو۔ ہندوستانی فقیر اس تحکمانہ انداز سے رنجیدہ خاطر ہوا اور اپنے پاؤں سے جوتا اتار کر نیشاپوری کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ اپنا جوتا' اپنے پاس رکھئے' تیس سال ہو گئے میں ننگے پاؤں آزادی سے گھوم پھر رہا ہوں' اب ایک جوتے کی خاطر میں کسی کا مقید و محکوم نہیں ہو سکتا۔

نجم الدین کبریٰ ''السائر الحائر'' میں فرماتے ہیں کہ طہارت کی مختلف اقسام ہیں: ایک طہارت کفر و شرک خفی یعنی ریا سے ہے' ایک طہارت دنیا اور دنیا کی چیزوں سے ہے' ایک طہارت ہوا جس نفس اور وساوس شیطان سے ہے اور ایک طہارت یہ ہے کہ غیر اللہ سے حاجت روائی نہ چاہنا' خواہ وہ جبریل علیہ السلام ہی کیوں نہ ہوں جیسا کہ

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اما الیک فلا۔ (نجم الدین کبریٰ' السائر الحائر' ص ۱۹)

نجم الدین رازی ''مرصاد العباد'' میں فرماتے ہیں کہ دین کی بہت سی صفات ہیں اور ہر صفت کو کسی ایک نبی نے کمال کو پہنچایا ہے مثلاً آدم علیہ السلام صفوت کی صفت میں مقام کمال کو پہنچے' حضرت ابراہیم علیہ السلام دوستی میں' موسیٰ علیہ السلام صفت مکالمت میں' ایوب علیہ السلام صفت صبر میں' یعقوب علیہ السلام صفت حزن میں' یوسف علیہ السلام صدق میں' داؤد علیہ السلام تلاوت میں' سلیمان علیہ السلام شکر میں' یحییٰ علیہ السلام صفت خوف میں' عیسیٰ علیہ السلام صفت تجرد و ترک دنیا میں کمال پر تھے۔ لیکن ایک صفت جو تمام اوصاف کی سرتاج اور ان میں سے برترین ہے وہ صفت محبت ہے اور دین کی اس صفت کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمال کے درجے کو پہنچایا' چونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شخص انسانی کا دل تھے اور جذبۂ محبت کو پروان چڑھانا دل کا کام ہے اور دین کا کمال بھی محبت کے کمال ہی میں ہے۔ چونکہ دین اسلام بلحاظ محبت کمال پر ہے اور اس لیے دوسرے ادیان منسوخ ہو گئے کہ جب پانی آجائے تو تیمّم کرنا جائز نہیں رہتا ____ شریعت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے' اس کا ظاہر اعمال بدنی ہیں جسے کلیدِ صورتِ قالب کہہ سکتے ہیں' اس کنجی کے پانچ دندانے ہیں جو نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج اور کلمہ شہادت ہیں چونکہ اس میں صورت قالب کو پانچ ظاہری اور باطنی حواس سے بند کیا ہوا ہے' اس لیے اس کو پانچ دندانوں والی کنجی سے کھولا جا سکتا ہے۔ شریعت کا باطن قلبی' سری' روحی' خفا اور اخفا کے اعمال سے وابستہ ہے۔ جسے طریقت کہتے ہیں اور طریقت باطن کے طلسم کو توڑنے کی کنجی ہے جیسا کہ

Marfat.com

شریعت طریقت کے طلسم کو کھولتی ہے اسی طرح طریقت حقیقت کے طلسم کو کھولتی ہے ___ کلمۂ شہادت یعنی لا الہ الا اللہ اس جہان کی خبر دیتا ہے کہ جو اس کے اور خدا کے درمیان بغیر کسی واسطے کے موجود ہے۔ اس عالم میں پہنچنے کا شوق اور اس حال کے حاصل کرنے کا ذوق سالک کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور وہ حق کی طرف مراجعت کی خواہش کرتا ہے' اس عالم سے دل کا تعلق توڑ لیتا ہے' نفسانی خواہشات سے وہ منہ پھیر لیتا ہے اور فوراً جو طلسم تھا وہ کھل جاتا ہے' اسی طرح نماز اس کو دو حالتوں کی خبر دیتی ہے ایک وہ صورت حال جو نماز کی حرکتوں سے وابستہ ہے' دوسری وہ صورت حال جو نمازی کی مناجات کی صفت سے وابستہ ہے' نماز کی ظاہری صورت اسے اس دنیا میں آنے کی خبر دیتی ہے اور اس جہان کی طرف لوٹنے کی خواہش پیدا کرتی ہے' صورت نماز کے چار رکن ہیں: ایک قیام' دوسرا رکوع' تیسرا سجود اور چوتھا قعود۔ رکوع مقام حیوانی کی خبر دیتا ہے کہ تمام حیوانات رکوع میں ہیں اور جھکے ہوئے ہیں اور سجدہ عالم جمادات کی خبر دیتا ہے کہ تمام جمادات سجدہ میں ہیں اور سر برزمین ہیں اور قعود نباتات کے عالم کی خبر دیتا ہے اور قیام مقامِ انسانی کی خبر دیتا ہے کہ تمام انسان قیام میں ہیں۔ پس نماز میں ان بشارتوں کی اشارتوں کو ذہن میں رکھو اور پہلے تکبیر کہو یعنی عالم حیوانی اور بہیمی پر تکبیر پڑھو اور حرص کی غلامی سے آزاد ہو جاؤ' قیام میں تکبیر سے تمام دنیاوی اغراض سے منہ پھیر لو اور دونوں ہاتھ جب اٹھاؤ تو یہ خیال کرو کہ دنیا اور آخرت دونوں سے تم نے منہ پھیر لیا ہے' دونوں کو پس پشت ڈال دیا ہے اور پھر اللہ اکبر کہو یعنی حق کی عظمت کے سامنے کسی کی عظمت و بزرگی نہیں اور اپنی نظر کو نفس و خواہشات کی نمائش سے ہٹا دو اور

Marfat.com

اپنے دل کو حق کی عظمت میں لگا دو۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان: تکبیر الاولی خیر من دنیا و مافی ھا (تکبیر اولیٰ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے)' اس کے بعد اپنی ذات سے سفر کرو اور قیام انسانی جو غرور و تکبر کی ایک شکل ہے سے گذر کر رکوع حیوانی میں آؤ تو جسم میں تواضع' عاجزی اور انکسار کی شکل بن جاؤ گے۔ اس کے بعد جمادات کے سجود مذلت میں آؤ اور پھر نباتات کے شہود و قعود میں قدم رکھو جب تم اس راستے میں آ گئے تو پھر اسی سیڑھی سے کہ جس سے تم اترے تھے اوپر چلے جاؤ گے کہ الصلوۃ معراج المومنین (یعنی نماز مومنین کی معراج ہے کی حقیقت پالو گے) ___ نماز میں مناجات سالک کو حیوانی مرتبے اور نفسانی خواہشات اور خلق کی گفت و شنود سے مکالمت حق اور فرشتوں کے مقام پر لے آتی ہے اور سالک مناجات کے ذوق سے عہد الست کے مکالمے سے باخبر ہوتا ہے۔ (مرصاد العباد)

لوگوں نے شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ سے پوچھا کہ نماز میں ہاتھ کہاں رکھیں' جواب دیا کہ ہاتھ دل پر رکھو اور دل کو حق جل جلالہ پر رکھو' یعنی دل کو حق کی طرف متوجہ رکھو۔ (اسرار التوحید فی مقامات شیخ ابی سعید' ص ص ۲۹۹-۲۹۵)

روزہ انسان کو ملائکہ کی صفت کے قریب کرا دیتا ہے' اسی حوالے سے نجم الدین رازی فرماتے ہیں کہ کھانا حیوانی خصوصیت ہے اور نہ کھانا ملائکہ کی صفت بھی ہے اور خدا تعالیٰ کی صفت بھی۔ روزہ سے انسان حیوانی صفات ترک کر کے اخلاق حق اختیار کرتا ہے اسی لیے اللہ کا فرمان ہے: الصوم لی و انا اجزی بہ یعنی روزہ میرے لیے ہے' ہر طاعت کی جزا جنت ہے لیکن روزہ کی جزا اللہ کے اخلاق سے

Marfat.com

موصوف ہوتا ہے۔

زکوٰۃ صفت حیوانی سے نفس کا پاک ہونا ہے' چونکہ صفت حیوانی یہ ہے کہ مال و دولت جمع کرے اور کسی کو نہ دے۔ آدمی ضروری طور پر مال و دولت جمع کرتا ہے اور اگر اس میں سے کسی کو کچھ نہ دے تو صفت حیوانی کی گندگی میں ہی رہے گا ___ حج اس بات کا اشارہ ہے کہ حضرت حق کی طرف مراجعت کی جائے۔

پس اے سالکانِ راہِ حق تم کہ فطرت حیوانی میں مقیم ہو اس سے اٹھو اور یہ تمام پابندیاں توڑ دو' اپنے گھربار کو چھوڑ کر' سب سے منہ موڑ کر صدقِ دل کے ساتھ اللہ کی راہ میں قدم رکھو۔ دنیا کے مال سے کنارہ کش ہو جاؤ اور دل کو جو اللہ تعالیٰ کی نظر گاہ ہے دنیاوی تعلقات سے پاک کر لو' اس دنیا کے تمام تعلقات سے قدم باہر رکھو' نفس امارہ کے صحرا کو طے کرو' خواہش اور لالچ کو دل سے باہر نکال دو' پھر دل کی حرم گاہ میں پہنچو' انابت (توبہ) کے پانی سے غسل کرو' بشریت کے لباس کو اتار دو اور عبودیت کے احرام کو پہن لو اور عاشقوں کی طرح لبیک کہتے ہوئے معرفت کے عرفات میں آؤ' عنایت الٰہی کے جبل الرحمت سے گذر کر اللہ میاں کی قربت کے حرم میں قدم رکھو اور مشعر الحرام میں شعار بندگی اختیار کر کے اللہ کی ثناء کرو اور وہاں سے منائے منیتِ من میں آؤ اور اس قربان گاہ میں نفس کو قربان کرو' پھر کعبہ وصال کی طرف رخ کرو اور وہاں پہنچ کر طواف کرو جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد اللہ کے گرد گھومو' اپنے گرد مت گھومو' حجر اسود جو تمہارا دل ہے اس کے ساتھ اللہ کا عہد تازہ کرو' مقام ابراہیم جو اللہ کی دوستی کا مقام ہے وہاں پہنچو' دو رکعت نماز ادا کرو' مزدوروں کی طرح جنت و دوزخ کے حصول

Marfat.com

کے لیے بندگی نہ کرو بلکہ عاشقان حق کی طرح صرف عشق الٰہی کے لیے کرو۔اس کے بعد وصال حق کے کعبے میں آؤ اور اپنے آپ کو دروازے کی زنجیر کی طرح سمجھو اور بے خودی کے عالم میں اندر آؤ کیونکہ خودی سے خوف اور حجاب پیدا ہوتا ہے اور امنِ وصل بے خودی سے حاصل ہوتا ہے۔وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِناً۔(سورہ۳،آیت ۹۷)

پس یہاں پہنچ کر سالک نے شریعت کے پانچ ارکان کی کنجی کو حواسِ پنجگانہ کے بند پر رکھ کر جسمانی اور روحانی طلسم کو کھول دیا اور یوں وہ اپنے مقصد کو پا گیا۔

نفس بہت بڑا دشمن ہے'اس کے حیلے اور مکر کی کوئی انتہا نہیں'اس کے شر کو دفع کرنا اور اسے مغلوب کرنا سب سے اہم کام ہے چونکہ وہ تمام دشمنوں میں کفار و شیاطین سے بھی بڑا دشمن ہے'پس نفس کی تربیت کرنا اور اس کی اصلاح کرنا اسے صفت امارہ کے مقام سے صفت مطمئنہ کے مقام پر لانا بہت بڑا کام ہے۔انسان کی سعادت کا کمال اس بات میں ہے کہ تزکیۂ نفس کرے اور خواہش و غصے کو ترک کرے چونکہ نفس کی تربیت سے نفس کی شناخت حاصل ہوتی ہے اور نفس کی شناخت سے شناخت حق لازمی طور پر ملتی ہے کہ من عرف نفسه فقد عرف ربه یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔(مرصاد العباد من المبداء الی المعاد'ص ص ۹۶-۸۷)

صوفیہ کی نظر میں حج اپنی ذات سے حق کی طرف سفر کرنا ہے' زکوٰۃ خدا کی راہ میں مال اور جان صرف کرنے کو کہتے ہیں' جہاد خواہشات نفسانی کو مغلوب کرنے کا نام ہے' روزہ غیر حق سے توجۂ ظاہری و باطنی ہٹا لینے کی ایک صورت ہے اور نماز دیدار حق ہے ___ صوفیہ کہتے ہیں کہ روزہ خلوۃ ہے' نماز جلوۃ ہے' روزہ عدم خواہشات نفس ہے

Marfat.com

اور نماز وجود تجلیاتِ حق ہے' یوں بھی کہا جاتا ہے کہ نماز صحت کا صدقہ ہے' جہاد جان کا صدقہ ہے' زکوٰۃ دولت کا صدقہ ہے' حج صداقت قدم ہے اور روزہ صداقت قلب ہے اور ان سب کا مجموعہ ریاضت و مجاہدۂ نفس ہے ـــــ خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا کہ حاجی قالب کے ساتھ خانۂ کعبہ کا طواف کرتا ہے اور عارف قلب کے ساتھ عرش کے گرد طواف کرتا ہے۔ (سیر الاولیا' ص ۴۵۳)

ایک اہل دل صوفی کا قول ہے کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں عبادات محض رسومات کا نام نہیں بلکہ ان کا مقصود بھی انسان سازی اور انسانیت آموزی ہے: نماز مساوات انسانی کا درس دیتی ہے' روزہ انسان میں دوسروں کی بھوک یا ضرورتوں کا احساس جگاتا ہے' زکوٰۃ دوسروں کی مالی احتیاج کے شعور کی آئینہ داری کرتی ہے اور حج وحدت ملی یا وحدت انسانی کے پہلو کو نمایاں کرتا ہے ـــــ حج کے حوالے سے ایک اہل دانش صوفی کا کہنا ہے کہ:

۱. حج کا ایک پہلو اخلاقی ہے کہ جب حاجی احرام باندھ کر مراسم حج ادا کرتا ہے تو وہ ہر قسم کے ظاہری امتیازات' فخر و مباہات کے اسباب سے پاک ہو کر بندۂ حق بن جاتا ہے۔ مراسمِ حج حضرت ابراہیم بت شکن' حضرت اسماعیل ذبیح اللہ اور حضرت ہاجرہ کی جدوجہد سے پُر اور پاکیزہ زندگی کو ایک سچّے حاجی کی نگاہوں میں منقش اور اس کے دل میں جاگزین کر دیتے ہیں۔ یوں وہ ایک نئی زندگی سے آشنا ہوتا ہے گویا اسے صوفیہ کی زبان میں ''تولّدِ ثانی'' حاصل ہو جاتا ہے۔

۲. حج کا ایک پہلو سیاسی بھی ہے جو ملت اسلام اور خلق خدا سے وابستہ ہے۔ حج

مسلمانوں میں ہر قسم کے تعصّبات وتفریقات کو ختم کرنے اور اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کا بہت اہم اور موثر ذریعہ بن سکتا ہے بشرطیکہ اس سمت میں پُر خلوص جذبۂ اسلامی سے کام کیا جائے۔ اتحاد اسلامی میں سب سے بڑی رکاوٹ فقہی اختلافات۔ فقہی اختلافات کو اگر ختم نہیں کیا جاسکتا تو کم از کم اُن کو کم کیا جاسکتا ہے اور مذہبی تعصّبات (جو جنگ وجدل اور دہشت گردی کا بھی روپ دھار لیتے ہیں اور اُمتِ مسلمہ کے لیے بہت بڑی تباہی کا سبب بنتے ہیں) کے حوالے سے غیر مؤثر بنایا جاسکتا ہے۔ ہر شخص عقیدہ یا عقیدت رکھنے میں آزاد ہے، ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنے فقہ کے مطابق عقیدہ رکھے لیکن اُسے یہ اختیار نہیں کہ وہ دوسروں کو اپنا عقیدہ اختیار کرنے پر مجبور کرے یا دوسرے فرقے والوں سے جنگ کرے یا دوسروں کے عقاید پر تنقید کرے یا دوسرے فرقے کے بزرگوں پر لعنت ملامت کرے۔ البتہ معاملات میں قانونِ اسلامی پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور معاملات میں قانون اسلامی پر سختی سے عمل کرانا، معاشرتی عدل کو بلاتفریقِ فرقہ و مذہب تمام خلقِ خدا کے لیے رائج کرنا اسلامی حکومتِ وقت کا فرضِ منصبی ہے۔ مختصر یوں کہ ہر مسلمان اپنے عقیدے کے غلط یا صحیح ہونے یا حقوق اللہ کے بارے میں صرف خدا کو جوابدہ ہے لیکن وہ معاشرتی معاملات یا حقوق العباد میں کوتاہی کے حوالے سے معاشرے اور خدا دونوں کی نظر میں مجرم اور گناہگار ہے۔

۳۔ حج کا ایک پہلو اقتصادی بھی ہے۔ حج سے مسلمانانِ عالم میں اقتصادی روابط استوار کیے جاسکتے ہیں، فرمان حق ہے کہ تمہارے لیے یہ بات بری نہیں کہ حج کے زمانے میں کسبِ معاش کرکے فضل خدا یعنی روزی حاصل کرو۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

Marfat.com

اَن تَبْتَغُوا فَضْلاً مِّن رَّبِّكُمْ (سورہ۲، آیت ۱۹۸) نیز یہ آیت بھی لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ (یعنی اپنے دینی اور دنیاوی فائدے کے لیے آموجود ہوں ___ سورہ۲۲، آیت ۲۸) اس پر شاہد ہے۔

۴. حج کا ایک پہلو معاشرتی عدل سے متعلق بھی ہے، سارے جہان سے اہلِ ثروت مسلمان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ جاتے ہیں اور لاکھوں روپیہ خرچ کرکے حج اور عمرہ کرتے ہیں، اگر ہر حج اور عمرہ کرنے والے سے ایک تھوڑی سی رقم، چاہے وہ صرف ایک ہزار روپیہ ہی ہو، لی جائے اور یہ رقم جو اربوں روپے ہوگی دنیا کے نادار اور غریب مسلمانوں کی فلاح وصلاح کے لیے منظّم انداز میں، شفاف طریقے سے بلاتفریقِ فقہ و عقیدہ خرچ کی جائے تو ملت اسلام میں ایک عظیم معاشی اور معاشرتی انقلاب آ سکتا ہے ___ ہاں البتہ یہ بھی ہے ''اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُوْنَ'' یعنی اِس میں تو اُس قوم کے لیے دلیل ہے جو سوچتی ہے اور غور وفکر کرتی ہے (سورہ النحل (۱٦)، آیت ۱۱)۔

حضرت شیخ بہاؤالدین زکریاؒ کا ایک مرید تھا جس کا نام حسن افغان تھا۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم ہماری بارگاہ کے لیے کیا لائے ہو؟ تو میں کہوں گا صدقِ حسن افغان لایا ہوں۔ ایک بار یہ حسن افغان ایک مسجد میں گئے، مؤذن نے تکبیر کہی، امام مصلّے پر گیا، لوگوں نے نماز کے لیے جماعت بنائی۔ خواجہ حسن افغان بھی جماعت میں شریک ہوگئے اور امام کی اقتدا میں نماز پڑھنی شروع کی۔ جب نماز ختم ہوگئی، لوگ چلے گئے تو خواجہ حسن امام کے پاس گئے اور کہا اے امام تو نے

Marfat.com

نماز کی امامت کی، میں نے تیری اقتدا کی، تو وہاں سے دہلی شہر میں چلا گیا، وہاں تو نے غلام خریدے اور پھر وہاں سے واپس ملتان میں آیا، میں تیرے پیچھے بھاگتا بھاگتا تھک گیا، بتاؤ یہ بھی کوئی نماز تھی۔ (خلاصۃ العارفین، ص ص ۱۶۹-۱۶۰)

ایک بار توبہ اور تقویٰ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی، خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے فرمایا کہ متقی وہ ہے جو گناہ میں ملوث نہ ہوا اور تائب وہ ہے جس سے گناہ سرزد ہو گیا ہو اور پھر اس نے توبہ کر لی ہو۔ بعضوں کے خیال میں متقی و تائب دونوں برابر ہیں، بعضوں نے تائب کو متقی سے افضل کہا ہے چونکہ تائب گناہ کا ذائقہ چکھ چکا ہے اور جو گناہ کا ذائقہ چکھ کر چھوڑ دے، وہ اس شخص سے برتر ہے جس نے گناہ کا ذائقہ نہ چکھا ہو۔ بعضوں نے متقی کو تائب سے افضل سمجھا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک حکایت بھی بیان کی جاتی ہے کہ ایک دفعہ دو آدمیوں میں اس بات پر بحث ہوگئی کہ متقی افضل ہے یا تائب، یہ دونوں اس زمانے کے پیغمبر کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ اس بحث کا فیصلہ کرے۔ اس زمانے کے پیغمبر نے کہا کہ میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا وحی کا انتظار کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس بات کا فیصلہ کرے گا۔ اسی اثنا میں اس پیغمبر کو اللہ کی طرف سے وحی آئی کہ ان دونوں کو کہو کہ تم جاؤ اور رات ایک ہی جگہ گزارو صبح جب گھر سے نکلو تو جو شخص تمہیں سب سے پہلے ملے اس سے یہ مسئلہ پوچھنا، ان دونوں شخصوں نے حکم حق کی پیروی کی اور دونوں چلے گئے۔ اگلے روز جب وہ گھر سے باہر نکلے تو انہیں ایک شخص ملا اس سے انہوں نے یہ سوال پوچھا، اس آدمی نے کہا کہ میں جولاہا ہوں اور جاہل ہوں، اس مشکل سوال کا جواب میں کیسے دے سکتا ہوں، البتہ اتنا میں جانتا ہوں کہ وہ کپڑا جو میں بنتا

Marfat.com

ہوں اس کے تار جو ٹوٹ جاتے ہیں انہیں جوڑتا ہوں وہ ان تاروں سے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں جو کبھی نہ ٹوٹے ہوں۔ (فوائد الفواد' ص ص ۲۵۵-۲۴۸)

شیخ ابوسعیدؒ کا قول ہے کہ ذکر سے مراد یہ ہے کہ تم ماسوائے اللہ ہر چیز کو بھول جاؤ۔ (اسرار التوحید)

نسفیؒ "کشف الحقایق" میں فرماتے ہیں کہ ذکر کے بارے میں یاد رکھو طبقہ اول میں وہ لوگ ہیں کہ ذکر جن کی زبان پر ہوتا ہے اور دل غافل ہوتا ہے' ایسا بہت بار ہوتا ہے کہ لوگ بظاہر خلوت میں ذکر کرتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ بازار میں ہوتے ہیں اور خرید و فروخت میں مشغول ہوتے ہیں یا باغ و چمن میں مکروہات اور حرام باتوں میں مصروف ہوتے ہیں۔ عوام کی اکثریت نماز اور ذکر کے وقت اسی صورت میں ہوتی ہے۔ اس قسم کے ذکر کا اثر ضعیف ہوتا ہے لیکن فائدے سے خالی نہیں ہوتا' اس لیے کہ وہ وقت جب انسان ذکر میں مشغول ہوتا ہے اس وقت سے بہتر ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے وقت کو بے ہودگی اور غیبت میں ضائع کرتا ہے۔

دوسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے کہ ذکر ان کی زبان پر ہوتا ہے لیکن وہ کوشش کر کے دل کو حاضر کرتے ہیں اور جب حاضر ہوتا ہے تو کچھ دیر کے بعد غائب ہو جاتا ہے' صالحین کی نماز اور ان کا ذکر اسی نوعیت کا ہوتا ہے۔

تیسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے کہ ذکر ان کی زبان پر ہوتا ہے اور دل پر بھی اور ذکر دل پر غالب ہوتا ہے اور دل کو ذکر سے قرار و آرام ملتا ہے' کوشش کر کے دل کو دوسرے کاموں میں لگایا جاتا ہے یعنی دوسرے درجے میں کوشش کر کے دل کو حاضر کیا جاتا تھا

Marfat.com

لیکن یہاں یعنی درجۂ سوم میں بمشکل دوسرے کاموں میں دل کو مصروف کیا جاتا ہے تاکہ ضروری امور جو زندگی کے لیے لازم ہیں انجام دیئے جاسکیں۔ یہ مقام بہت بلند ہے' زاہدین کی نماز اوران کا ذکر اس زمرے میں شامل ہے۔

طبقہ چہارم وہ ہے کہ مذکوران کے دل پر غالب ہو جاتا ہے' تیسرے درجہ میں دل پر ذکر غالب تھا اس درجے میں مذکور دل پر غالب ہوتا ہے یعنی تیسرے درجہ میں دل تمام تر ذکر دوست بن گیا تھا اور چوتھے درجے میں دل تمام تر دوست بن جاتا ہے' کمال یہ ہے کہ ذکر کو دل سے نکال دے اور مذکور کو دل میں بسالے اور یہی معنی ہیں اس حدیث کے لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و لانبی مرسل۔ (کشف الحقایق' ص ۱۶۵)

حضرت جندیؒ کی نظر میں سالک طریقت کو واصل باللہ ہونے کے لیے ان دس اصول ظاہری و باطنی پر عمل کرنا چاہیے:

اصول باطنی:

۱۔ صدق یعنی راہ خدا میں اپنی نیت صحیح رکھنا۔

۲۔ صبر' ہمیشہ ریاضت نفسانی اور مجاہدۂ جسمانی میں مصروف رہنا۔

۳۔ توکل' تمام معاملات میں اللہ پر بھروسہ کرنا۔

۴۔ رضا و تسلیم۔

۵۔ اعتماد بر حق۔

Marfat.com

اصول ظاہری:

۱۔ موتِ اسود یعنی بھوکا رہنا۔

۲۔ موتِ ابیض یعنی رات کو جاگنا۔

۳۔ موتِ احمر یعنی گوشہ نشینی۔

۴۔ موتِ اصفر یعنی خاموشی۔

۵۔ موتِ اخضر یعنی گدڑی پہننا۔

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ مراقبہ یہ ہے کہ صوفی اپنے تمام اعضا کو مکروہات اور مشکوکات سے دور رکھے اور محاسبہ یہ ہے کہ محقق مدقق یعنی صوفی کامل ہر رات کو سوتے وقت اپنے تمام اعمالؓ پر غور کرے اور دیکھے کہ اس کے اعضا سے کوئی ایسی بات تو سرزد نہیں ہوئی جو خلاف شریعت و طریقت تھی۔ (نفحتہ الروح و تحفتہ الفتوح، ص ص ۱۶۴-۱۶۲)

نصیر الدین طوسیؒ "اوصاف الاشراف" میں فرماتے ہیں کہ توکل کے معنی یہ نہیں کہ سارے کاموں سے ہاتھ اٹھا کر یہ کہا جائے کہ سارے کام خدا کے حوالے کر دیئے بلکہ اسے یقین ہو کہ ہر شے خدا کی ہے، جبر و قدر دونوں ساتھ ہوں چونکہ اگر کام کو موجد سے نسبت دی جائے تو جبر خیال میں آتا ہے اور اگر شرط و سبب سے نسبت دیں تو قدر خیال میں آتا ہے اور اگر صحیح معنوں میں غور کیا جائے تو نہ جبر مطلق ہے اور نہ قدر مطلق اور یہ بات کہ لاجبرو لاتفویض بل امرین الامرین واضح اور ثابت ہو جاتی ہے۔
(اوصاف الاشراف، ص ۱۴۴)

سلک السلوک میں ہے: سنئے بلکہ غور سے سنئے! حبشہ کی مٹی کو چھانا گیا اس میں سے ایک ذرہ درد کا نکلا' روم کی مٹی کو چھانا گیا اس میں سے عشق کا ایک ذرہ ملا' فارس کی مٹی کو چھانا گیا اور اس میں سے سوز کا ذرہ برآمد ہوا۔ درد کے ذرے سے بلال حبشی' عشق کے ذرے سے صہیب رومی اور سوز کے ایک ذرہ سے سلمان فارسی پیدا ہوئے اور ساری دنیا میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ بلال حبشہ کے سردار ہیں' صہیب روم کے سردار اور سلمان فارس کے سردار ہیں ___ اے عزیز! عالم کو چاہیے کہ وہ درویش ہو اور درویش کو چاہیے کہ وہ عالم ہو' وہ عالم جس میں فقر کی چاشنی نہ ہو وہ درندہ ہے اور وہ فقیر کہ جس میں علم کی حلاوت نہ ہو وہ بیکار کام کرنے والا ہے۔ (سلک السلوک' ص ص ۱۳۰-۱۲۷)

ایک شخص نے حضرت ذوالنونؒ سے کہا کہ میرے پاس ایک دینار ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ کو پیش کروں' آپ کی کیا رائے ہے؟ آپؒ نے فرمایا ''اگر مجھے دو گے تو تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر نہیں دو گے تو میرے لیے بہتر ہے''۔

مشائخ کا قول ہے کہ حکمت آسمان سے دلوں پر نازل ہوتی ہے لیکن اس دل میں نہیں اترتی جس میں یہ چار چیزیں ہوں:

(۱) محبتِ دنیا' (۲) اگلے دن کی روزی کی فکر' (۳) حسد' (۴) حاکموں اور امیروں کی دوستی۔ (مناہج الطالبین ومسالک الصادقین' ص ص ۱۷۰-۱۶۲)

صاین الدینؒ ''اطوار ثلاثہ'' میں فرماتے ہیں کہ بندگیِ حق درحقیقت کمال انسانی کے مرتبہ پر پہنچنے کا نام ہے اور اس کمال انسانی سے مراد یقین ہے جو اس آیت کے مطابق ہے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔ (سورہ ۱۵' آیت ۹۹)

Marfat.com

اور اس کے تین درجے ہیں: اول یہ کہ انسان کے افعال تمام تر شریعت کے مطابق ہوں، اسے عبادت کہتے ہیں، اس مرتبہ میں آدمی کے نفس کو نفس امارہ کہتے ہیں اور اس مرتبہ کا کمال علم الیقین ہے اور یہ طریقہ اخیار کا ہے۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ انسان کے باطنی احوال فضیلت عدالت کے مطابق ہوں جو شریعت کا مقصود ہے، اس مرتبہ کو عبودیت کہتے ہیں اور انسانی نفس کو نفسِ لوّامہ کہتے ہیں اور اس مرتبہ کا کمال عین الیقین ہے اور یہ مرتبہ ابرار کا ہے۔ تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ انسانی ذات اعتدال کی صراط مستقیم پر قائم ہو اور وجوب و امکان کے قاب قوسین سے پیوستہ ہو، چنانچہ تمام کائنات اس کی ذات میں نمودار ہو اور اس مرتبہ کا کمال حق الیقین ہے اور یہ طریقہ اہل تحقیق کا ہے اور اسے عبودت کہتے ہیں۔ (اطوار ثلاثہ، ص ۱۲۶)

کہتے ہیں کہ ایک روز شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ نیشاپور میں ایک جماعت کے ساتھ ایک گلی سے گذر رہے تھے، ایک عورت اپنے کوٹھے سے چولھے کی راکھ پھینک رہی تھی، کچھ راکھ شیخ کے کپڑوں پر گر گئی۔ شیخ اس بات سے بالکل متاثر نہیں ہوئے لیکن ساتھیوں کو سخت غصہ آیا اور انہوں نے چاہا کہ صاحبِ خانہ کی خبر لیں۔ شیخ نے کہا کہ آپ لوگ غصہ میں نہ آئیں وہ شخص جو آگ کے لائق تھا اُس پر راکھ ہی گری ہے، یہ موقع تو شکر کرنے کا ہے، یہ سن کر سب پر رقت طاری ہو گئی اور کسی نے کسی کو کوئی آزار نہ پہنچائی۔

ایک روز شیخ ایک جماعت کے ساتھ ایک چکّی کے پاس سے گذرے، آپؒ نے گھوڑا روک کر کچھ توقف کیا اور پھر فرمایا، جانتے ہو کہ یہ چکّی کیا کہتی ہے؟ یہ کہتی ہے کہ تصوف یہ ہے کہ میں سخت چیزیں لیتی ہوں، نرم چیزیں واپس کر دیتی ہوں، اپنے ہی

گردطواف کرتی ہوں‘ اپنا سفر اپنی ذات میں کرتی ہوں تا کہ جو چیزیں اچھی نہیں ہیں وہ اپنے سے دور کرتی رہوں۔ سب لوگ یہ نکتہ سن کر بہت محظوظ ہوئے۔

شیخ سے لوگوں نے پوچھا کہ صوفی کون ہے؟ فرمایا ”جو سر پر (بار دنیا) رکھتے ہو اُسے پھینک دو‘ جو ہاتھ میں (مال دنیا) رکھتے ہو اُسے دے دو‘ جو تم پر (بلائے دنیا) آئے اُسے برداشت کرو“۔

شیخ سے لوگوں نے پوچھا کہ تصوف کیا ہے؟ فرمایا تصوف میں دو چیزیں ہیں: نظر یکسو رکھنا اور زندگی یکساں گزارنا۔ یعنی نظر صرف اللہ کی طرف رکھنا اور ظاہر و باطن ایک رکھنا یا کامیابی پر فخر نہ کرنا اور ناکامی پر مایوس نہ ہونا اور ہر حال میں یکساں رہنا۔
(اسرار التوحید‘ ص ص ۲۹۹-۲۹۵)

شمس تبریزیؒ فرماتے ہیں کہ:

علم تین چیزوں پر مشتمل ہے: زبان ذاکر‘ دل شاکر‘ تن صابر۔ سخاوت چار قسم کی ہے: ایک مال کی‘ ایک بدن کی‘ ایک جان کی‘ ایک دل کی۔ مال کی سخاوت زاہدوں کی ہے‘ بدن کی سخاوت مجتہدوں کی ہے‘ جان کی سخاوت غازیوں کی ہے اور دل کی سخاوت عارفوں کی ہے۔

طامع کبھی عزیز نہیں ہوتا اور قانع کبھی ذلیل نہیں ہوتا۔ طمع سے ایک آزاد انسان بھی غلام بن جاتا ہے اور قناعت سے غلام بھی آزاد بن جاتا ہے۔

احتیاج شرم و حیا کو ختم کر دیتی ہے‘ تکبر دین کو‘ لالچ حمیت کو (یعنی غیرت کو) اور جھوٹ بولنا عزت کو برباد کر دیتا ہے۔

Marfat.com

فتوت یہ ہے کہ انسان ساری عمر میں ایک گناہ کرے اور ساری عمر اس گناہ کی توبہ میں گزارے جس طرح ہمارے باپ آدم علیہ السلام نے کیا تھا کہ انہوں نے ایک گناہ کیا تھا اور ساری عمر توبہ کرتے رہے۔

نجم الدین محمودؒ "مناھج الطالبین ومسالک الصادقین" میں فرماتے ہیں کہ مشائخ کا قول ہے کہ فتوت سے مراد ہے کہ صوفی دُوسروں کے ساتھ انصاف سے پیش آئے لیکن ان سے اپنے ساتھ انصاف کرنے کی توقع نہ رکھے یعنی خود تو انصاف کرے لیکن دوسروں سے انصاف طلب نہ کرے۔

توحید یہ ہے کہ تم یہ جان لو کہ ہر چیز خدا کی ہے' اُسی نے پیدا کی' اُسی سے قائم ہے اور اُسی کی طرف لوٹ جائے گی اور یہ آیات اس پر شاہد ہیں: لله ملك السماواة والارض والى الله ترجع الامور۔

معرفت دل سے' شہادت زبان سے اور خدمت اعضا سے وابستہ ہے۔ دل سے خدا کی شناخت اور خلق خدا کے ساتھ شفقت' زبان سے ذکر حق اور خلق سے خوش زبانی اور اعضا سے عبادت حق اور خدمت خلق کرنی چاہیے۔

اگر دوزخ سے رہائی چاہتے ہو تو خدمت خلق کرو' اگر جنت حاصل کرنا چاہتے ہو تو عبادت حق کرو' اگر شفاعت (پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چاہتے ہو تو نیت (نیک) رکھو اور اگر مولیٰ کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کے ہو جاؤ۔

جو دنیا کا طالب ہے وہ دنیا کا غلام ہے اور جو عقبیٰ کا طالب ہے وہ عقبیٰ کا غلام ہے اور جو مولا کا طالب ہے دنیا و عقبیٰ اس کے غلام ہیں۔

Marfat.com

عارف کی تین نشانیاں ہیں: اس کا دل فکر میں مشغول ہوتا ہے' اس کا بدن خدمت میں مشغول ہوتا ہے' اس کی آنکھ قربت حق میں مشغول ہوتی ہے ___ وہ انسان جس میں علم نہیں وہ ایسے شہر کی طرح ہے کہ جس میں پانی نہیں' جس آدمی میں تقویٰ نہیں وہ اس درخت کی طرح ہے جس پر پھل نہیں' وہ آدمی جس میں شرم نہیں اس کھانے کی طرح ہے جس میں نمک نہیں' وہ آدمی جو سعی و کوشش نہیں کرتا اس غلام کی طرح ہے جس کا کوئی مالک نہیں ___ بیوقوف کی چار نشانیاں ہیں: دنیا کو مکاری سے جمع کرنا' عقبیٰ کو ریاکاری سے حاصل کرنا' گھر والوں کی خوشی سخت رویئے سے چاہنا اور تن آسانی سے علم کو حاصل کرنا ___ حکمت تین قسم کی ہے: ایک گفتاری' دوسری کرداری' تیسری دیداری۔ حکمت گفتار عالموں کو حاصل ہے' حکمت کردار عابدوں اور حکمت دیدار عارفوں کے پاس ہے ___ دین کی حفاظت دو چیزوں سے کرو: ایک سخاوت سے' دوم نیک خوئی سے۔ (شمس الدین تبریزی' مقالات' ص ص ۲۰۹-۱۲)

حضرت نظام الدین اولیاؒ فرماتے ہیں کہ اخوت دو قسم کی ہے: ایک اخوت خون کی اور ایک اخوت دین کی' ان دونوں میں سے اخوتِ دینی قوی تر ہے کیونکہ اگر دو سگے بھائی ہوں اور اُن میں سے ایک کافر ہو اور ایک مومن' تو مومن بھائی کی میراث کافر بھائی کو نہیں ملے گی' پس یوں یہ اخوت کمزور ہے جبکہ دینی بھائیوں کی اخوت دنیا اور آخرت میں قائم رہتی ہے۔ (فوائد الفواد' چاپ دہلی' ۱۹۹۲ء' ص ۴۸۰)

بزرگوں نے کہا ہے کہ ہم نشین تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ ہم نشین جس سے تمہیں فائدہ پہنچے اس سے ملتے رہو' دوسرا وہ ہم نشین جس کو تم سے فائدہ پہنچتا ہو اس کا

Marfat.com

احترام کرو، تیسرا وہ ہم نشین ہے جس سے نہ تمہیں فائدہ ہو اور نہ تم سے اسے فائدہ ہو اس سے دور رہو۔

بعضوں نے کہا ہے کہ لوگ تین قسم کے ہیں: ایک وہ جو غذا کی طرح ہیں ان سے میل جول رکھنا ناگزیر ہے، دوسرے وہ لوگ ہیں جو دوا کی طرح ہیں ان کی کبھی کبھی ضرورت ہوتی ہے، تیسرے وہ لوگ ہیں جو بیماری کی طرح ہیں ان سے دور رہنا واجب ہے۔ (آداب المریدین)

شیخ سمنانیؒ ''چہل مجلس'' میں فرماتے ہیں کہ لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں: ایک سعید، دوسرے شقی، تیسرے اسعد السعداء، چوتھے اشقی الاشقیا۔ سعید وہ ہے جس کے پاس آخرت ہے دنیا نہیں، شقی وہ ہے جس کے پاس دنیا ہے آخرت نہیں، اسعد السعد اوہ ہے جو دنیا بھی رکھتا ہے اور آخرت بھی اور اشقی الاشقیا وہ ہے جس کے پاس دنیا ہے نہ آخرت ـــــ اُنہی کا قول ہے کہ دنیا میں تین قسم کے لوگ ہیں: مرد، نیم مرد اور نامرد۔ مرد وہ ہیں جو حق بات کہتے ہیں اور ڈرتے نہیں اور سچ بات سن کر ناراض نہیں ہوتے۔ نیم مرد وہ ہیں جو حق بات تو کہہ دیتے ہیں لیکن حق بات سن کر سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ نامرد وہ ہیں جو حق بات کہنے سے ڈرتے ہیں اور حق بات سن کر غصے میں آ جاتے ہیں۔ (علاء الدولہ سمنانی، چہل مجلس، ص ص ۱۳۴-۱۶)

حضرت مسعود بکؒ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو ایک وہ وجود ہے جس کے دونوں طرف بقاء ہے، اسے واجب الوجود کہتے ہیں، یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ایک وجود وہ ہے جس کے دونوں طرف فنا ہے وہ دنیا ہے کہ جس کا وجود عدم سے پیدا ہوا جو آخر نابود

Marfat.com

ہو جائے گا' ایک وجود وہ ہے کہ اس کے ایک طرف فنا ہے اور ایک طرف بقاء ہے' وہ وجود آخرت ہے جو عدم سے موجود ہوئی لیکن پھر کبھی معدوم نہیں ہوگی۔ (مرآت العارفین' ص ص ۱۶-۱۵)

ابو علی دقاقؒ کہتے ہیں جو حرام چیزوں کو ترک کرتا ہے وہ دوزخ سے نجات پاتا ہے اور جو مشکوک چیزوں کو ترک کرتا ہے وہ جنت کو پاتا ہے اور جو زائد چیزوں کو ترک کرتا ہے وہ خدا کو پالیتا ہے ___ ابو علی دقاقؒ ہی کا قول ہے کہ عقل کے لیے دلالت' حکمت کے لیے اشارت اور معرفت کے لیے شہادت ہے۔ (تذکرۃ الاولیا' ص ص ۱۶۷-۱۶۴)

حضرت عبداللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ تقدیر تین قسم کی ہے: (۱) تقدیر معلق جو دعا یا دوا سے موقوف ہو سکتی ہے۔ (۲) تقدیر مبرم جو تقدیر میں لکھا گیا ہے وہ ضرور واقع ہوگا۔ (۳) تقدیر بعلم الٰہی جو لوح محفوظ پر لکھی ہوئی ہے۔ (عبداللہ دہلوی' درالمعارف' جلد اول' مرتبہ روف احمد' ۱۳۷۶' ص ۵۱)

حضرت برہان الدینؒ نے فرمایا کہ والدین کے حقوق اولاد پر اس حد تک ہیں کہ اگر ماں باپ کافر ہوں اور بیٹے کو حکم دیں کہ سور کا گوشت لاؤ تو اسے لانا چاہیے اور اگر یہ کہیں اسے پکاؤ تو بیٹے کو پکانا چاہیے لیکن اگر وہ سور کا گوشت کھانے کو کہیں تو نہ کھائے کہ اس صورت میں حکم حق کی پیروی کرنا اولیٰ ہے۔ (ثمرات الحیات' ایضاً' برگ ۴۹ الف)

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے بیان کیا ہے کہ دو بھائی تھے ایک رات بھر ماں کی خدمت کرتا تھا دوسرا عبادت' اللہ تعالیٰ نے اس ماں کی خدمت کرنے والے کو بخش دیا اور اس کے طفیل خدا کی عبادت کرنے والے کو بھی بخش دیا۔ خدا کی عبادت کرنے

Marfat.com

والے نے اللہ سے عرض کی کہ اے اللہ میں تو تیری عبادت کرتا تھا مجھے بھائی کے طفیل میں تو نے کیوں بخشا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو تم کرتے تھے ہم اس سے بے نیاز ہیں لیکن تمہاری ماں خدمت سے بے نیاز نہیں تھی۔ حضرت بایزید بسطامیؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جتنے مراتب حاصل ہوئے سب والدہ کی اطاعت سے حاصل ہوئے۔ ایک مرتبہ میری والدہ نے رات کو پانی مانگا گھر میں پانی نہیں تھا میں پانی لینے نہر پر گیا' جب آیا تو والدہ کو نیند آ گئی تھی۔ میں رات بھر پانی لیے کھڑا رہا جب والدہ کی بیداری کے بعد میں نے پانی انھیں پیش کیا تو انھوں نے فرمایا تم نے پانی رکھ دیا ہوتا' اتنی دیر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے کہا کہ محض اس خوف سے کھڑا رہا کہ مبادا آپ بیدار ہوں تو میں موجود نہ ہوں' یہ سن کر انھوں نے مجھے دعائیں دیں۔ (تذکرۃ الاولیا)

دلیل العارفین میں ہے کہ ماں باپ کی زیارت بھی بچوں کے لیے عبادت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے جو بچہ اللہ تعالیٰ کی دوستی کی خاطر اپنے ماں باپ کے چہرے کی زیارت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ایک حج لکھ دیتا ہے اور جب ایک بچہ اپنے ماں اور باپ کے پاؤں کو بوسہ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک ہزار سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتا ہے اور اسے بخش دیتا ہے۔ (معین الدین چشتی' دلیل العارفین' مرتبہ بختیار کاکی' ص ص ۲۱-۲۰)

نزھت السالکین میں ہے کہ کسی پر لعنت نہ بھیجو اور کسی جاندار کو نہ ستاؤ' اس سے تم آفات سے محفوظ رہو گے' عقبیٰ کے اعلیٰ مقامات حاصل کرو گے اور مقربِ بارگاہِ خداوندی بن جاؤ گے۔ کسی کو بددعا نہ دو اگرچہ اس نے تم پر ظلم کیا ہو' اس کا ظلم برداشت کرو' اس سے انتقام نہ لو' نہ لفظاً اور نہ فعلاً' پھر تم خدا کے نزدیک اور خلق خدا کے نزدیک

Marfat.com

مقبول ومحبوب بن جاؤ گے اور مستجاب الدعوات کا مرتبہ پاؤ گے۔ (سید بھیک، نزہۃ السالکین، مرتبہ علیم اللہ جالندھری، نسخہ خطی، کتابخانہ دانشگاہ پنجاب، لاہور، شمارہ ۶۲۱۱، برگ ۶۳ الف)

خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں وہ حقیقت میں خدا کا دوست ہے: سخاوت دریا کی طرح، شفقت آفتاب کی طرح، تواضع زمین کی طرح۔ (سیر الاولیا، ص ۴۵۳)

صوفیہ مذہبی تعصب اور تنگ نظری کو قبول نہیں کرتے، ان کا یہ رویّہ اسلام کی روح کے مطابق ہے کہ اسلام مذہبی معاملات میں رواداری، کشادہ نظری اور کشادہ دلی کا داعی ہے یہ آیات: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (سورہ ۲، آیت ۲۵۶) (یعنی دین میں جبر نہیں) لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (سورہ ۱۰۹، آیت ۶) (تمہارا دین تمہارے لیے ہے اور میرا دین میرے لیے ہے) اس پر شاہد ہیں۔ اسلام انسان دوستی کی دعوت دیتا ہے، اسلام کی نظر میں سارے انسان بھائی بھائی ہیں کہ سب آدم کی اولاد ہیں، سب اس خدا کے بندے ہیں جو رحمٰن و رحیم ہے ___ خدا کی صفت رحمانیت میں مسلمان، کافر، مشرک اور ملحد سب شریک ہیں یوں خدا کی صفت رحمانیت تمام اہل ایمان کو انسان دوستی کا سبق دیتی ہے، اسلام نے قومی تفاخر، لسانی تعصب اور نسلی تفریق کو مٹا کر حق پرستوں اور باطل پرستوں یعنی اہل حق اور اہل باطل یعنی اہل خیر اور اہل ظلم کی تفریق قائم رکھی ہے اور یہی تو اصل انسانیت ہے۔ یہی اسلام کا مفہوم ہے، مقصود ہے، اس لیے اسلام ان سب انسانوں کے دلوں کو مطلوب ہے جو صاحب قلب سلیم ہیں کہ اسلام درحقیقت بنی نوع انسان کے دل کی آواز ہے، اس کے ضمیر کی پکار ہے، اسلام بظاہر تو ایک دین ہے

لیکن معنوی طور پر تمام تر حکمت وصداقت اور اخلاق حسنہ ہے۔ مخلوق خدا سے شفقت سے پیش آنا، کسی اونچ نیچ کے بغیر تمام انسانوں سے برابری کا سلوک کرنا درحقیقت روح اسلام ہے، رحمت للعالمین حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اسی روح اسلام کی کامل ترین مظہر اور نمونہ تھی۔ اسلام سے پہلے عرب معاشرے میں آزاد و غلام اور عرب و غیر عرب کی تفریق بہت شدید تھی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو جو حبشی بھی تھے اور غلام بھی اسلامی معاشرے میں وہ مقام و مرتبہ عطا کیا تھا جو بہت سے جلیل القدر صحابہ کرامؓ کو بھی حاصل نہیں تھا۔ حضرت سلمان فارسیؓ غیر عرب ہونے کے باوجود حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بہت سے عظیم المرتبت صحابہ کرامؓ سے برتر مقام و مرتبہ کے حامل تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نماز صبح کے لیے مسجد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جا رہے تھے کہ راہ میں آگے آگے ایک یہودی بوڑھا جا رہا تھا، آپ کے حسن اخلاق نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ اس بوڑھے سے آگے نکل جائیں، آپ آہستہ آہستہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ مملکت کفر کے ساتھ باقی رہ سکتی ہے لیکن ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتی۔ طریقت کی شرط یہ ہے کہ درویش جہاں تک ممکن ہو کوشش کرے کہ وہ حکّام اور دنیاداروں کی صحبت سے بچے۔ اگر امرا اور دولت مند درویش کی زیارت کے لیے آئیں تو ان سے نہ کوئی چیز مانگے اور نہ ان سے کوئی چیز قبول کرے خواہ وہ جانتا ہو کہ ان کی کمائی حلال کی ہے۔

Marfat.com

صوفیہ کی نظر میں عدالت یہ ہے کہ انسان خداوند تعالیٰ کی بندگی اس طرح کرے جس طرح وہ اپنے غلاموں سے چاہتا ہے کہ وہ اس کی خدمت کریں اور عدل یہ ہے کہ مخلوق خدا کے ساتھ اس طرح سلوک کرے کہ اگر وہ خود رعایا ہو اور کوئی اور حاکم، تو وہ چاہے کہ اس کے ساتھ وہ ایسا سلوک کرے۔ (مکاتیب غزالی)

صوفیہ کہتے ہیں کہ دو چیزیں عمر میں اضافہ کرتی ہیں، سرسبزی اور بارش کے برسنے کا سبب بنتی ہیں: ایک مظلوموں کی مدد اور دوسری ظالموں کی سرکوبی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ عدل ہی سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ (مکاتیب سنائی)۔ عدل تین چیزوں میں واجب ہے: مال میں، قول میں اور عمل میں۔ پہلا عدل مال میں ہے جو کچھ حلال سے کماؤ اس میں سے فقرا اور مساکین کو بطور مدد دو۔ عدل کی دوسری قسم قول میں ہے وہ یہ ہے کہ زبان کو سچائی کا معیار اور میزان صدق بناؤ جو نہیں کہنا چاہیے وہ نہ کہو، جو کہنا چاہیے اس پر خاموش نہ رہو۔ تیسرا عدل عمل میں ہے وہ یہ ہے کہ بے گناہوں کو عقوبت میں مبتلا نہ کرو، اچھی باتوں کا حکم دو، لوگوں کو برائی سے روکو، لوگوں کے مال و جاہ پر حسد نہ کرو۔ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے پوری کوشش کرو اور خدا کی اطاعت میں کمی نہ کرو۔ (مکاتیب رشیدی)

مناقب العارفین میں ہے کہ حکومت کا ایک بڑا کارندہ حضرت مولانا رومیؒ کی خدمت میں آیا کہ توبہ کرے، ملازمت چھوڑ دے اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جائے۔ حضرت مولانا رومیؒ نے فرمایا کہ ہارون الرشید کے زمانے میں ایک کوتوالِ شہر تھا۔ ہر روز حضرت خضرؑ اس کی زیارت کے لیے آتے تھے، اچانک اس نے ملازمت

چھوڑ دی اور اللہ اللہ کرنے لگا۔ پھر کبھی حضرت خضرؑ اس کے پاس نہ آئے، کوتوال کو بہت پریشانی ہوئی۔ رات کو بہت روتا رہا۔ خواب میں اسے حکم ہوا کہ جو کام تم کر رہے تھے تمہارا مرتبہ اسی کی وجہ سے تھا۔ صبح اٹھا خلیفہ کی خدمت میں گیا اور ملازمت کے لیے درخواست کی، خلیفہ نے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے؟ اُس نے جو واقعہ گذرا تھا بیان کر دیا، خلیفہ نے اس کو کوتوالی کا عہدہ دے دیا۔ حضرت خضرؑ پھر اس کی زیارت کے لیے آنے لگے، کوتوال نے حضرت خضرؑ سے پوچھا کہ اس میں کیا راز ہے؟ حضرت خضرؑ نے کہا کہ تیرے بلند درجات کا سبب یہ ہے کہ تو دفتر میں بیٹھتا ہے، کمزوروں اور غریبوں کی مدد کرتا ہے، مظلوموں کو ظالموں کے پنجوں سے رہائی دلاتا ہے اور یہ بات ہزاروں خلوتوں اور چلہ کشیوں سے بہتر ہے۔ جب اس شخص نے حضرت مولانا رومیؒ کی یہ بات سنی، اپنا عہدہ دوبارہ قبول کر لیا اور ملازمت کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔

اسرار التوحید میں ہے کہ ایک روز خواجہ بومنصور ورقانی جو سلطان طغرل کا وزیر تھا، شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اے شیخ مجھے نصیحت فرمائیے۔ شیخ نے کہا، بندے کا پہلا مقام یہ ہے کہ حقوق اللہ ادا کرے اور نبوّت کا آخری مقام یہ ہے کہ مومنین کا حق ادا کرے۔ تمہارا کام یہ ہے کہ خلق اللہ کے حقوق ادا کرو، ہمیشہ اس فرض کے ادا کرنے پر نظر رکھو کہ کل کو قیامت کے روز اسی بات پر پکڑ ہو گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

لایدخل الجنه احد کم حتی یرحم العامه کمایرحم احد کم الخاصه

(یعنی تم میں سے کوئی جنت میں نہیں داخل ہو گا جب تک وہ تمام لوگوں سے ایسا

Marfat.com

رحمت بھرا سلوک نہ کرے جیسا وہ خواص کے ساتھ کرتا ہے) ساری خلق خدا تیری اولاد کی طرح ہے، سب کو اپنی اولاد سمجھ۔ اگر ان کی حاجات پوری کرو گے تو بارگاہ حق میں تم مقبول ہو گے خواہ تم میں کتنے ہی عیوب کیوں نہ ہوں اگر ان کی حاجت برآری نہیں کرو گے تو اللہ کے ہاں تمہارا کوئی مقام نہیں خواہ تم کتنی ہی خوبیاں کیوں نہ رکھتے ہو اور کتنے ہی پرہیزگار کیوں نہ ہو۔ (اسرار التوحید)

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا قول ہے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ میری ایک دعا قبول ہو گی تو وہ دعا بادشاہ (حاکم) کی اصلاح حال کے لیے کرونگا تا کہ اس کا نفع تمام عوام الناس کو پہنچے۔

اخلاقِ محسنی میں ہے کہ ایک بادشاہ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ حج ادا کرے، اس نے وزیروں سے اس بات کا ذکر کیا، وزیروں نے بادشاہ سے کہا آپ کی مملکت میں ایک ایسا درویش ہے جس نے ساٹھ حج ادا کیے ہیں۔ بجائے اس کے کہ بادشاہ سلامت حج کے لیے خود خانہ کعبہ جائیں اس درویش سے ایک حج کا ثواب خرید لیا جائے۔ بادشاہ وزیروں کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے درویش کی خدمت میں گیا اور اس سے کہا مجھے حج ادا کرنے کی تمنا ہے، سلطنت کے اراکین کا مشورہ یہ ہے کہ میں سفر پر نہ جاؤں میں نے سنا ہے کہ تم نے بہت حج ادا کیے ہیں کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم اپنے ایک حج کا ثواب مجھے بیچ دو تا کہ تمہیں خوشحالی مل جائے اور مجھے ثواب مل جائے؟ درویش نے کہا میں نے جتنے حج کیے ہیں ان سب کا ثواب میں تمہیں بیچنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا ہر حج کی کیا قیمت ہو گی؟ درویش نے کہا کہ ہر حج میں میرے ایک قدم کی

Marfat.com

قیمت تمام دنیا کی دولت ہے۔ بادشاہ نے کہا تمام دنیا کی دولت میں سے میرے پاس تو بہت تھوڑی سی ہے وہ تو تمہارے ایک قدم کی قیمت بھی نہیں بنتی پھر میں تو ایک حج بھی نہیں خرید سکتا۔ درویش نے کہا اے بادشاہ سلامت ترے لیے میرے تمام حج خریدنا بہت آسان ہے۔ بادشاہ نے کہا کیسے؟ درویش نے کہا جب تم کسی مقدمے میں کسی مظلوم کیساتھ انصاف کرتے ہو اور ایک گھنٹہ دادرسی میں صرف کرتے ہو اس گھنٹے کا ثواب مجھے بخش دو تاکہ میں نے جو ساٹھ حج کیے ہیں ان سب کی قیمت تمہیں بخش دوں، میں پھر بھی فائدے میں رہوں گا اور اس سودے میں بہت سا نفع حاصل کرونگا۔ عدل و انصاف کی اہمیت کے حوالے سے مولانا واعظ کاشفیؒ فرماتے ہیں کہ:

بہرام گور ایک باغ میں گیا موسم بہت گرم تھا اس نے باغبان سے کہا انار کے رس کا ایک پیالہ لاؤ، باغبان نے فوراً ہی تعمیلِ حکم کی اور انار کے رس کا ایک گلاس لے کر آ گیا۔ بہرام نے پوچھا اے باغبان اس باغ سے کتنی آمدنی ہوتی ہے؟ اس نے کہا تین سو دینار۔ بہرام نے پوچھا کہ بادشاہ کو کتنا ٹیکس دیتے ہو؟ باغبان نے کہا ہمارا بادشاہ باغ پر ٹیکس نہیں لگاتا، زراعت سے ٹیکس لیتا ہے۔ بہرام نے دل میں سوچا میری مملکت میں باغ بہت ہیں اور ہر باغ میں بے شمار درخت ہیں، اگر باغات کی آمدنی سے بھی ٹیکس لیا جائے تو ایک بہت بڑی رقم حاصل ہو سکتی ہے اور رعایا کو اس سے کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچے گا، یہاں سے جا کر میں یہ حکم دوں گا کہ باغوں کی آمدنی سے بھی خراج وصول کیا جائے، اس نے باغبان سے کہا انار کے رس کا ایک گلاس اور لاؤ۔ باغبان چلا گیا اور کافی دیر کے بعد انار کے رس کا گلاس لے کر آیا۔ بہرام نے کہا اے باغبان پہلی

Marfat.com

بار تو تم جلد ہی رس کا گلاس لے آئے تھے' اس دفعہ دیر کی اور پھر بھی انار کا رس اس کے برابر نہیں لائے؟ باغبان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ نوجوان بہرام بادشاہ ہے' باغبان نے کہا اے نوجوان اس میں میرا کوئی قصور نہیں تھا یہ قصور بادشاہ کا تھا جس کی نیت میں فتور آ گیا اور اس نے ظلم کرنے کا ارادہ کرلیا ہے' اس لیے میوے سے برکت ختم ہوگئی ہے' پہلی بار ایک انار سے پورا گلاس نکلا اور اس بار دس اناروں میں سے اتنا رس بھی حاصل نہیں ہوا۔ بہرام یہ سن کر بہت متاثر ہوا اور اس نے باغوں پر ٹیکس لگانے کا خیال دل سے نکال دیا ور کہا اے باغبان ایک بار اور جا اور انار کے رس کا ایک گلاس لا۔ باغبان گیا اور جلدی واپس آ گیا ہنستا ہوا اور انار کے رس سے بھرا ہوا پیالہ لا کر بہرام کو دے دیا اور کہنے لگا اے نوجوان عجیب بات ہے ہمارے بادشاہ نے ظلم کی نیت بدل دی ہے اور فوراً ہی اس کی برکت کا اثر ظاہر ہو گیا ہے اور ایک انار کے رس ہی سے پورا گلاس بھر گیا ہے۔
(اخلاق محسنی)

ھرات کے ایک بادشاہ نے ایک بزرگ صوفی (شاہ سنجانؒ) سے درخواست کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے:

شاہ سنجانؒ نے کہا اگر نجات دنیا اور درجات آخرت چاہتے ہو تو رات کو بارگاہِ الٰہی میں داد گدائی دو اور دن کو اپنی بارگاہ میں گدایانِ دھر کی دادرسی کرو۔

حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں ایک دیوار کی لپائی کر رہے تھے کہ ایک یہودی آپ کے پاس فریاد لے کر آیا کہ بصرہ کے حاکم نے مجھ سے ایک لاکھ درہم کا سامان خریدا تھا جس کی قیمت ادا کرنے میں وہ

لیت ولعل سے کام لے رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کاغذ لاؤ اس نے کہا کہ کاغذ تو میرے پاس نہیں، آپ نے خود مٹی کے ڈھیلے پر لکھا کہ تیرے شکایت کرنے والے بہت ہیں اور تیرا شکریہ ادا کرنے والے نایاب ہیں۔ شکایت کے اسباب سے دور رہ یا مسند حکومت چھوڑ دے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ نوشتہ جس پر کوئی مہر نہیں تھی، وہ یہودی لے کر پہنچا، آپ کا دبدبہ اتنا زیادہ تھا کہ حاکم بصرہ نے فوراً یہودی کی تمام رقم ادا کر دی ___ عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو دیکھا کہ پانی سے بھری ہوئی مشک گردن پر اٹھائے ہوئے تھے، میں نے کہا کہ اے امیر المومنین آپؓ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ دوسرے علاقوں سے بہت سے وفد آئے ہوئے تھے تاکہ میری باتیں سنیں اور ان پر عمل کریں، اس بات سے مجھ میں کچھ تکبر سا پیدا ہو گیا تھا میں نے اس تکبر کو توڑنے کے لیے پانی کی مشک لی اور ایک انصاری خاتون کے گھر کے مٹکوں میں پانی بھر دیا ___ حضرت ابو ہریرہؓ مدینہ کے گورنر تھے، ایک روز ان کو لوگوں نے دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھا کمر پر لادے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ذرا اپنے امیر کو رستہ دے دو۔

مروج الذہب میں ہے کہ حضرت سفیان ثوریؒ ایک بار مہدی کے دربار میں گئے اور عام معمول کے مطابق سلام کیا۔ دربار کے آداب کے مطابق سلام نہیں کیا۔ خلیفہ مہدی نے حضرت سفیانؒ سے کہا کہ تم ہماری پکڑ سے بچنے کے لیے اِدھر اُدھر بھاگتے پھرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ تم ہماری پکڑ سے بچ جاؤ گے۔ اب تم ہماری دسترس میں ہو، کیا اب تمہارے بارے میں ہم جو چاہیں حکم نہیں دے سکتے؟ حضرت سفیانؒ نے فرمایا

Marfat.com

''ہاں! میں تمہاری دسترس میں ہوں۔ تم جو چاہو میرے بارے میں حکم دے سکتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ جو تم پر دسترس رکھتا ہے وہ بھی تمہارے بارے میں جو حکم چاہے دے سکتا ہے''۔ مہدی یہ سن کر لاجواب ہو گیا۔

حضرت ابو علی دقاقؒ نے فرمایا کہ سلاطین کی صحبت سے بچو کہ ان کا مزاج بچوں کے مزاج کی طرح ہوتا ہے اور ان کا دبدبہ شیروں کے دبدبہ کی طرح ہوتا ہے۔

نخشبیؒ ''سلک السلوک'' میں فرماتے ہیں کہ ایک درویشِ وقت پاؤں پھیلائے بیٹھے تھے اور پاؤں پر اپنی گدڑی ڈالے اس میں پیوند لگا رہے تھے' اسی اثنا میں وہاں کا بادشاہ ان سے ملنے آ گیا' درویش اسی طرح پاؤں پھیلائے اپنے کام میں لگے رہے' بادشاہ کو دیکھ کر پاؤں نہ سکیڑے۔ بادشاہ کے محافظ نے کہا' شیخ اپنے پاؤں سکیڑ و' درویش خاموش رہے اور اس کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی' دوبارہ اس نے کہا کہ شیخ اپنے پاؤں سکیڑ و' درویش نے نہایت تحمل سے جواب دیا کہ مدت ہوئی ہم نے اپنے ہاتھ سکیڑ لیے ہیں' اگر پاؤں نہ سکیڑیں تو ہمارے لیے مناسب ہے۔

ایک بار سلطان قباچہ نے حضرت بہاء الدین زکریاؒ سے بطور امتحان پوچھا کہ ولی کی نشانی کیا ہے؟ اسی اثنا میں ایک مکھی قباچہ کی ناک پر آ کر بیٹھ گئی۔ قباچہ نے مکھی کو اڑایا لیکن وہ نہ اڑی۔ قباچہ نے پھر پوچھا کہ ولی کی نشانی کیا ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ اولیا کی ناک پر مکھی نہیں بیٹھتی۔

ایک دن شہر کا حاکم جس کا نام امیر معین الدین پروانہ تھا' حضرت مولانا رومؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ مولانا رومؒ نے کچھ

Marfat.com

دیر سوچا پھر فرمایا کہ امیر معین الدین میں نے سنا ہے کہ تم نے قرآن پاک بھی حفظ کیا ہے۔ امیر معین الدین نے کہا جی ہاں۔ پھر آپؒ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے حضرت شیخ صدرالدین سے احادیث کا درس بھی لیا ہے۔ معین الدین نے کہا جی ہاں' حضرت مولانا رومؒ نے کہا جب تم نے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کو پڑھ لیا اور پوری طرح سمجھ بھی لیا اور ان کلمات سے تم نے کوئی نصیحت قبول نہیں کی اور کسی آیت اور حدیث کے مطابق تم عمل نہیں کرتے تو مجھ سے کوئی نصیحت سن کر کیسے عمل کرو گے۔

معین الدین پروانہ یہ سن کر روتا ہوا چلا گیا اور اس کے بعد اس نے عدل و انصاف کی اعلیٰ روایات قائم کیں اور یگانہ روزگار بن گیا۔

ایک دن سلطان عزالدین کیکاؤس حضرت مولاناؒ کی زیارت کو آیا' آپ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اس نے نہایت عاجزی سے کہا کہ حضرت مولانا مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں کیا نصیحت کروں' تمہیں اللہ نے گڈریا بنایا ہے اور تم بھیڑیئے بنے ہوئے ہو! تمہیں اللہ نے پاسبان بنایا ہے اور تم ڈاکو بنے ہوئے ہو!۔

ایک روز آپ نے فرمایا کہ امیر معین الدین چاروں قبلوں کی خدمت کرو۔ امیر معین الدین نے عرض کی کہ حضرت ہم لوگ ایک قبلہ کو جانتے ہیں' دوسرے تین قبلے کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا اول قبلۂ نماز ہے' دن میں پانچ بار اس کی طرف ہم منہ کرتے ہیں۔ دوم قبلہ آسمان ہے جو قبلۂ دعا ہے جب ضرورت ہوتی ہے تو ہم آسمان کی

طرف رخ کر کے دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بھیک مانگتے ہیں۔ تیسرے بادشاہ جہان ہیں جو قبلۂ حاجات ہیں اور مظلوموں اور مساکین کی پناہ گاہ ہیں اور جو کوئی مظلوم اور مسکین تمہارے پاس آئے اس کی حاجت پوری کرو تاکہ حق تعالیٰ تمہاری دینی اور دنیاوی حاجات پوری کرے۔

چوتھا قبلہ مردانِ خدا کا دل ہے جو حق کی نگاہ کا قبلہ ہے اور سب سے عالی تر اور برتر ہے۔ (مناقب العارفین، ص ص ۱۶۵ و ۴۴۶-۴۴۵)

حضرت بوعلی دقاقؒ کا قول ہے کہ سخاوت کے تین درجے ہیں اول سخا (سخاوت)، دوم جود، سوم ایثار جو شخص خدا کو اپنے نفس کے بدلے قبول کرے اس کو صاحب سخا کہا جاتا ہے اور جو خدا کو دل کے بدلے قبول کرے اسے صاحب جود کہا جاتا ہے اور جو خدا کو اپنی جان کے بدلے قبول کرے وہ صاحب ایثار ہے۔ ایثار بھی صوفیہ کی ایک اہم خوبی ہے، غلام خلیل نے صوفیہ سے دشمنی کی وجہ سے خلیفۂ وقت کے پاس شکائت کی کہ یہ لوگ رقص و سرود کرتے ہیں اور کلماتِ کفر بولتے ہیں اور تہہ خانوں میں بیٹھتے ہیں اور وہاں چھپ کر باتیں کرتے ہیں، یہ لوگ زندیق ہیں ان کے قتل کرنے سے زندیقیت ختم ہو جائے گی اور خلیفہ کو بڑا ثواب ملے گا۔ خلیفہ نے فوراً حکم دیا کہ ان سب کو ہمارے حضور میں پیش کیا جائے چنانچہ ابوحمزہ، حضرت ارقامؒ شبلیؒ ابوالحسن نوریؒ اور جنید بغدادیؒ کو پیش کیا گیا، خلیفہ نے ان کے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ جلاد نے ارقامؒ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، حضرت ابوالحسن نوریؒ فوراً اپنی جگہ سے اٹھے حضرت ارقامؒ کی جگہ پر جا بیٹھے اور مسکراتے ہوئے بولے کہ سب سے پہلے مجھے قتل کرو، جلاد نے کہا اے جوانمرد! ابھی

Marfat.com

تیری باری نہیں آئی' حضرت ابوالحسن نوریؒ نے کہا کہ میرے طریقے کی بنیاد ایثار پر ہے' دنیا میں سب سے عزیز ترین چیز مجھے زندگی ہے' میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی کا ایک لمحہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کے لیے قربان کردوں' حالانکہ میرے نزدیک دنیا کی زندگی کا ایک لمحہ آخرت کے ہزار سال سے بہتر ہے کیونکہ دنیا خدمت کی جگہ ہے اور آخرت قربت کا مقام ہے اور قربت خدمت سے حاصل ہوتی ہے' جب یہ باتیں خلیفہ نے سنیں تو وہ ان کے خلوص اور ایثار سے بہت متاثر و متعجب ہوا' اس نے حکم دیا کہ ابھی کسی کو قتل نہ کیا جائے اور ان کا معاملہ قاضی کے سپرد کردیا۔ قاضی نے کہا کہ بغیر دلیل کے ان کو کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ قاضی کو معلوم تھا کہ حضرت جنید بغدادیؒ ایک بہت بڑے عالم ہیں اور نوری کی باتیں بھی سن چکے تھے' اس نے دل میں خیال کیا کہ اس دیوانہ مزاج شبلیؒ سے کوئی فقہ کا سوال پوچھا جائے تاکہ وہ جواب نہ دے سکے' قاضی نے حضرت شبلیؒ سے پوچھا بیس دینار پر کتنی زکوۃ دینی چاہیے؟ حضرت شبلیؒ نے فرمایا ساڑھے بیس دینار' قاضی نے پوچھا اس طرح کی زکوۃ کا کس نے فتویٰ دیا؟ حضرت شبلیؒ نے فرمایا حضرت صدیق اکبرؓ نے کہ چالیس ہزار دینار رکھتے تھے اور ایک کوڑی اپنے پاس نہ رکھی سب راہِ حق میں دے دیے۔ قاضی نے پوچھا کہ اس آدھے دینار کا کیا معاملہ ہے؟ شبلیؒ نے کہا کہ یہ جرمانہ ہے کہ بیس دینار کیوں جمع کیے؟ پھر قاضی نے حضرت نوریؒ سے ایک مسئلہ پوچھا' حضرت ابوالحسن نوریؒ نے فوراً جواب دے دیا' قاضی شرمندہ ہوگیا اور پھر ابوالحسن نوریؒ نے کہا اے قاضی تم نے ساری باتیں پوچھیں لیکن اس کے بارے میں بالکل نہ پوچھا کہ ایسے مردانِ خدا بھی ہیں جن کا اٹھنا بیٹھنا' حرکت و سکون خدا سے ہے'

اسی کے ساتھ ہے، یہ لوگ اسی سے زندہ و پائندہ ہیں، اگر ایک لمحہ اس کے مشاہدے سے محروم ہو جائیں تو ان کی جان نکل جائے، یہ لوگ خدا کے حکم ہی سے یعنی خدا کے حکم کے مطابق سوتے ہیں، کھاتے ہیں، چلتے ہیں، دیکھتے ہیں، سنتے ہیں۔ قاضی نے خلیفہ سے کہا کہ اگر یہ ملحد ہیں تو پھر میری نظر میں ساری دنیا میں کوئی بھی موحد نہیں، خلیفہ نے ان حضرات کو اپنے دربار میں بلایا اور کہا کوئی حاجت ہو تو بتائیے؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہماری حاجت یہ ہے آپ ہمیں فراموش کر دیں۔

صوفیہ شریعت کی پیروی صدق و اخلاص سے کرتے ہیں یوں صوفیہ صدق واخلاص کا پیکر ہوتے ہیں، قرآنِ پاک میں ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (سورہ ۹، آیت ۱۱۹) وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُوْلٰئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (سورہ ۳۹، آیت ۳۳) اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (سورہ ۳۹، آیت ۳)۔ صوفیہ کا قول ہے ''خود را چنان کہ باشی نمائی یا چناں کہ نمائی باشی''، یعنی صدق یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو ایسا ظاہر کرو جیسا کہ تم ہو یا جیسا تم ظاہر کرتے ہو ایسے تم بن جاؤ! بزرگانِ دین کا قول ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ اپنے معاملات کو مخلوق کی نظر سے محفوظ رکھو اور صدق یہ ہے کہ اپنے اعمال کو نفس کی آلائش سے پاک رکھو۔ صدق کے معنی ہیں (عمل) سچا ہونا اور اخلاص کے معنی ہیں (عمل) خدا تعالیٰ کے لیے ہونا۔ صدق واخلاص کے حوالے ہی سے صوفیہ کی حق گوئی کے محیر العقول واقعات ہیں۔ فقرا خانقاہ نشین نے شاہانِ مسند نشین کے سامنے بڑی بے باکی اور بے خوفی سے کلمۂ حق کہا ہے اور انہیں دینداری کی تبلیغ کی ہے، ظلم وستم سے باز رہنے اور عدل و انصاف کرنے کی

Marfat.com

تلقین کی ہے۔ صوفیائے کرام نے ظالم اور جابر بادشاہوں کے سامنے ہمیشہ حق بات کہی ہے' انہوں نے اپنا سر کٹا دیا لیکن کبھی اپنا سر نہیں جھکایا' تاریخ اسلام ایسے واقعات سے پر ہے۔ یوں صوفیہ نے اسلامی معاشرے میں ایک طرح سے حزب اختلاف کا رول ادا کیا ہے۔

حضرت سفیان ثوری ؒ کا قول ہے کہ بہترین بادشاہ وہ ہے جو اہلِ علم کی مجلس میں بیٹھے اور ان سے علم سیکھے اور بدترین عالم وہ ہے جو سلطان کی مجالس میں جائے۔ حضرت ابوسلیمان دارانی ؒ کا قول ہے کہ میں خلیفۂ وقت کو برا سمجھتے ہوئے بھی کبھی لوگوں کے سامنے اس کی برائی اس ڈر سے نہیں کرتا کہیں لوگ مجھے مخلص اور حق گو نہ سمجھ بیٹھیں۔ شیخ عبداللہ نیازی ؒ سلیم شاہ سوری کے طلب کرنے پر جب لشکر شاہی میں پہنچے تو بے باکانہ گردن اٹھائے سلیم شاہ کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور السلام علیکم کہا۔ ایک مرید نے جو انہیں شاہی غضب سے بچانا چاہتا تھا ان کی گردن جھکا دی اور کہا بادشاہوں کو یوں سلام نہیں کرتے بلکہ گردن جھکا کر کرتے ہیں۔ اس پر شیخ نے گرج کر کہا سلام کا وہ طریقہ جو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور صحابہ کرام ؓ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا کرتے تھے' وہ یہی ہے' میں اس کے سوا کوئی اور سلام نہیں جانتا' سلیم شاہ نے غضبناک ہو کر اشارہ کیا اور شیخ عبداللہ نیازی ؒ کے جسم کے ٹکڑے کر دیئے گئے ____ حضرت امام احمد بن حنبل ؒ قرآنِ پاک کو مخلوق نہیں مانتے تھے اور بغداد میں معتزلہ کا غلبہ تھا' معتزلہ کے کہنے پر حضرت امام احمد بن حنبل ؒ کو گرفتار کر لیا گیا۔ خلیفہ کے محل کے دروازے پر ایک سپاہی تھا' اس نے کہا اے امام خبردار مردوں کی طرح بات کرنا اور اپنی بات پر قائم

Marfat.com

رہنا میں نے بھی ایک چوری کی تھی، مجھے ہزار دُرّے مارے گئے لیکن میں نے اقرار نہیں کیا، آخر کار مجھے رہائی مل گئی۔ میں نے باطل پر اس طرح صبر کیا تم تو حق پر ہو۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے سخت مظالم سہے، کوڑے کھائے لیکن اس پیکر حق نے قرآن کو اللہ کا کلام ہی کہا، قرآن پاک کو مخلوق نہیں مانا۔ حضرت خواجہ خوردؒ (جو حضرت باقی باللہؒ کے بیٹے تھے) کی مجلس میں ایک امیر بہمن یار خان عام لباس میں آ گیا اور عوام کی صف میں نیچے ہی بیٹھ گیا، کسی نے امیر کو پہچان لیا اور حضرت خواجہ خوردؒ کے کان میں کہا کہ فلاں شخص امیر بہمن یار ہے اور اس کی تعظیم واجب ہے۔ آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اگر یار ہے تو اسے تعظیم کی ضرورت نہیں، اگر اغیار میں سے ہے تو وہ لائق تعظیم نہیں، بہمن یار نے جب یہ سنا تو بہت محظوظ ہوا۔ عالمگیر دکن کے بزرگ صوفی حضرت عبداللطیف برھانپوریؒ کی خدمت میں پہنچا اور کچھ گاؤں بطور نذر پیش کیے مگر انہوں نے یہ گاؤں قبول کرنے سے انکار کیا اور یہ شعر پڑھا:

شاہ ما را دہ دھد، منت نہد
رازق ما رزق بے منت دھد

یعنی بادشاہ ہمیں گاؤں دیتا ہے اور احسان دھرتا ہے، ہمارا رازق ہمیں رزق بغیر احسان جتائے عطا کرتا ہے۔

بادشاہ اورنگ زیب اس شعر کو سن کر متاثر ہوئے مگر انہوں نے کہا کہ ہم فقرا تو اہل اللہ کی خدمت دنیا کی بھلائی اور آخرت کی برکت کے لیے کرتے ہیں، احسان کرنا مقصود نہیں۔ حضرت عبداللطیفؒ نے فرمایا اگر خیر و برکت حاصل کرنا ہے تو متوکلین کے وظیفے

مقرر کرو، مظلوموں کو ظالموں سے بچاؤ، کمزوروں کو ان کے حقوق دو (تذکرۃ الاولیا، حصہ اول، ص ص ۴۷-۳۷، ۵۵، ۱۶۰-۱۱۲، ۱۷۸، ۲۰۹، حصہ دوم، ص ص ۴۴-۴۰، ۱۶۵۔ سید صباح الدین، بزم تیموریہ ص ۲۵۳، نیز رف مقدمۂ رقعات عالمگیری از سید سعید اشرف)۔

کہتے ہیں کہ سلطان محمود غزنویؒ شیخ ابوالحسن خُرقانیؒ کی زیارت کے لیے خرقان آئے اور خیال تھا کہ شیخ استقبال کے لیے آئیں گے۔ شیخ نے پروا نہیں کی، امیر ایاز شیخ کے پاس آئے کہ سلطان جو غازی اور مجاہد ہے اور مسلمانوں کا بادشاہ ہے، آپ اس سے ملاقات کے لیے نہیں آئے حالانکہ وہ صرف آپ کی زیارت کے لیے یہاں آیا ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ ہم فقیر ہیں اور وہ سلطان ہے، ہماری فقیری اور محمود غزنویؒ کی عظمتِ سلطنت میں کیا مناسبت، ایاز نے کہا آپ نے یہ آیت تو سنی ہوگی۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (سورہ ۴، آیت ۵۹)

شیخ نے جواب دیا جو آیت تم نے پڑھی ہے وہ واجب الاطاعت اور لازم الاتباع ہے لیکن میں تو اطیعوا اللہ میں اتنا غرق ہوں کہ ابھی اطیعوا الرسول تک نہیں پہنچا، اولی الامر کی تو بات ہی کیا۔ آخر سلطان محمود شیخ کی زیارت کرنے خود گیا۔

ایک دفعہ امام محمد غزالیؒ کو مشہور بادشاہ ایران سنجر نے دربار میں بلایا۔ دربار کی شان دیکھ کر آپ پر رعشہ طاری ہو گیا۔ آپ کے ساتھ ایک حافظ قرآن تھا۔ آپ نے اس کو کہا کہ کوئی آیت پڑھو۔ اس نے یہ آیت پڑھی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (سورہ ۳۹، آیت ۳۶) (کیا اللہ تعالیٰ بندوں کے لیے کافی نہیں ہے) حضرت امام

غزالیؒ سنبھل گئے اور دربار میں بڑی بے باکی سے تقریر کی اور سنجر کو خطاب کر کے کہا کہ طوس کے لوگ ظلم اور بدانتظامی سے تباہ حال تھے' اس سردی اور قحط سے اور بھی برباد ہو گئے' ان پر رحم کر' خدا تجھ پر رحم کرے گا' افسوس مسلمانوں کی گردنیں مصیبت اور تکلیف سے ٹوٹی جاتی ہیں اور تیرے گھوڑوں کی گردنیں طوقہائے زریں کے زور سے جھکی جاتی ہیں۔

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کو عالمگیر نے کچھ زمین دینی چاہی لیکن انہوں نے اس پیش کش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا' ایک روز عالمگیر نے شوق ملاقات کا پیغام بھیجا' انہوں نے اس کاغذ پر جس میں ان کا جوتا لپٹا ہوا تھا' یوں انکار لکھا کہ "اہل اللہ کا اس پر اجماع ہے کہ وہ فقیر بہت برا ہے جو امیر کے آستانے پر جائے۔ چشت کے بعض ملفوظات میں درج ہے کہ جس کا نام بادشاہ کے دفتر میں لکھ دیا جاتا ہے' حق تعالیٰ کے دفتر سے اس کا نام خارج کر دیا جاتا ہے"۔ عالمگیر کو یہ رقعہ ملا تو اس نے اپنی جیب میں رکھ لیا' فرصت کے وقت اس کو پڑھ کر روتا تھا_ کہتے ہیں کہ اورنگ زیب حضرت عبداللطیف برہانپوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا' شیخ برہان پوری بادشاہ اور امرا سے ملنا اپنے مسلک کے خلاف سمجھتے تھے اس لیے اورنگ زیب بھیس بدل کر ان کی مجلس میں شریک ہوا۔ ایک نووارد کو دیکھ کر شیخ برہانؒ نے نام پوچھا۔ اورنگ زیب نے جب اپنا نام بتایا تو وہ اس کی طرف مخاطب نہیں ہوئے اور نہ اور لوگوں کی طرح اس کو کوئی تبرک دیا۔ اورنگ زیب دوسرے دن پھر ان کی خدمت میں پہنچا' شیخ نے کہا عالمگیر یہ مقام تم کو پسند ہے' تو لے لو' ہم کسی اور جگہ چلے جائیں گے۔ مگر تیسرے دن اورنگزیب پھر ان

Marfat.com

کے پاس گیا' وہ نماز کے لیے خانقاہ سے باہر نکل رہے تھے کہ اورنگزیب بڑے ادب سے ان کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کی کہ دارا شکوہ نے شریعت کو نظر انداز کر رکھا ہے' اگر مجھے حکومت ملی تو دینِ نبوی کے احکام پر عمل کے ساتھ رعایا پروری کروں گا اور درخواست کی کہ آپ باطنی توجہ فرمائیے۔ شیخ برہانؒ نے فوراً کہا کہ ہمارے جیسے کم اعتبار فقیروں کی دعا سے کیا ہوتا ہے' تم بادشاہ ہونیکی' عدل پروری' رعیت نوازی کی نیت کے ساتھ دعا کرو' ہم بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ اسی وقت اورنگ زیب کے ساتھی شیخ نظام نے اورنگ زیب سے کہا بادشاہت مبارک ہو۔

ایک دفعہ جنید بغدادیؒ کو مکتفی باللہ نے دربار میں بلایا اور ان سے پوچھا کہ آپ کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے جسے میں پوری کروں؟ فرمایا فقط یہ ہے کہ آپ مجھے بھول جائیں اور آئندہ یاد نہ فرمائیں۔ حضرت بوعلی قلندر پانی پتیؒ کا ایک خادم بازار میں جا رہا تھا' اس وقت عامل یعنی حاکم شہر کی سواری وہاں سے گذر رہی تھی۔ چوبدار نے اس درویش کو سخت سست الفاظ کہے اور کوڑے مارے۔ وہ درویش خادم حضرت بوعلیؒ کے حضور میں روتا پیٹتا آیا اور حاکم شہر کی شکایت کی۔ یہ سن کر حضرت کو سخت غصہ آیا۔ آپ نے اپنے منشی کو بلایا اور حکم دیا کہ سلطان دہلی کو ہماری جانب سے فرمان لکھو کہ تمہارے عامل کے اہل کار نے ہمارے خادم کو بلاوجہ مارا پیٹا ہے' اس بدذات عامل کو معزول کر دو ورنہ ہم سلطنت ہند کسی اور کو بخش دیں گے:

باز گیر این عامل بدگوہری
ورنہ بخشم ملکِ تو با دیگری

سلطان دہلی یہ خط پڑھ کر لرزہ براندام ہو گیا۔ اس نے فوراً حاکم شہر کو معزول کر دیا اور حضرت بو علی قلندرؒ سے معافی کا خواستگار رہا۔ (تذکرۃ الاولیا' ص ص ۱۷۷' ۱۷۷۔ جلال ہمائی' غزالی نامہ۔ شاہ ولی اللہ انفاس العارفین' ص ص ۱۵۵۔ بزم تیموریہ' ص ص ۴۶' ۲۵۴)

سچ تو یہ ہے کہ یہی وہ ہستیاں ہیں جن کے بارے میں علامہ محمد اقبالؒ نے فرمایا ہے اور کیا خوب فرمایا ہے:

زشاہ باج ستانندو خرقہ می پوشند

## صوفیہ اور انسان دوستی:

صوفیہ کا ہر عمل اللہ کے لیے ہوتا ہے' ان کی نظر میں تمام بنی نوع انسان بلکہ تمام چرند' پرند' درند خدا کی دامن ربوبیت میں پل رہے ہیں' سو صوفی سب کے لیے باعثِ رحمت بننے کی کوشش کرتا ہے کہ اس کا رب رحمٰن و رحیم ہے' اس کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر الزمان رحمۃ للعالمین ہے اور اس کا قرآن تمام تر رحمت کا پیغام ہے' حدیث پاک ہے لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس یعنی جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرتے۔ اس لیے سچے صوفی کی زندگی انسان دوستی اور حسنِ خلق کا اعلیٰ ترین نمونہ ہوتی ہے۔ حضرت بایزیدؒ ہمدان سے بسطام گئے۔ جب کپڑوں کی گٹھڑی کھولی تو دیکھا کہ اس میں ایک چیونٹی موجود ہے۔ اس خیال سے کہ یہ چیونٹی اپنے قبیلے سے بچھڑ گئی ہے واپس ہمدان گئے اور اسے وہاں چھوڑ کر آئے۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کا قول ہے کہ اگر ترکستان سے شام تک کسی کے پاؤں میں کانٹا چبھتا ہے' تو وہ ہمارے

Marfat.com

پاؤں ہی میں چبھتا ہے اور اگر کسی کے پاؤں میں چوٹ لگتی ہے یا دل کو دکھ پہنچتا ہے تو وہ غم اور صدمہ ہمیں بھی ہوتا ہے۔ اسی حوالے سے ابوسعید ابوالخیرؒ کا قول ہے کہ ''ہر چہ خلق را نشاید خدا را نشاید'' یعنی خلق خدا کی جس میں بھلائی نہیں وہ کام خدا کو بھی پسند نہیں (تذکرۃ الاولیا' حصہ دومؒ' ص ص ۱۸۱-۱۸۰۔ اسرار التوحید' ص ۳۱۹)۔ حضرت نظام الدین اولیاؒ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن سب سے بڑا انعام اس کو ملے گا جس نے مسلمانوں اور عام انسانوں کی خوشی کے لیے کام کیا۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کا قول ہے کہ جب سے میں نے مخلوقِ خدا کے ساتھ صلح کی ہے پھر کبھی مخلوق خدا سے جنگ نہیں کی اور جب سے نفس کے ساتھ جنگ کی ہے پھر اس سے کبھی صلح نہیں کی۔ حضرت ابو بکر ورّاقؒ کا قول ہے کہ خدا تعالیٰ بندے سے آٹھ چیزیں چاہتا ہے' انسان کے دل سے دو چیزوں کا طالب ہے: فرمانِ حق کی تعظیم اور خلقِ خدا پر شفقت اور زبان سے دو چیزیں چاہتا ہے: توحید کا اقرار اور مخلوق کے ساتھ نرمی اور جسم سے دو چیزیں چاہتا ہے: خدا کی اطاعت کرنا اور مسلمانوں کی مدد کرنا اور اخلاق سے دو چیزیں چاہتا ہے: خدا کے حکم پر صبر کرنا اور مخلوقِ خدا کے ساتھ حلم و بُردباری سے پیش آنا۔ حضرت بایزید بسطامیؒ کا قول ہے کہ جب میں عرش خداوندی کے نزدیک پہنچا اور دریافت کیا کہ اللہ کہاں ہے؟ جواب ملا کہ اللہ میاں کو اہلِ زمین کے شکستہ قلوب میں تلاش کرو۔ حضرت سری سقطیؒ کا قول ہے کہ حسنِ خلق یہ ہے کہ مخلوقِ خدا کو آزار نہ پہنچاؤ اور لوگوں کی دی ہوئی تکالیف کو برداشت کرو۔

ایک روز حضرت ابرہیم بن ادہمؒ نے حضرت جبرائیلؑ کو خواب میں دیکھا کہ

Marfat.com

آسمان سے زمین پر اترے ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک کتاب ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ کتاب میں کیا لکھ رہے ہیں؟ فرمایا میں اللہ کے دوستوں کے نام لکھ رہا ہوں۔ میں نے کہا میرا نام بھی لکھ دو۔ حضرت جبرائیلؑ نے کہا تم ان میں سے نہیں ہو۔ میں نے کہا کہ میں اللہ کے دوستوں کا دوست ہوں۔ حضرت جبرائیلؑ نے کچھ دیر سوچا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان آیا ہے کہ سب سے پہلے ابراہیم ادہمؒ کا نام لکھو!

ابراہیم خواصؒ ایک درویش کے ساتھ سفر پہ نکلے' انہوں نے اس درویش سے کہا کہ تم امیر بننا پسند کرو گے یا ماتحت' اس نے کہا ماتحت۔ تمام راستے حضرت ابراہیم خواصؒ اس کی خدمت کرتے رہے اور اس کا سامان اپنے سر پر اٹھا کر چلتے رہے۔ بارش ہوئی تو رات بھر اس کے سر پر کمبل کا سایہ کیے رکھا۔ مکےّ تک حضرت خواصؒ نے اس کی اسی طرح خدمت کی۔ ایک بار حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے ایک مست کو دیکھا کہ زمین پر گرا ہوا ہے اور اس کے منہ پر گندگی لگی ہوئی ہے۔ آپ پانی لائے اور اس مست کے منہ کو دھویا اور فرمایا کہ وہ منہ جس سے ذکر حق ادا کیا جاتا ہو وہ آلودہ نہیں رہنا چاہیے' جب وہ آدمی ہوش میں آیا اور اسے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے اس کا منہ دھویا تھا' اس نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی۔ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کو خواب میں بشارت ہوئی کہ اے ابراہیم تو نے ہمارے لیے منہ دھویا ہم نے تیرا دل دھو دیا یعنی پاک کر دیا (تذکرۃ الاولیا' حصہ اول' ذکر بایزید بسطامی' ص ۱۰۲' حصہ دوم' ص ص ۸۸' ۱۴۹' ۱۸۷۔ فوائد الفواد)۔ حضرت معروف کرخیؒ کچھ لوگوں کے ہمراہ جا رہے تھے راستے

میں ایک مجمع رقص وسرود اور مے نوشی میں مسرور و مست مل گیا۔ ہمراہیوں نے ان کے حق میں بددعا کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا اے اللہ جس طرح تو نے انھیں دنیا میں عیش عطا فرمائی ہے آخرت میں بھی انھیں عیش عطا فرما۔ جونہی آپ نے یہ فرمایا سارا مجمع شراب ورباب پھینک کر آپ کے ہاتھ پر تائب ہو گیا۔ حضرت بایزیدؒ ایک قبرستان سے گذر رہے تھے' ایک بسطامی نوجوان بربط بجا رہا تھا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر لاحول پڑھی' اس نوجوان نے اپنا بربط اتنی زور سے آپ کے سر پر دے مارا کہ بایزیدؒ کا سر پھٹ گیا اور بربط بھی ٹوٹ گیا۔ آپ نے گھر واپس آ کر اس نوجوان کو بربط کی قیمت اور تھوڑا سا حلوہ بھیجتے ہوئے پیغام دیا کہ اس رقم سے دوسرا بربط خرید لو اور حلوہ کھاؤ تاکہ ٹوٹے ہوئے بربط کا غم دور ہو جائے۔ نوجوان کو جب یہ پیغام پہنچا تو بہت شرمندہ ہوا۔ شیخ کے پاس آیا اور اس نے گناہ کی زندگی سے توبہ کی۔ ایک جوان بربط ہاتھ میں لیے شراب میں مست جا رہا تھا' اس نے اچانک حضرت عثمان حیریؒ کو دیکھا فوراً بربط کو چھپا لیا اور ٹوپی اوڑھ لی' آپ نے اس سے کہا کہ مجھ سے ڈرو مت ہم دونوں بھائی ایک جیسے ہیں۔ حضرت عثمان حیریؒ کا یہ سلوک دیکھا تو اس نے توبہ کر لی' آپ اس کو اپنے ہمراہ گھر لے آئے اور غسل کروا کر اپنا خرقہ پہناتے ہوئے دعا فرمائی کہ اے اللہ میرے جو اختیار میں تھا وہ تو میں نے کر دیا' اب جو تیرے اختیار میں ہے تو اس کی تکمیل فرما۔ اس دعا کے ساتھ ہی اس شرابی میں ایسا روحانی کمال پیدا ہو گیا کہ خود حضرت عثمانؒ بھی حیرت میں آ گئے۔ حضرت معروف کرخیؒ بازار سے گذر رہے تھے' ایک بہشتی بازار میں یہ کہہ رہا تھا کہ اے اللہ جو میرا پانی پی لے اس کی مغفرت فرما دے' آپ نے

Marfat.com

اپنا نفلی روزہ توڑ کر اس کا پانی پی لیا۔ ایک مرتبہ حضرت معروف کرخیؒ قرآن اور مصلیٰ مسجد میں چھوڑ کر دریا پر وضو کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔ درین اثنا ایک بڑھیا آپ کا قرآن اور مصلیٰ اٹھا کر چلتی بنی، جب راستے میں آپ کی اس سے ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا کیا آپ کا کوئی بچہ قرآن پڑھتا ہے؟ بڑھیا نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا میرا قرآن پاک مجھے واپس کر دو البتہ مصلیٰ میں نے تمہیں بخشا۔ بڑھیا نے جب یہ سنا شرمندہ ہوئی اور توبہ کی (تذکرۃ الاولیا، حصہ اول، ص ص ۱۳۷ و ۲۴۵-۲۴۲، حصہ دوم، ص ۵۰-۴۹۔ اسرار التوحید، ص ۲۵۰)۔ ایک چور حضرت احمد خضرویہؒ کے گھر میں آیا، اس نے بہت کچھ ڈھونڈا کچھ نہ ملا جب ناامید ہو کر واپس جانے لگا تو حضرت احمد خضرویہؒ نے فرمایا اے نوجوان وضو کر اور آج رات ہمارے ساتھ نماز پڑھ، صبح کو جو ہمیں ملے گا ہم تمہیں دے دیں گے تاکہ تو ہمارے گھر سے خالی ہاتھ نہ جائے۔ نوجوان نے یہی کیا، جب صبح ہوئی ایک امیر نے حضرت احمد خضرویہؒ کو سو دینار پیش کیے، آپ نے یہ تمام رقم اس نوجوان کو دے دی اور فرمایا تیری ایک رات کی نماز کی یہ جزا ہے، نوجوان چور بہت شرمندہ ہوا اور اس نے اپنے گناہوں سے توبہ کی۔ ایک مرتبہ چور نے حضرت جنید بغدادیؒ کا کرتا چرا لیا۔ دوسرے دن جب بازار میں آپ نے اس کو فروخت کرتے دیکھا تو خریدنے والا چور سے کہہ رہا تھا کہ اگر کوئی یہ گواہی دے دے کہ یہ مال تیرا ہی ہے تو میں خرید سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں واقف ہوں یہ سن کر خریدار نے کرتا خرید لیا۔

حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز عید کے دن میں نے حضرت معروف

کرخیؒ کو دیکھا کہ کھجوروں کی گٹھلیاں چن رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا کہ میں نے ایک بچّے کو دیکھا کہ وہ رو رہا ہے۔ میں نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ بچّہ بولا! میں یتیم ہوں، نہ میری ماں ہے نہ باپ ہے، دوسرے بچوں کے پاس نئے کپڑے ہیں میرے پاس نہیں۔ دوسروں کے پاس کھلونے ہیں میرے پاس نہیں۔ میں اس بچّے کے لیے گٹھلیاں چن رہا ہوں تاکہ ان کو بیچ کر اس کے لیے کھلونے خریدوں۔ سری سقطیؒ نے کہا آپ رہنے دیجئے، یہ کام میرے حوالے کیجئے۔ میں نے بچے کو ساتھ لیا، اسے نئے کپڑے دیئے، کھلونے دیئے۔ اس بات سے میرے دل میں ایک عجیب مسرت اور نور پیدا ہوا اور بہت سے مقاماتِ بلند حاصل ہوئے۔ (تذکرۃ الاولیا، حصہ اول، ص ص ۲۵۳-۲۴۶ و ۲۵۹، حصہ دوم، ص ۱۶۔ طرایق الحقایق، ص ۳۹۶)

حضرت برہان الدینؒ نے فرمایا کہ ہمسایہ جو کافر ہے اس کا ایک حق ہے اور جو ہمسایہ مسلمان ہے اس کے دو حق ہیں: ایک حقِ ہمسایگی اور دوسرا حقِ اسلام اور وہ ہمسایہ جو مسلمان اور رشتہ دار ہو اس کے تین حق ہیں: ایک حقِ ہمسایگی، دوسرا حقِ اسلام اور تیسرا حقِ صلۂ رحمی۔ (شیخ برہان الدین، ثمرات الحیات، مرتبہ عاقل خان، نسخۂ خطی، کتاب خانۂ دانشگاہ پنجاب، لاہور، شمارہ ۴۲۶۴، برگ ۳۰ ب)

افضل الفوائد، جلد اول میں ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاؒ نے فرمایا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جبرائیلؑ نے ہمسایے کے حق کے بارے میں اس قدر مجھے وصیت کی کہ میں نے یہ خیال کیا کہ ہمسائے کو میراث سے حصہ دینا ہوگا۔

Marfat.com

حضرت بایزیدؒ کا ایک ہمسایہ یہودی تھا' وہ خود باہر گیا ہوا تھا' اُس کی بیوی اور نوزائیدہ بچہ حضرت بایزیدؒ کے پڑوس میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ نوزائیدہ بچہ رات کو رو رہا تھا کہ چراغ جلا ہوا نہیں تھا اور بچے کی ماں کے پاس چراغ میں تیل کے لیے پیسے نہیں تھے۔ حضرت بایزیدؒ جب تک وہ یہودی واپس نہیں آیا روزانہ شام کو اُس کے چراغ کے لیے بازار سے تیل خرید کر اُس یہودی کے گھر پہنچا دیتے تھے۔ کچھ عرصے بعد جب وہ یہودی گھر واپس آیا تو اُس کی بیوی نے ساری صورت حال بتائی۔ وہ یہودی حضرت بایزیدؒ کے پاس آیا اور کہا ''آپؒ نے اتنی زحمت کیوں کی''؟ حضرت بایزیدؒ نے فرمایا ''تم میرے ہمسایے ہو تمہارا مجھ پر حق ہے''۔ وہ یہودی یہ سن کر مسلمان ہو گیا۔ حضرت بایزیدؒ کا ایک یہودی ہمسایہ تھا جو اُن کی نیکیوں کا بہت معترف تھا۔ کسی نے اُس سے کہا کہ تم مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے؟ اُس نے کہا کہ وہ اسلام جو بایزیدؒ کا ہے اُس کی مجھ میں ہمت نہیں اور جو تمہارا اسلام ہے وہ مجھے پسند نہیں۔ (افضل الفوائد' مرتبہ امیر خسرو' ص ص ۲۱-۱۸)

ایک یہودی کے مکان کے قریب حضرت مالک بن دینارؒ نے کرائے پر مکان لے لیا' اور آپ کا حجرہ یہودی کے دروازے سے متصل تھا چنانچہ دشمنی میں ایک ایسا پرنالہ بنوایا جس کے ذریعے پوری گندگی آپ کے مکان میں ڈالتا رہتا تھا اور آپ کی نماز کی جگہ گندی ہو جایا کرتی تھی' وہ بہت عرصہ تک یہی عمل کرتا رہا لیکن آپ نے کبھی شکایت نہیں کی' ایک دن اس یہودی نے خود ہی آپ سے کہا کہ میرے پرنالے کی وجہ سے آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ پرنالے سے جو غلاظت گرتی ہے

Marfat.com

اس کو جھاڑو لے کر روزانہ دھو ڈالتا ہوں' اس لیے مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ یہودی نے کہا کہ آپ کو اتنی اذیت برداشت کرنے کے بعد بھی کبھی غصہ نہیں آیا؟ فرمایا خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ جو غصے پر قابو پا لیتے ہیں نہ صرف ان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں بلکہ انہیں ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔ یہ سن کر یہودی بہت متاثر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔

شیخ ابو علی ثقفیؒ ایک روز قرآنِ پاک پڑھ رہے تھے' ان کے ہمسائے میں ایک کبوتر باز رہتا تھا وہ اپنے کبوتروں کو اڑانے کے لیے ڈھیلے مارتا تھا جس سے حضرت شیخ ابو علی ثقفیؒ بہت تنگ تھے۔ اُس روز ایک ڈھیلا ان کے سر پر لگا اور سر پھٹ گیا۔ آپ کے مریدین نے کہا ہم کوتوال کے ہاں جا کر اس کی رپٹ درج کرائیں گے۔ شیخ ابو علیؒ نے اپنے ایک خدمتگار کو بلایا اور کہا کہ فلاں جنگل سے ایک لکڑی کاٹ کر لاؤ جب وہ لے آیا تو آپ نے وہ لکڑی اپنے ہمسائے کو بھجوائی کہ اس سے کبوتروں کو اڑایا کرو' ڈھیلوں سے نہ اڑایا کرو۔ (تذکرۃ الاولیا' حصہ اول' ص ۱۵ و ذکر بایزید بسطامیؒ حصہ دوم' ص ۲۳۶)

حضرت مولانا رومؒ ایک محلے سے گذر رہے تھے بچے کھیل رہے تھے جب بچوں نے مولانا کو دور سے دیکھا تو ایک دم دیوانہ وار ان سے لپٹ گئے اور سلام کیا' حضرت مولانا رومؒ نے بھی انھیں سلام کیا۔ دور سے ایک بچہ چلّایا کہ میں بھی آ رہا ہوں' وہ بچہ پیشاب کر رہا تھا فراغت پا کر جب تک وہ نہیں آ گیا مولانا وہیں ٹھہرے رہے۔ دو بزرگ آپس میں دشمنی رکھتے تھے' ایک روز ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ ایک نے قرآن کی قسم کھا کر کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے' خدا تجھے پکڑے۔ دوسرے نے کہا نہیں نہیں تو جھوٹ بولتا ہے خدا تجھے پکڑے۔ مولانا رومیؒ اتفاق سے اس وقت وہاں

Marfat.com

سے گذر رہے تھے' انہوں نے فرمایا نہیں نہیں خدا نہ تجھے پکڑے نہ اسے پکڑے بلکہ ہمیں پکڑے کہ ہم اس کی گرفت کے لائق ہیں' دونوں نے سر جھکا دیا اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ دو دوستوں میں کدورت پیدا ہوگئی اور کسی طرح سے صلح صفائی نہ ہوسکی۔ ایک دن مولانا رومیؒ نے دوران وعظ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے انسان پیدا کیے ہیں: ایک مٹی کی طرح جامد و بے حرکت اور ایک پانی کی طرح ہر دم تازہ اور رواں۔ جب یہ آبِ رواں مٹی پر پہنچتا ہے تو دونوں کی ہم نشینی کی برکت سے اس سے ہزاروں گلزار نمودار ہوتے ہیں اور اشجار و اثمار پیدا ہوتے ہیں جو ابدان (بدن کی جمع) و ارواح کی غذا بنتے ہیں۔ اب یہ دونوں دوست جو آپس میں لڑ رہے ہیں ایک خاک کی طرح ہے اور ایک پانی کی طرح عجز و انکسار کے ساتھ ہے۔ جب یہ دونوں ایک دوسرے سے ملیں گے تو حق تعالیٰ ان کے اتحاد و اجتماع کی برکت سے سینکڑوں گلہائے شادی اور گلستانِ وفا و صفا پیدا کرے گا اور پھر ان میں سے ایک سے فرمایا اے نور الدین! تیرا بھائی مٹی کا بنا ہوا ہے' اپنی جگہ سے نہیں حرکت کرتا اور صلح کے لیے نہیں اٹھتا تو پانی کی طرح کرم کر اور قدم رنجہ فرما اور اس کی طرف رواں ہو یعنی اس کی طرف جا تاکہ اس کی روح پر اثر ہو' فوراً دونوں نے سر جھکا دیا اور صلحِ صالحانہ کر لی۔

(مناقب العارفین' ص ص ۱۵۴' ۲۵۳' ۴۶۴' ۴۶۵)

عزیز الدین نسفیؒ کتاب الانسان الکامل میں درویشوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ ریاضت و عبادت نام و نمود کے لیے نہیں کرنی چاہیے۔ درویش کو چاہیے کہ بقدر ضرورت عبادت کرے اور خدا شناسی کے بعد طہارت نفس حاصل کرے اور دوسروں

Marfat.com

کے لیے آزارِ جان نہ بنے بلکہ راحت رسان بنے کہ انسان کی نجات اسی میں ہے، انسانوں کو راحت پہچانا سب سے بڑی عبادت ہے اور حقیقت میں تصوف تمام تر انسانیت، انسان دوستی اور حسنِ خلق ہے۔ جب انسان اخلاق میں کمال حاصل کر لیتا ہے تو وہ خلیفۂ خدا بن جاتا ہے، اس کا کہنا خدا کا کہنا اور اس کا کرنا خدا کا کرنا بن جاتا ہے۔ (نسفی، الانسان الکامل، ص ص ۸۲، ۸۳، ۱۸۲)

Marfat.com

# مآخذ


ا ابی سعید ابوالخیر: اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید، مرتبہ محمد بن منور، تصحیح شفیعی کدکنی، تہران، ۱۳۶۱، ۱۳۷۶۔

" " " " " :اسرار التوحید، مرتبہ محمد بن منور تصحیح ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا، تہران ۱۳۶۰ (چاپ سوم)۔

اردستانی، پیر جمال الدین: مرآۃ الافراد، تصحیح ڈاکٹر حسین انیسی پور، انتشارات زوّار ایران، ۱۳۷۱

الافلاکی العارفی، شمس الدین احمد: مناقب العارفین، تصحیح یازیجی، دنیای کتاب، تہران، ۱۳۶۲

الخاقانی، نورالدین محمد قاضی: اخلاق جہانگیری، نسخۂ خطی مملوکہ شعبہ فارسی، جی سی یونیورسٹی، لاہور

السہروردی، ضیاء الدین ابونجیب: آداب المریدین، ترجمان عمر بن محمد بن احمد شیرکان، تصحیح نجیب مایل ہروی، انتشارات مولیٰ، ۱۴۰۴ھ

الطوسی، احمد بن محمد: الہدیۃ السعدیۃ فی معان الوجدیہ، بہ اہتمام احمد مجاہد، ۱۳۷۴ھ ش

العبادی المرزوی، قطب الدین ابوالمظفر منصور بن اردشیر: مناقب الصوفیہ، با مقدمۂ نجیب مایل ہروی، انتشارات مولیٰ، ایران، ۱۴۰۳ھ۔

" " " " " " " " " " " " " " " " " :صوفی نامہ، التصفیہ فی احوال المتصوفہ،

با تصحیح اللہ یار خان: دلائل السلوک (البیان فی مسائل السلوک والاحسان) مرتبہ عبدالرزاق ادارہ نقشبندیہ، چکوال، سال ندارد۔

ب بخاری، صلاح بن مبارک: انیس الطالبین وعدۃ السالکین، بہ تصحیح ڈاکٹر خلیل ابراھیم صاری اوغلی،


Marfat.com

بہ کوشش ڈاکٹر توفیق سبحانی، سازمان انتشارات کیہان، ایران، ۱۳۷۱۔

بدوی، عبدالرحمٰن: تاریخ تصوف اسلامی، ترجمہ ڈاکٹر محمود رضا افتخارزادہ، ایران، ۱۳۷۵۔

برہان الدین، شیخ: ثمرات الحیات، مرتبہ عاقل خان، نسخۂ خطی، کتابخانہ دانشگاہ پنجاب، لاہور، شمارہ ۴۲۶۴، برگ ۳۰ ب۔

بہاولد: معارف بہاولد، تصحیح فروزانفر، تہران، ۱۳۵۲ھ۔

بیابانگی، شیخ رکن الدین ابوالمکارم احمد بن محمد معروف بہ علاء الدولہ سمنانی: چہل مجلس یا رسالہ اقبالیہ، مرتبہ امیر اقبال شاہ بن سابق سجستانی، با مقدمۂ نجیب یامل ہروی، تہران ۱۳۶۶

بیرونی، ابوریحان: تحقیق ماللھند، ترجمہ منوچہر صدوقی سہا، موسسۂ مطالعات وتحقیقات فرہنگی ایران۔

پ پناھی، دکتر مھین: اخلاق عارفان، انتشارات روزنہ، تہران ۱۳۷۸۔

ت تھانوی، مولانا اشرف علیؒ: مقالات صوفیہ، اردو ترجمہ مفتی محمد شفیع، دارالاشاعت، کراچی، ۱۳۵۵

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ : التکشف عن مہمات التصوف، سجاد پبلیشرز لاہور سال ۱۹۶۰

ج جاحظ: کتاب البیان والتبیین، چاپ قاہرہ، ۱۳۱۳

جامی، نورالدین، عبدالرحمٰن: لوائح، بکوشش محمد حسین تسبیحی، تہران، ۲۵۳۶ شاہی۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ : نفحات الانس من حضرات القدس مقدمۂ ڈاکٹر محمود عابدی، انتشارات اطلاعات، تہران ۱۳۷۰

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ : نفحات الانس من حضرات القدس، با مقدمۂ مہدی توحیدی پوری، انتشارات کتابفروشی محمودی، تہران ۱۳۶۰۔

جندی، موید الدین: نفحۃ الروح وتحفۃ الفتوح، با تصحیح نجیب مایل ہروی، انتشارات مولی، تہران ۱۴۰۳ھ ق۔

چ چشتی، خواجہ معین الدین: دلیل العارفین، مرتبہ بختیار کاکیؒ، مطبع منشی نول کشور، کان پور

Marfat.com

ھند،۱۸۸۹ء

چشتی، شیخ عبدالرحمٰن: مرآۃ الاسرار، ترجمہ واحد بخش سیال، رحیم یار خان، ۱۴۱۱ھ

ح حمویہ، سعد الدین: المصباح فی التصوف، با مقدمہ نجیب مایل ہروی، انتشارات مولیٰ، ۱۴۰۳ھ۔

خ خانقاہی، ابوالنصر طاہر بن محمد: گزیدہ در اخلاق و تصوف، بہ کوشش ایرج افشار، شرکت انتشارات علمی، فرھنگی، ایران، چاپ دوم ۱۳۷۴

خباز کشمیری، محمد حسین: ھدایت الاعمیٰ، نسخہ خطی مملوکہ شعبہ فارسی، جی سی یونیورسٹی، لاہور

خواجہ گیسو دراز، ابوالفتح صدر الدین سید محمد الحسینیؒ: تذکرہ خواجہ گیسو دراز، مرتبہ اقبال الدین احمد، اقبال پبلشرز، کراچی، ۱۹۶۶

ذ ذوقی، سید محمد: سِرِّ دلبران، کراچی، ۱۳۸۸

ر رازی، نجم الدین: ابوبکر عبداللہ بن محمد بن شاھاور الاسدوی: مرصاد العباد من المبدأ الی المعاد، بہ اہتمام
حسین الحسینی النعمت اللّٰھی، سازمان انتشارات سنائی۔

ز زرین کوب، ڈاکٹر عبدالحسین: مقالہ ادبیات عرفانی و ارزش انسانی آن، دانشکدہ ادبیات و علوم انسانی، شمارہ ۷۷، اسفند ماہ، ۱۳۵۰ھ

زیدی، شمیم محمود: احوال و آثار شیخ بہاء الدین و خلاصۃ العارفین۔

ژ ژندہ پیل، احمد جام نامقی: منتخب سراج السائرین، بہ تصحیح ڈاکٹر علی فاضل، موسسہ چاپ و انتشارات آستانہ قدس رضوی، مشھد، ایران، ۱۳۶۸

س سعدی: بوستان، مرتبہ محمد علی ناصح، بکوشش خلیل خطیب رہبر، تہران، ۱۳۷۹ھ

سمعانی، شھاب الدین احمد: روح الارواح، فی شرح اسماء الملک الفتاح، مرتبہ نجیب مایل ھروی، تہران، ۱۳۸۴۔

سہروردی، شیخ شہاب الدین: عوارف المعارف، ترجمہ ابو منصور بن عبدالمومن اصفہانی، بہ

Marfat.com

اهتمام قاسم انصاری، تہران ۱۳۷۴ھ۔

، ، ، ، ، ، ، ، :عوارف المعارف، ترجمہ اردو شمس بریلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ۱۹۷۷ء

سید بھیک: نزھۃ السالکین، مرتبہ علیم اللہ جالندھری، نسخہ خطی، کتابخانہ دانشگاہ پنجاب، لاہور، شمارہ ۶۲۱۱، برگ ۶۳ الف

ش

شاہ عبداللہ دھلوی، المعروف بہ شاہ غلام علی: ملفوظات درالمعارف، مرتب شاہ روف احمد، ۱۳۷۶

شاہ ولی اللہ: انفاس العارفین، ترجمہ اردو سید محمد فاروق القادری، المعارف، لاہور ۱۳۹۱

شبلی نعمانی، مولانا: الغزالی، تاج بک ڈپو، لاہور ۱۹۰۱

شمس تبریزی، شمس الدین محمد: مقالات شمس تبریزی، با مقدمہ محمد علی موحد، ایران، ۲۵۳۶ شاھی

ص

صاین الدین ترکہ: اطوار ثلاثہ، مرتبہ حسین داودی، بحوالہ رسالہ، معارف نشریہ مرکز نشر دانشگاہی، دورہ نہم شمارہ ۲، سال ۱۳۷۱۔

صدیقی، ظہیر احمد: تصوف اور تصورات صوفیہ، مجلس تحقیق و تالیف فارسی، دانشگاہ گورنمنٹ کالج، لاہور ۲۰۰۸ء

، ، ، ، ، ، ، :اخلاقیات ایرانی ادبیات میں، مجلس تحقیق و تالیف فارسی، گورنمنٹ کالج، لاہور ۲۰۰۳

ط

طباطبائی، ڈاکٹر فاطمہ: سخن عشق، دیدگاہ ھای امام خمینی و ابن عربی، تہران، ۱۳۷۰۔

، ، ، ، ، ، ، ، : یک ساغر از ھزار، (سیری در عرفان امام خمینیؒ) موسسہ چاپ و نشر عروج، ایران ۱۳۸۲

ع

عبداللہ انصاری: سخنان پیر ہرات، بہ کوشش ڈاکٹر محمد جواد شریعت، تہران ۱۳۷۶

، ، ، ، ، ، ، : کشف الاسرار (دہ جلدی) (خلاصۂ تفسیر ادبی عرفانی قرآن مجید) تالیف امام

Marfat.com

احمد میبدی، چاپ وانتشارات اقبال، تہران، ایران، ۱۳۷۱

۔۔۔۔۔۔: مجموعۂ رسائل، بہ اہتمام محمد شیروانی، ایران، ۱۳۵۲

۔۔۔۔۔۔: منازل السائرین، ترجمہ روان فرہادی، انتشارات مولیٰ، ایران ۱۳۶۱

عطار، شیخ فریدالدین: تذکرۃ الاولیا، ترجمہ محمد عادل خان، مرتبہ طفیل احمد جالندھری، کتب خانہ خورشیدیہ لاہور

۔۔۔۔۔۔: تذکرۃ الاولیاء (چاپ سوم) با مقدمہ میرزا محمد خان قزوینی، ۱۳۳۶۔

۔۔۔۔۔۔: مصیبت نامہ، تصحیح نورانی وصال، ایران، ۱۳۶۴ھ

عوفی، نورالدین محمد بن محمد: جوامع الحکایات، (منتخب جوامع الحکایات) بنگاہ علمی، تہران، ایران ۱۳۲۴

عین القضاۃ ھمدانی، ابوالمعالی عبداللہ بن محمد بن علی: تمہیدات، با مقدمہ عفیف عسیران، کتاب خانہ منوچہری، ایران۔

غ غزالیؒ، امام محمد: احیاء العلوم، ترجمہ اردو از محمد احسن صدیقی، کراچی

۔۔۔۔۔۔: احیاء العلوم، ترجمہ اردو از ندیم الواجدی، دارالکتاب، دیوبند، ہند۔

۔۔۔۔۔۔: کیمیای سعادت، تصحیح احمد آرام، انتشارات گنجینہ، تہران ۱۳۳۳

۔۔۔۔۔۔: منہاج العابدین، ترجمہ عمر بن عبدالجبار سعدی ساوی، تصحیح احمد شریعتی انجمن اسلامی حکمت وفلسفہ ایران، تہران، ۱۳۵۹

غلام فرید، خواجہ: مقابیس المجالس، (اشارات فریدی) مرتبہ رکن الدینؒ، ترجمہ واحد بخش سیال، صوفی فاؤنڈیشن بہاولپور۔

غنی، ڈاکٹر قاسم: تاریخ تصوف دراسلام، انتشارات زوار، تہران، ۱۳۷۵

ق قشیری، عبدالکریم: رسالہ قشیریہ، ترجمہ فارسی، با تصحیح بدیع الزمان فروزانفر، تہران ۱۳۷۲

۔۔۔۔۔۔: رسالۂ قشیریہ ترجمہ اردو ومقدمہ پیر محمد حسن، جامعہ اسلامیہ بہاولپور، ۱۹۷۰/۱۳۹۰

Marfat.com

قلندر، تراب علی شاہ: مطالب رشیدی، لاہور سال اشاعت ندارد۔

ک

کاشانی، عزالدین: مصباح الھدایت و مفتاح الکفایت، تصحیح جلال الدین ھمایی، تہران ۱۳۶۲

کاشفی سبزواری، مولانا حسین واعظ: فتوت نامہ سلطانی، بہ اھتمام محمد جعفر محجوب، انتشارات بنیاد فرھنگ ایران، تہران، ۱۳۵۰ش

کبریٰ، نجم الدین: الاصول العشرہ، ترجمہ فارسی، عبدالغفور لاری، بہ اھتمام نجیب مایل ہروی، انتشارات مولیٰ، تہران، ۱۴۰۴ھ ق

۔۔۔۔۔۔: السائر والحائر، مطبوعہ تہران، ایران

کرمانی، سید محمد بن مبارک علوی: سیر الاولیا، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۷۸

کلابادی، امام ابوبکر بن ابواسحاق بن یعقوب البخاری: کتاب تعرف، متن و ترجمہ ڈاکٹر محمد جواد شریعت: انتشارات اساطیر، ایران، ۱۳۷۱

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔: تعرف، اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن، اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۷۸۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔: تعرف، ترجمہ و شرح بعنوان سیر تصوف از محمد یعقوب مصطفائی، اسلام آباد ۱۹۸۷، جلد اول، دوم، سوم، چہارم۔

کلیم اللہ شاہ جہان آبادی: کشکول کلیمی، لاہور ۱۹۱۴

کیانی، دکتر محسن: تاریخ خانقاہ در ایران، انتشارات طہوری، تہران ۱۳۸۰

گ

گنگوہیؒ، مولانا رشید احمد: امداد السلوک نسخۂ خطی مملوکہ ظہیر احمد صدیقی۔

۔۔۔۔۔۔: امداد السلوک ترجمہ از عاشق الٰہی میرٹھی بہ عنوان ارشاد الملوک، مقدمہ مولانا محمد زکریا، سہارنپور، ھند، ۱۳۳۲۔

گیسودراز: فوائد حضرت بندہ نواز، مرتبہ محمد معشوق حسین خان سلطانی، سجاد پبلشرز، لاہور ۱۹۵۹


Marfat.com

ل لاهیجی، شیخ محمد: گلشن راز، (مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشن راز) با مقدمۂ کیوان سمیعی، انتشارات سعدی، ایران، ۱۳۷۴

م مانک پوری، حسام الدین: انیس العاشقین، نسخۂ خطی مملوکہ ظہیر احمد صدیقی

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ : انیس العاشقین، مطبع مجتبائی، دھلی ۱۳۱۰ھ۔

محمد علی مدرس: ریحانۃ الادب فی تراجم المعروفین بالکنیت واللقب، تہران، سال ندارد

مخدوم جہانیان جہان گشت، جلال الدین حسین بخاری: خلاصۃ الالفاظ جامع العلوم، بہ اہتمام ڈاکٹر غلام سرور، مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، اسلام آباد ۱۹۹۲

مسعودی، ابوالحسن علی حسین: مروج الذھب، ترجمہ فارسی ابوالقاسم پاینده، تہران، ۱۳۷۴

مسعود بک: مرآت العارفین

معصوم علی شاہ، محمد معصوم شیرازیؒ: طرایق الحقایق تصحیح محمد جعفر محجوب، کتاب خانہ سنائی

میبدی، ابوالفضل رشید الدین: کشف الاسرار وعدۃ الابرار، معروف بہ تفسیر خواجہ عبداللہ انصاری، بکوشش علی اصغر حکمت، انتشارات امیر کبیر، ایران، ۱۳۶۱

ن نجم الدین محمود بن سعداللہ اصفہانی: مناہج الطالبین ومسالک الصادقین، بہ اہتمام نجیب مایل ہروی، انتشارات مولی، تہران ۱۳۶۴ھ ش۔

نخشبی، ضیاء الدین: سلک السلوک با مقدمۂ ڈاکٹر غلام علی آریا، کتاب فروشی زوار، ایران، ۱۳۶۹ش

نسفی، عزیز الدین: کشف الحقایق، مرتبہ احمد مہدوی دامعانی بنگاہ ترجمہ ونشر کتاب، ایران، ۱۳۵۹

۔ ۔ ۔ ۔ : کتاب الانسان الکامل، با مقدمہ ماریژن مولہ، کتابخانۂ طہوری، ایران، ۱۳۶۲ش، ۱۹۸۳م

نظام الدین اولیا: فوائد الفواد، مرتبہ خواجہ امیر حسن سجزی، ترجمۂ خواجہ حسن ثانی نظامی دھلوی، اردو اکادمی دھلی، طبع سوم ۱۹۹۲۔

ہجویری، ابوالحسن علی بن عثمان: کشف المحجوب، اصلی قلمی نسخہ، بادیباچہ پروفیسر غلام سرور رانا، سیکنڈ ایڈیشن ۲۰۰۶ء۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ : کشف المحجوب، بہ کوشش ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی، انتشارات مرکز تحقیقات ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۹۵

ھمائی، جلال: غزالی نامہ، ایران

ہمدانی، خواجہ یوسف: (خواجہ امام ابو یعقوب یوسف بوزنجردی ہمدانی) رتبۃ الحیات، بہ تصحیح ڈاکٹر محمد امین ریاحی، ایران ۱۳۶۱

Marfat.com

آداب المریدین 26،31،35،49،53،62،79،99

آدمؑ 73،74،80،97

ابراہیمؑ 30،58،80

ابراہیم ادہمؒ 30،123،124

ابراہیم خواص 124

ابلیس 73

ابن عطاؒ 20،28

ابوادریس خولانیؒ 31

ابوالحسن برنودیؒ 34

ابوالحسن بوشنجہؒ 19

ابوالحسن تونیؒ 17

ابوالحسن خرقانیؒ 38،101،118،122

ابوالحسن نوریؒ 51،114،115

ابوالعباس آملیؒ 6

ابوالعباس شقانی 51

ابوالقاسم قشیریؒ 41

ابوالقاسم گرگانیؒ 61

ابوالقاسم نصرآبادیؒ 41

ابوبکرؓ 27

ابوبکر بن طاہرؒ 41

ابوبکر کتانیؒ 20

ابوبکر وراقؒ 123

ابوحفص حدادؒ 6،32،33،44،50

ابوحفص حداد نیشاپوریؒ دیکھیے ابوحفص حدادؒ

ابوحمزہؒ 6،114

ابوحمزہ بغدادیؒ: دیکھیے ابوحمزہؒ

ابودرداؓ 37

ابوسعید ابوالخیرؒ 7،16،17،23،41،46،48،51،52، 83،90،95،106،122

ابوسلیمان دارانی 116

Marfat.com

ابوعبداللہ مختار الہروی 75

ابوعبداللہؒ 52

ابوعثمان حیریؒ 49

ابو علیؒ دیکھیے ابوعلی دقاقؒ

ابو علی ثقفیؒ 129

ابوعلی دقاقؒ 6، 34، 38، 40، 45، 51، 60، 100، 111، 113، 121، 129

ابومحمد رویمؒ 19

ابومسلم فارس بن غالب الفارسیؒ 46

ابونجیب سہروردیؒ 28، 60، 61، 76

ابونصر سراجؒ 6، 44

ابونصر سرّاج طوسی: دیکھیے ابونصر سراجؒ

ابوہریرہؓ 37، 110

ابویعقوب طوسیؒ 79

ابی العباس بن عطاؒ 61

احمد جام نامقیؒ 71، 73

احمد خضرویہؒ 126

اخلاق محسنی 107، 109

اردشیر العبادی 74

ارقامؒ 114

اسرار التوحید 8، 17، 26، 43، 49، 53، 83، 90، 96، 106، 107، 122، 126

اسرار التوحید فی مقامات شیخ ابی سعید دیکھیے اسرار التوحید

اسماعیل ذبیح اللہ 87

اطوار ثلاثہ 94، 95

افضل الفواید 127، 128

الاصول العشرہ 23

الانسان الکامل 23، 53، 62، 131

السائر الحائر 80

اللہ دیکھیے اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ 6، 7، 10، 11، 15، 17، 18، 22، 23، 24، 26، 27، 28، 32، 36، 37،


Marfat.com

45، 47، 51، 57، 58، 59، 64، 70، 73، 74، 81، 83، 84، 86، 89، 90، 96،
101، 102، 106، 111، 112، 113، 116، 119، 122، 123، 129، 131
امام احمد بن حنبلؒ 117
امام قشیریؒ 7، 41
امیر ایاز 118
امیر خسرو 128
انس بن مالکؓ 35، 37
انفاس العارفین 121
انیس العاشقین 79
اورنگ زیب 118، 120
اوصاف الاشراف 93
ایوبؑ 45، 81
باباطاہر ہمدانی 11
باقی باللہؒ 117
بایزید بسطامیؒ 6، 43، 65، 101، 124، 127، 128، 129
بختیار کاکی 102
برمبانی عرفان وتصوف 13
برہان الدینؒ 100، 127
بزم تیموریہ 118، 121
بلالؓ 64، 93، 103
بوذرؓ 64
بوعلی دقاقؒ دیکھیے ابوعلی دقاقؒ
بوعلی قلندر پانی پتیؒ 121
بہاء الدین زکریاؒ 8، 89، 111
بہاء الدین کاشیؒ 8
بہرام گور 108، 109
بہلولؒ 12
پیغمبر دیکھیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
تاریخ تصوف اسلامی 13

Marfat.com

تاریخ خانقاہ درایران 62
تذکرۃ الاولیا 10، 16، 23، 26، 31، 35، 40، 41، 43، 49، 62، 100، 101، 118،
121، 122، 124، 126، 127، 129
تصوف اور تصورات صوفیہ 20
تہران 67
ثمرات الحیات
127، 101
جابر بن سمرہؓ 49
جبرائیل امین
25، 64، 123، 127
جعفر صادقؒ 30، 78
جلال بصریؒ 51
جلال ہمائی 121
جمشید 52
جندیؒ 72، 91، 93
جنیدؒ دیکھیے جنید بغدادیؒ
جنید بغدادیؒ 6، 32، 42، 50، 51، 78، 114، 121، 126
چہل مجلس 70، 100
حبشہ 93
حسام الدین 79
حسن امام 89
حسن بصریؒ 26، 63، 64
حسن فغان 89
حسین منصور حلاج
67
حضور ﷺ دیکھیے رسول اکرم ﷺ
حضور اقدس ﷺ دیکھیے رسول اکرم ﷺ
حضور اکرم ﷺ دیکھیے رسول اکرم ﷺ
حق تعالیٰ دیکھیے اللہ تعالیٰ
حمدون قصارؒ 6
خالد آفتاب 18
خانۂ کعبہ 86

Marfat.com

خدا دیکھیے اللہ تعالیٰ
خدا تعالیٰ دیکھیے اللہ تعالیٰ
خداوند تعالیٰ دیکھیے اللہ تعالیٰ
خضرؑ 106،105
خلاصۃ العارفین 89،8
خواجہ نفیس الدین سیواسیؒ 43
خوردؒ (خواجہ) 117
خیر نساجؒ 6
داؤدؑ 81،9
درالمعارف 100
دلیل العارفین 102،101
دہلی 99
ذکر بایزید بسطامی 124
ذوالنورینؓ 10
ذوالنون مصریؒ 94،79،65
رابعہ بصریؒ 64
رحمٰن 103
رحیم 103
رسالہ قشیریہ 54،23
رسائل خواجہ عبداللہ انصاری 67
رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم 18، 22، 24، 25، 27، 29، 30، 31، 32، 33، 34، 35، 36، 37، 38، 39، 40، 48، 49، 51، 55، 57، 60، 61، 64، 68، 69، 75، 77، 81، 82، 97، 101، 103، 104، 106، 117، 127
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
رقعات عالمگیری 118
رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانیؒ 69، 70، 99، 100
روف احمد 100

Marfat.com

روم 93
ریحانۃ الادب 13
زید بن اسلمؒ 27
سراج السائرین 74،72،71
سری سقطیؒ 6، 51، 62، 123، 126
سعدیؒ 6
سعید ابن العاصؓ 34
سعید اشرف 118
سفیان ثوریؒ 25، 110، 111، 116
سلطان حسین تابندہ گنابادی 67
سلطان طغرل 11، 106
سلطان قباچہ 111
سلطان محمود 119
• سلک السلوک 31، 93، 94، 111
سلمان فارسیؓ 93، 94، 103
سلیم شاہ سوری 116
سمنانیؒ دیکھیے رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانیؒ
سہل بن عبداللہ تستریؒ 28، 40
سید بھیک 102
سید صباح الدین 118
سیر الاولیا 69، 86، 102
شاہ بن شجاعؒ 25
شاہ سنجانؒ 109
شاہ عبدالرحیمؒ 119
شاہ ولی اللہ 121
شبلیؒ 19، 32، 33، 67، 114، 115
شرف الدین یحییٰ منیری 68
شعبیؒ 26
شقیق بلخیؒ 9، 10، 30

Marfat.com

شمس الدین تبریزیؒ 98،96

شہاب الدین سہروردیؒ 48،27،23

شہاب الدین عمر سہروردیؒ 6

شیخ ابن سلیمانؒ 11

شیخ ابن مبارکؒ 46

شیخ ابواسحاق شہریار کازرونیؒ 40

شیخ ابوالعباس نہاوندی 16

شیخ ابومحمد جریریؒ 20

شیخ ابومسلم 47

شیطان 68

صاین الدینؒ 94

صدرالدین 112

صدیق اکبرؓ 43،10

صوفی نامہ 75،62،38،36

صہیب رومی 93

ضیاء الدین ابونجیب سہروردی 79

طاؤس یمانیؒ 9،8

طرایق الحقایق 127

ظہیر احمد صدیقی 18

عاقل خان 127

عائشہ صدیقہؓ 35،31

عبدالرحمٰن جامی 71

عبداللطیف برہانپوریؒ 120،118

عبداللہ انصاریؒ 79،67،65،54

عبداللہ بن مبارکؒ 107

عبداللہ دہلویؒ 100

عبداللہ نیازیؒ 117،116

عثمان حیریؒ 125

عروہ بن زبیرؓ 110


Marfat.com

عزالدین کاشانیؒ 49

عزیز الدین نسفیؒ 131،90،21

علامہ محمد اقبالؒ 121

علاء الدولہ سمنانی دیکھیے رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانیؒ

علیؓ دیکھیے علی مرتضیٰؓ

علی مرتضیٰؓ 78،29،10،9

علی ہجویریؒ 61،59،48،46

علیم اللہ جالندھری 102

عمر بن خطابؓ 109

عمر بن عبدالعزیزؒ 63

عمید نیشاپوری 12

عوارف المعارف 62،53،49،40،38،36،31،26،22

عیسیٰؑ 81،45،9

غزالی نامہ 121

فارس 94

فاروقؓ 10

فرعون 52

فروزانفر 7

فریدالدین عطارؒ 11

فلسطین 54

فوائد الفواد 124،99،90،7

قرآن دیکھیے قرآن پاک

قرآن پاک 129،126،125،73،45،35،29،22

کتاب اللمع فی التصوف 49

کشف الحقایق 91،90

کشف المحجوب 62،53،49،40،23

لغت نامۂ دہخدا 54

مالک بن دینارؒ 128،64،26،25،11

مجدد الف ثانیؒ 41


Marfat.com

مجدد الف ثانی مکتوبات دفتر 43

مجد الدین بغدادیؒ 69

محسن کیانی 62

محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

محمد بن علی بن حسین بن علیؓ 19

محمد غزالیؒ 119

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

محمد واسعؒ 65

محمود غزنوی 118

مرآت العارفین 100

مرتعشؒ 19

مرصاد العباد من المبداء الی المعاد 31،83،85

مروج الذہب 110

مسعود بکؒ 100

مصباح الہدایت ومفتاح الکفایت 49،50،62

مصیبت نامۂ عطار 13

معاذؓ 31،36،37

معروف کرخیؒ 124،125

معین الدین پروانہ 112

معین الدین چشتیؒ 86،102

مقالات 98

مکاتیب رشیدی 105

مکاتیب غزالی 104

مکتوبات امام ربانی 26

مکتوبات جوالی 68

مناقب العارفین 43،105،130

مناہج الطالبین ومسالک الصادقین 21،23،94

منصور حلاج 66

منصور عباسی 10

منہاج العابدین 67،68
مولانا رومؒ 43، 105، 106، 112، 129
موید الدین جندیؒ 21
میکائیل 64
نجم الدین رازیؒ 28
نجم الدین کبریٰ 80
نخشیؒ
111
نزہت السالکین 102
نسخۂ خطی 102، 127
نسفیؒ دیکھیے عزیز الدین نسفیؒ
نصیر الدین طوسیؒ 93
نظام الدین اولیاؒ 7، 89، 98، 122، 127
نفحات الانس 69، 71
نفحۃ الروح وتحفۃ الفتوح 23، 31، 35، 72، 93
نمرود 52
نولکشور کانپور 68
نیشاپور 11، 12، 16، 33، 95
واعظ کاشفیؒ 108
ہاجرہ 87
ہارون الرشید 9
ہشام 8
یحییٰ 9، 81
یحییٰ معاذؒ 26
یحییٰ منیریؒ 68
یعقوبؑ 81
یوسف بن حسینؒ 50
یوسف ہمدانیؒ 68
یوسفؑ 77، 81

Marfat.com

# اخلاق و آدابِ صوفیہ

پروفیسر ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی

Marfat.com